

وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ  
اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلا تا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدگی راہ پر لگا دیتا ہے (پہ)۔

راہِ سلوک متعلق تعلیمات اور واقعات کا مجموعہ

# اعمالِ سالکینِ خصالِ عارفین

تالیف

شیخ طریقتِ حلیب حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ذریحان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ  
خلیفہ و حجاز حضرت جاذق الامت پرتامبٹ (خلیفہ و حجاز حضرت سح الامت ہلال آبادی) بانی و ختم ارا العلوم جامعہ خانقاہ رحیمی

باہتمام

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدرا قاسمی  
ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور کونائک

مدینہ بک ڈپو اردو بازار جامع مسجد دہلی 6

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : اعمالِ سالکینِ خصالِ عارفین  
تالیف : حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ  
کتابت و تزئین : مولانا فہیم احمد قاسمی سرسی سینٹراڑھی، حبان گرافکس بنگلور  
باہتمام : مولانا محمد عثمان حبان دلدرا قاسمی  
تعداد : (۱۱۰۰) گیارہ سو  
قیمت :  
ناشر : جناب محمد حماد مصطفیٰ شیروانی صاحب  
مدینہ بک ڈپو جامع مسجد دہلی

**RAHEEMI SHIFA KHANA**

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,

Nayandhalli Post, Maysore Road

**BANGALORE - 560039 (INDIA)**

Ph.: 080-23180000, 23397836/72

www.raheemishifakhana.com

E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

## فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب اور ثواب	13
2	حروفِ دلداری	14
3	توحید سے بالاتر کوئی نہیں	16
4	حضرت انسان پر خدا کے انعامات	17
5	پتھر سے پانی ابلنا	18
6	کائنات کی لگام قبضہ قدرت میں	19
7	اسلام کی بنیاد توحید پر	20
8	بدشگونی اسلام کے منافی	21
9	حُسنِ عمل کی حقیقت	22
10	انسان کا معیار قرآن و سنت	22
11	خلاف شرع عمل خیر خواہی نہیں	23
12	عورت کی امامت گمراہی	24
13	تمہارا پروردگار تو غالب اور مہربان ہے	25
14	سجدہ صرف اللہ کے لئے ہے	26
15	مدد اللہ ہی سے مانگنی چاہئے	27
16	اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت	28

17	توکل یعنی بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر	30
18	دعوتِ دین کیلئے مصائب	33
19	حضرت ابوطالب کو حضور ﷺ کا جواب	34
20	حضور ﷺ کی ثابت قدمی	35
21	دشمن پر لرزہ طاری ہو گیا	35
22	اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کریں؟	36
23	استغفار کی فضیلت	37
24	عصر کی نماز سے قبل استغفار	37
25	اللہ کے ساتھ بے ادبی	38
26	کلمہ طیبہ عطر اور استغفار صابن	38
27	مرحومین کیلئے بھی استغفار کریں	39
28	اللہ کے محبوب بندے	40
29	شرائطِ استغفار	40
30	اللہ کے ساتھ معاملات درست کریں	40
31	دین کے شعبے اور امت میں بگاڑ	42
32	عقائد اور انقلابِ تغیر	42
33	عقائد کا انکار	42
34	عبادات سے امت کی غفلت	43
35	معاملات، معاشرت اور اخلاق	43
36	مسلمانو! ہوش میں آ جاؤ	44
37	بدترین حالات کے اسباب	44

- 38 دوا ہم اسباب
- 39 مسلمان جال میں پھنس چکا ہے
- 40 ہمت اور ارادے کا فقدان
- 41 موجودہ حالات سے کیسے نجات پائیں؟
- 42 تحصیل علم کا دستور العمل
- 43 دینی تعلیم کو کس طرح عام کریں؟
- 44 اصلاح کے طریقے اور تدبیر
- 45 گناہوں کو چھوڑنے کی ہمت کریں
- 46 اسم محمد ﷺ کی تعظیم
- 47 صرف ایک قلم کے لئے
- 48 حضرت جنید بغدادی سلطان العارفین کیسے بنے؟
- 49 اے لوگو، بیٹھ جاؤ
- 50 احساس ایک عظیم دولت
- 51 اللہ ہی ہمارا رب ہے تو فکر کس بات کا
- 52 اسلام کے نزدیک سب برابر ہیں
- 53 علم اور معرفت دوا لگ شے ہیں
- 54 علوم و معارف کی وحدت میں قائدین کا کردار
- 55 پیر بنانا لازمی نہیں
- 56 قطعہ: از دیوان مولانا جلال الدین رومی
- 57 عارفانہ اقوال حضرت ذوالنون مصری
- 58 تجارب صوفیائے کرام

- 59 شیخ حسام الدین لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
- 60 علامہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- 61 دانت کا علاج
- 62 بو اسیر کا علاج
- 63 دماغ کا علاج
- 64 آنکھ کا علاج
- 65 بندوں پر انعامات الہی
- 66 شکر ادا کرنا
- 67 شہید کے درجات بلند
- 68 شطرنج کھیل اور انسان کا چہرہ
- 69 چالیس کا عدد کیوں خاص؟
- 70 حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعاء
- 71 عزوہ بدر میں فرشتوں کا نزول
- 72 خواجه غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا مقام عالی
- 73 حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- 74 درسِ نظامی کی کتابیں
- 75 حریم شریفین میں قیام اور اجازتِ خلافت
- 76 شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف
- 77 حضور ﷺ کی روح پر فتوح میں نیاز
- 78 حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا مراقبہ
- 79 خاص تصنیف حجۃ اللہ البالغہ

80	صحابہ کرامؓ تابعین اور ائمہ و مجتہدین کی نظر میں علم کی اہمیت
81	علماء کو انسان قرار دیا
82	حضرت معاذ ابن جبلؓ کی حیرت انگیز تقریر
83	عالم کی مجلس میں حاضری کی فضیلت
84	حسن اخلاق بڑی عبادت ہے
85	حسن اخلاق سے بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے
86	بد خلقی یا رذائل اخلاق
87	حسن اخلاق قرب خداوندی کا ذریعہ بھی ہے
88	جب وہ موت کی دہلیز پر تھے
89	حضرت بایزید بسطامیؒ
90	حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ
91	حضرت سفیان ثوریؒ
92	حضرت ذوالنون مصریؒ
93	حضرت ابوالحسن خرقانیؒ
94	اسلام کے عالی مرتبت غلام مگر مقتدائے عصر
95	خواجہ ابوالخیر حماد قسطلیؒ
96	محمد ابن سیرینؒ
97	طاؤس بن کیسانؒ
98	حضرت معروف کرخیؒ
99	حضرت امام موسیٰ کاظمؒ
100	اقوالِ صوفیائے کرام

101	حضرت خواجہ ابوعلی جرجانی
102	خواجہ سری سقطیؒ
103	خواجہ ابوالحسن نوریؒ
104	خواجہ ابویعقوب نہر جویریؒ
105	حضرت خواجہ عثمان مغربی نیشاپوریؒ
106	شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ
107	شیخ ابوعبدالرحمن سلمی
108	خواجہ سمون
109	شیخ ابوبکر عبداللہ نساج
110	استفساراتِ صوفیائے کرام
111	خواجہ سمونؒ
112	شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ
113	مولانا جلال الدین رومیؒ
114	خواجہ فضیل بن عیاضؒ
115	خواجہ احمد بن خضرویہؒ
116	احوالِ صوفیائے کرام
117	حضرت داتا گنج بخشؒ لاہوری
118	خواجہ ابوعبداللہ حنیف
119	خواجہ سمون
120	شیخ ضیاء الدین ابونجیب
121	خواجہ ابوعلی دقاق

- 133 حضرت رجاء بن حیوۃ رضی اللہ عنہ 143
- 133 حضرت حارث مجاسبی رضی اللہ عنہ 144
- 134 تواضع کی حقیقت 145
- 134 حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی رفعت شان 146
- 135 اللہ ساری دنیا کو رزق کس طرح دیتا ہے؟ 147
- 136 حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیکرِ جو دو سخاوت 148
- 137 رات کے عبادت گزار، دن کے شہسوار 149
- 138 پچاس ہزار کا قرض معاف کر دیا 150
- 139 افضل ترین اعمال 151
- 139 سب سے بڑا فریضہ 152
- 140 بہترین اعمال 153
- 140 ماں باپ سے انس و محبت 154
- 140 پسندیدہ عمل 155
- 140 ماں باپ کی طرف دیکھنا 156
- 141 ماں باپ کی عظمت 157
- 141 ماں باپ کا احترام 158
- 141 ماں باپ کی اطاعت 159
- 142 اطاعت والدین کی اہمیت 160
- 142 ماں باپ کا قرض ادا کرنا 161
- 142 ماں باپ کی خوشنودی 162
- 142 ماں باپ کے ساتھ نیکی کی جزا 163

- 114 حضرت میاں میر قادری رضی اللہ عنہ 122
- 114 بعض اہل اللہ 123
- 115 حضرت خواجہ ابوتراب بخش رضی اللہ عنہ 124
- 115 جب نفس کو توڑنے والا میسر آجائے 125
- 116 سوال و جواب 126
- 117 فنا فی اللہ کا طریقہ 127
- 118 بیعت ضروری نہیں کام ضروری ہے 128
- 118 مشائخ کا فرض منصبی 129
- 119 مریدین کی ذمہ داری 130
- 119 مطالعہ مواعظ و کتب قائم مقام شیخ ہیں 131
- 120 حاصل تدابیر 132
- 120 شیخ کامل کی علامتیں 133
- 121 شیخ کے حقوق 134
- 122 حاصل کلام یہ کہ 135
- 122 اللہ کے احکام کی پابندی کا نام 136
- 124 حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ 137
- 127 اقوال زریں حضرت پیران پیر رضی اللہ عنہ 138
- 130 اسلاف کی شان بے نیازی کے واقعات و حالات 139
- 131 مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی رضی اللہ عنہ 140
- 132 حضرت ایوب بن ابی تمیم سختیانی رضی اللہ عنہ 141
- 132 حضرت امام اعمش رضی اللہ عنہ 142

163	185	درویشانہ جلال
164	186	کیفیتِ سماع
164	187	نیک نفس قاضی
165	188	برصغیر کے بزرگوں کی تعلیمات کو عام کریں
167	189	نعمتِ جزدانوں میں
170	190	اللہ تعالیٰ کے نیک اور متقی بندے
170	191	حضرت بشرحانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کے تقویٰ کی برکت
171	192	ایک تاجر کی اصلاح
172	193	ابتدائے سلوک میں مجاہدہ
173	194	اللہ پاک جس کو چاہتے ہیں
175	195	سالک چار چیزوں کا محتاج ہوتا ہے
177	196	قطعاً موضوعِ زندگی
177	197	شعورِ زندگی
177	198	فریبِ زندگی
177	199	کمالِ زندگی
178	200	مہمانِ زندگی
178	201	کتابِ زندگی
178	202	تنویرِ زندگی
178	203	حقیقتِ زندگی
179	204	شہرِ خموشاں



142	164	ماں باپ کے ساتھ نیکی کے لئے سفر
143	165	عمر اور روزی میں اضافہ
143	166	ماں باپ کے ساتھ نیکی کے آثار
143	167	پہلے ماں کے ساتھ نیکی کرو
144	168	ماں باپ کے ساتھ نیکی کا بدلہ
144	169	باپ کا حق
144	170	محبت کی نگاہ
144	171	والدین کے ساتھ حسن سلوک
145	172	حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
148	173	حضرت شیخ عبدالقدوس قطب عالم گنگوہی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
152	174	خواجہ بہاری قادری
153	175	حضرت شیخ نظام الدین مولیٰ
154	176	ایک پرہیزگار خاتون کا خط پیر و مرشد کی خدمت میں
157	177	دو معروف ہمعصر صوفیائے کرام
157	178	شیخ کلیم اللہ جہان آبادی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
159	179	شیخ شاہ نظام الدین اولیاء اورنگ آبادی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
160	180	اولیاء کرام کی خصوصی کیفیات
161	181	نماز میں بے خودی
161	182	مثالی درس و تدریس
162	183	سادات کی پہچان
163	184	شہرت سے نفرت

بِحمدِ اللہ تعالیٰ اعمالِ سالکینِ خصالِ عارفین کا

## انتساب اور ثواب

عارف باللہ قطبِ مدارِ مسیح الامت پیرِ طریقت و الشریعت حضرت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادی خلیفہ و مجاز حضرت مولانا الشاہ محمد اشرف علی تھانوی کے نام نامی سے معنون کرتا ہوں جو میرے دادا پیر اور شیخِ زماں ہیں یعنی حاذق الامت حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد پر نامٹ تامل ناڈو کے رہبر کامل اور پیرِ طریقت ہیں۔ جن کا فیض روحانی آج بھی پوری آب و تاب سے جاری و ساری ہیں۔ جنہوں نے ہندوستان سے ساؤتھ افریقہ تک تبلیغِ دین و اشاعتِ اسلام کا فریضہ انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر نور کی بارش تا قیام قیامت نازل فرمائے۔ اور آپ کی جسمانی و روحانی اولادوں کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

میں عالی جناب حماد مصطفیٰ شیروانی صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مدینہ بکڈ پوڈہلی سے ”اعمالِ سالکینِ خصالِ عارفین“ کو شائع کیا، اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو خواص و عوام کے لئے نافع بنائے اور ہم سب کو فکرِ آخرت کا حامل بنا کر عملِ صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جن اکابر علماء اور مشائخ کا اس میں تذکرہ ہے اللہ ان کے نقشِ عمل کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین یا رب العالمین!

خاکروب آستانہ حاذق الامت

محمد ادریس حبان رحیمی چر تھاولی

خانقاہ رحیمی، دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ ۲۵ رمضان المبارک بروز جمعہ ۱۲۳ھ مطابق یکم جولائی ۲۰۱۶ء

## حروفِ دلداری

نحمدہ و نصل علی رسولِ الکریم اما بعد!

قرآن مجید اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل سے ایک مومن اور مسلمان دنیوی و اخروی طور پر کامیاب اور کامران ہو سکتا ہے۔ جس طرح کلام اللہ کو سمجھنے کے لئے سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے اسی طرح احادیثِ پاک اور سیرتِ طیبہ کو سمجھنے کے لئے علمائے کرام اور مشائخِ عظام کے اقوال اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ان خاصانِ خدا نے آنے والی نسلوں کے لئے ایک عملی زندگی اور نقشِ پا چھوڑے ہیں۔ جن کی روشنی میں سالکین، عابدین اور زاہدین اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی راہ تلاش کرتے ہیں۔ اور اپنے اعمال کو قرآن و سنت کی کسوٹی پر پرکھ کر آخرت کی کامیابی کے لئے راہ ہموار کرتے ہیں۔ ”اعمالِ سالکینِ خصالِ عارفین“ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کے مطالعہ سے اللہ تعالیٰ کی عظمت، خوف، اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اتباع کا جذبہ خلوص پیدا ہوتا ہے اور صوفیائے کرام اور عارفینِ عظام کی زندگیوں کو

آئیڈیل بنا کر قاری اپنے اعمال کو نیک بندوں کے اعمال جیسا بنانے کی سعی کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو خوب خوب شرف قبولیت عطا فرمائے، آمین! ہمارے اور حضرت والد صاحب قبلہ حبیب الامت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی دامت برکاتہم کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے اور آپ کے جملہ مریدین و متوسلین کو عملی راہ نصیب فرمائے، آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین و علی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین!

خاکپائے آستانہ رحیمی

محمد عثمان حبان دلدار قاسمی

خانقاہ رحیمی بنگلور، احاطہ دارالعلوم محمدیہ بنگلور کرناٹک

مورخہ ۲۶ رمضان المبارک بروز ہفتہ ۲۳ اہ مطابق ۲ جولائی ۲۰۱۶ء

## توحید سے بالاتر کوئی نہیں

وَاللّٰهُمَّ اِلٰهًا وَّاحِدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ . (البقرہ ۳۶۱)

اور تمہارا خدا ایک خدا ہے نہیں کوئی معبود سوائے اس کے، بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

کیوں نہ ہوں لب، تر حمد و ثنا سے

آنسو جو چھلک پڑے جمال یار سے

انسان اس چیز کا قائل ہوتا ہے جس کا ادراک وہ اپنے حواس خمسہ اور عقل سے کرتا ہے جس پر جس چیز کی خصوصیت جس قدر آشکارا ہوتی ہے وہ اسی قدر اس کی توصیف و تعریف بھی کرتا ہے۔ مگر ایک صاحب ایمان کیلئے ایک اور ذریعہ جو انہیں ان کمالات سے روشناس کراتا ہے۔ جہاں ذہن انسان کی رسائی ناممکن ہو جاتی ہے جسے ہم قرآن یا کلام الہی کے نام سے جانتے ہیں۔ قرآن اللہ رب کائنات کا کلام ہے جو جبرئیل امین کے واسطے سے صادق المصدق ﷺ پر نازل ہوا۔

اللہ کا کلام عالم انسانیت کو اپنے رب کی عظمت و خصوصیات کا تعارف کراتے ہوئے ان کے احسانات پر شکر گزاری کے لئے ابھارتا ہے اور یہ اعلان کرتا ہے کہ تم

اپنے رب کی عظمت کا اندازہ اس سے لگاؤ کہ تم اس کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔ مزید یہ کہ دنیا کے اشجار اور دنیا کی تری قلم و روشنائی کے فرائض انجام دینے لگیں تو اپنے رب کی خصوصیات ان کے کمالات کو نہیں نقل کر سکتے۔ اور نہ کوئی نفس اس کی انتہا کو پہنچ سکتا ہے۔ انسان خدائی انعامات، خدائی کمالات میں اپنی بساط بھرغور کرے اور اپنی زبان و دل سے اپنے آقا، اپنے خالق، اپنے رازق کی تحمید کرتا رہے۔ تحمید باری وہ کام ہے جو تمام مخلوقات انجام دیتی ہیں۔ تخلیق انسان سے قبل ملائکہ سے باری تعالیٰ نے مشورہ کیا تو فرشتوں نے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ اس کی کیا ضرورت ہے جب کہ ہم ملائکہ آپ کی تحمید و تقدیس بیان کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے ایک موقع سے دروازہ بند کرنے کی ”چوں“ کی آواز آئی تو فرمایا دروازہ اللہ کی تسبیح کر رہا ہے۔ کئی روایتوں میں آتا ہے کہ سمندر کی مچھلیاں اور زمین پر رہنے والے چوپائے بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

### حضرت انسان پر خدا کے انعامات

حدیث پاک میں آتا ہے کہ انسان کے علاوہ کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جائے تو اس کو موت آجاتی ہے۔ پرندہ اللہ کے ذکر سے غافل ہو جائے تو شکاری کے جال میں پھنس جاتا ہے، چوپائے اگر غفلت کا ارتکاب کرے تو قصاب کے ذریعے یا کسی اور طرح سے اپنی زندگی سے ہاتھ دھولیتا ہے۔

مگر انسان پر باری تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ وہ خدا کو بھول جائے تو اسکی زندگی کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ مگر کیا یہ افسوس کا مقام نہ ہوگا کہ انسان جسے علم و عقل کی دولت سے نوازا گیا وہ اپنے خدا کو نہ پہچانے، وہ اپنے خدا کا شکر نہ بجالائے، وہ اس کی تعریف نہ کرے حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کی حمد و ثنا کر رہے تھے اللہ کے ذکر سے آپ کی زبان تر تھی۔ لذت ذکر سے سرشار تھے۔ دل میں خیال آیا کہ کیا خوب کلمات

سے اپنے رب کی حمد و ثنا کر رہا ہوں وحی نازل ہوئی اے داؤد علیہ السلام تم سے بہتر الفاظ میں میری مخلوق میری حمد کرتی ہے اور اسی وقت ایک مینڈک ظاہر ہوا۔ اس نے ایسے خوبصورت اور دل نشیں الفاظ میں تسبیح بیان کی حضرت داؤد علیہ السلام موحیرت ہو گئے۔ مینڈک نے کہا سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبْرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ سُبْحَانَ قُدُّوسٍ رَبُّنَا وَرَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ.

شیخ المذنبین، سید الانبياء، آقائے مدنی ﷺ باوجودیکہ بخشے، بخشائے تھے۔ اللہ کے محبوب محمود تھے، مگر دل اللہ کی یاد سے ایک لمحے کیلئے بھی غافل نہیں ہوتا تھا۔ مسجد نبوی میں بھی ذکر و اذکار کے حلقے لگتے تھے۔ پیارے آقا ﷺ نے بے شمار جگہوں اور موقعوں پر ذکر کی اہمیت بیان فرمائی۔ بخاری شریف کی آخری حدیث بھی فضیلت تسبیح پر مبنی ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی امت کا ایک بڑا طبقہ اس کی اہمیت کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ اور کیوں نہ ہو کیا یہ نا انصافی نہیں کہ دنیاوی محسن کی تعریف کے تو پل باندھے جائیں مگر منعم حقیقی کے انعامات کا تصور کر کے اس کی تسبیح نہ کی جائے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نعمت کا شکر یہ ہے کہ نعمت کو نہ دیکھے بلکہ نعمت دینے والے کو دیکھے اگر اس احساس نے جنم لیا تو دنیا کی نعمتوں کا کثرت سے استعمال کرنے والا منعم باری تعالیٰ کا کثرت سے حمد و ثنا کرنے والا ہوگا۔

### پتھر سے پانی ابلنا

مستند واقعہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جنگل سے گذر ہوا وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا پتھر ہے لیکن اس میں سے پانی بہت تیزی کیساتھ ابل رہا ہے۔ ان کو بڑا تعجب ہوا کہ پتھر تو اتنا چھوٹا سا ہے مگر پانی اتنی بڑی مقدار کے ساتھ

اہلِ رہا ہے۔ بزرگِ محو حیرت میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پتھر کو زبانِ عطا فرمائی۔ اور بولنے کی صلاحیت دی۔ پتھر نے کہا کیا تم کو نہیں معلوم کہ دوزخ انسانوں سے بھرنے کے بعد مزید خوراک کی گزارش کرے گی تو اللہ رب العزت اسے پتھروں سے بھر دیں گے جب سے میں نے یہ سنا ہے تب سے رو رہا ہوں۔ اور جس قدر خوفِ خداوندی بڑھتا ہے اس قدر پانی گرمی سے ابلتا ہے۔

قابلِ تعریف ہیں عرب کے لوگ جو الگ الگ موقعوں پر ایک کلمات جیسے الحمد للہ، ماشاء اللہ، جزاک اللہ، معاذ اللہ اچھے الفاظ میں استعمال کرتے رہتے ہیں۔ توحید کا لفظ ”وح د“ کے مادہ سے نکلا ہے معنی ہے کسی شئی کا ایکتا اور اکیلا ہونا۔ اصطلاح میں رب کائنات کے تہاوا کیلا ہونے کا تصور رکھنا ہے۔ کائنات کی تشکیل و تزئین میں رب ذوالجلال یگانہ ہے۔ نہ کوئی اس کا مثل اور ہم سر ہے یہی وہ بنیادی تعلیم ہے جس کی دعوت سرور کائنات ﷺ نے دی اور اس اعلیٰ پیغام کے ساتھ اپنی دعوت کی شروعات کی۔

یوں تو اس دنیائے آب و گل میں بے شمار شخصیات نے جنم لیا اور بنی نوع انسان کی رہنمائی کے فرائض ادا کئے۔ وہ رہنما و قائد جن کے ساتھ آفاق پیغام تھا، روحانی قوت تھی ہم انہیں انبیاء و رسل کے نام سے جانتے ہیں مگر ان کے علاوہ وہ رہنما و قائدین جن کے پاس کوئی آسمانی نظام وابستہ نہیں تھا انہوں نے بھی بھولی، بسری اور بھکتی انسانیت کو راہ دکھانے کی ٹھانی مگر بقول دانشور ”گم کردہ راہ کے بود راہنما“ جو خود بھٹکا ہوا ہے وہ کب کسی کی رہنمائی کر سکتا ہے۔

### کائنات کی لگام قبضہ قدرت میں

کائنات کی لگام مالک ارض و سموات کے قبضہ قدرت میں ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے کوئی چیز اس کے قبضے سے باہر نہیں۔ جب انسان وحدانیت کے اس عظیم

فلسفے کو سمجھ لیتا ہے تو پھر وہ مادی اعتبار سے نفع و نقصان تلاش تو کرتا ہے مگر سب حقیقی اللہ تعالیٰ کو گردانتا ہے جیسے آگ میں جلانے کی صفت ہے مگر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے واقعے میں آگ نہیں جلا سکی۔ گجرات فساد کے موقع پر ایک رپورٹ آئی کہ جب بلوائیوں نے آگ لگائی تو سارا گھر مع ساز و سامان کے جل گیا مگر قرآن کا نسخہ بالکل محفوظ رہا۔ اسی طرح حلقوم اسماعیل علیہ السلام پر جب چھری چلی تو کند ہو گئی، اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا گلا نہیں کٹا۔ حضرت یونس علیہ السلام کو سمندر کی مچھلی نے نگل لیا مگر صحیح و سلامت مچھلی کے پیٹ سے نکل آئے۔

یہ تمام واقعات عظمت توحید کی کھلی دلیل ہیں۔ جس نے وحدانیت کو پالیا اس نے نعمتِ عظمیٰ کو پالیا اور جس نے عقل و ہوش صحت و تندرستی کے باوجود وحدانیت سے محروم رہا وہ اصل نعمت سے محروم رہا۔

### اسلام کی بنیاد توحید پر

توحید بہت بڑی چیز ہے ایمان و اعتقاد کے اعتبار سے توحید سے بالاتر کوئی چیز نہیں۔ حضرت جنید بغدادی ؒ کا اسی سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوئے پوچھا گیا کیا لائے ہو؟ عرض کیا توحید لایا ہوں۔ اپنی پوری زندگی میں تیرے علاوہ کسی کو قادر نہیں مانا اور نفع نقصان پہونچانے والا صرف آپ کی ذات کو سمجھا۔ اللہ نے فرمایا غلط کہتے ہو۔ تم نے فلاں رات دودھ پیا اور جب پیٹ میں درد ہوا تو یہ کہا کہ دودھ کی وجہ سے درد ہوا ہے۔ حضرت جنید ؒ کو احساس ہوا ندامت کے ساتھ معافی مانگی۔ اللہ نے فرمایا میں نے اپنی رحمت سے تمہاری مغفرت کی۔

توحید اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ اسلام کی بنیاد اس نقطہ پر رکھی گئی اگر کوئی اس نقطے کا قائل نہ ہو تو اس کے کسی بھی نیک عمل کا اعتبار نہیں۔ وحدانیت پر یقین نہ رکھنے والا اگر بقیہ تمام ارکانِ اسلام کو ادا کرے تو اس کے یہ ارکان قابل قبول نہیں۔

توحید بہت اہم نعمت بہت اہم مطالبہ اور بہت اہم نظریہ ہے اپنے عمل اور ارادے کی چھوٹی سی لغزش بھی توحید کی عمارت میں شگاف لگا دیتی ہے۔ اس لئے کہ یہ اعتقاد کی بنیاد ہے۔ جیسے صفر کے ماہ کو لوگ خالی مہینہ سے یاد کرتے ہیں۔ آخر کیوں؟ کیا اس ماہ میں ہمیں کھانا، پانی نہیں ملتا۔ کیا اس مہینہ کو اللہ تعالیٰ نے ہوا، پانی کو روک لیا ہے۔ ہمارے لئے مہینوں، دنوں اور سالوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کرنے والی ذات، دینے والی ذات اس قدر مطلق کی ہے ہمارے لئے جیسے رمضان کا مہینہ شوال المکرم کا مہینہ مبارک ٹھیک اس طرح صفر کا مہینہ بھی مبارک اس کی دلیل کے لئے اتنا کافی ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے اس ماہ کو صفر المظفر فرمایا۔

**بدشگونی اسلام کے منافی**

انسان کے لئے سارے مہینے سارے ہفتے اور سارے دن یکساں ہیں وہ چاہے تو اپنے عمل سے ان تمام دنوں کو اپنے لئے بہتر بنا لے اور چاہے تو اپنی بد عملی سے وبال جان بنا لے۔ بدشگونی لینا جہالت اور کم عقل کی بات ہے۔ ایک موقع پر حضور ﷺ نے صحابہ کی ایک جماعت کو کسی کام کے لئے مدینے سے باہر بھیجا جب یہ جماعت باہر نکلی تو دیکھا کہ کچھ لوگ خالی مشک لے کر آرہے ہیں جماعت صحابہ نے دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ بدفالی کی وجہ سے واپس ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے یہ فال کیوں نہ لیا کہ ہم خالی جا رہے ہیں اسلئے خالی مشک دیکھا انشاء اللہ جب واپس لوٹیں گے تو اپنے مقصد میں کامیاب اور بھرے ہوئے ہوں گے۔

اسی طرح روزگار سے خالی دن بدترین دن سمجھا جاتا ہے یہ نہیں سمجھتے کہ اچھا برا کرنے والی ذات خدا کی ذات ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ وہ ساتھ تو سب کچھ ساتھ وہ ناراض تو سب ناراض۔

## حُسنِ عمل کی حقیقت

نصیحت کی جگہ حسنِ عمل درکار ہے ناصح یہ بہتر ہے کہ لفظوں کے بجائے زندگی بولے

شاعر نے بڑی گہری بات کہتے ہوئے ایک گراں قدر حقیقت کی نشاندہی کی ہے اور وہ ہے حسنِ عمل۔ اللہ رب العزت نے ہر چیز کا ایک معیار اور مقام رکھا ہے۔ مادی اور دنیاوی اعتبار سے انسان اس چیز کو پسند کرتا ہے جو اپنا معیار اور مقام بلند رکھتی ہے۔ آدمی اسی مکان کو پسند کرتا ہے جو عالیشان اور سہولت سے بھرا ہو۔ کھانا وہی پسند کرتا جو عمدہ اور ذائقے دار ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے یہاں انسان کا معیار اس کی ظاہری شکل و صورت کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ اس کے عمل کے اعتبار سے ہے۔ انسان کا عمل معیار جتنا بلند ہوگا اللہ کے نزدیک وہ انسان اتنا ہی مقرب ہوگا اور انسان کا عمل جتنا اچھا ہوگا اللہ کی بارگاہ میں اس کی اتنی ہی زیادہ عزت ہوگی۔

## انسان کا معیار قرآن و سنت

امام ابن کثیر نے لکھا ہے کہ انسان کا معیار قرآن و سنت ہے۔ کسی انسان کے اخلاق بہت بلند ہیں تو اس کے اخلاق کو قرآن و سنت کی کسوٹی پر پرکھیں گے کہ کیا اس کا عمل قرآن و سنت کے مطابق ہے یا نہیں؟ اگر کوئی بادشاہ ہے اور اس کا نظام حکومت قرآن و سنت کے مطابق ہے تو وہ اپنے معیار میں بلند ہے اور اگر قرآن و سنت کے مطابق نہیں ہے تو وہ عند اللہ مقبول نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا اچھا عمل ہی اللہ کو پسند ہے۔ قرآن میں احسن عملاً لفظ آیا اکثر عملاً کالفظ نہیں آیا۔ یہ نہیں کہا کہ تمہارا کثرت سے عمل کرنا پسند ہے۔

معیاری عمل وہی ہے جو قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کی جائے۔ جس عمل میں رسول ﷺ کی اتباع ہو وہی عمل مقبول ہے ورنہ دیگر تمام اعمال مردود ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ میں پانچ وقت کے بجائے سات وقت نماز پڑھوں گا فجر کی دور کعت فرض کے بجائے چار رکعت فرض پڑھوں گا یہ حسن عمل نہیں ہے یہ معیار عمل نہیں ہے۔ معیار عمل تو قرآن و سنت سے پوری پوری مطابقت رکھتا ہے۔

### خلاف شرع عمل خیر خواہی نہیں

رمضان کے موقعوں سے بعض حضرات نوکروں کی مدد کرتے ہیں۔ زکوٰۃ کی رقم سے ان کی تنخواہ دیتے ہیں یا زکوٰۃ کی رقم سے اپنے ایسے رشتے داروں کا تعاون کرتے ہیں جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے تو ایسے رومات سے احسان و خیر خواہی کا معاملہ کرنا اس کے عمل کو نیکی نہیں بنا سکتا۔ اس کا عمل ایسا ہے جیسے دس لیٹر کے دودھ کے ساتھ ایک قطرہ زہر کی آمیزش کر دی گئی ہو اور اس اعلان کے ساتھ فروخت کیا جا رہا ہوں کہ دس لیٹر دودھ بہت کم قیمت میں دستیاب ہے مگر اس میں صرف زہر کی آمیزش ہے تو کوئی بھی اس دودھ کا خریدار نہیں ہوگا۔ ٹھیک اسی طرح انسان کا کثیر عمل جو خلاف شرع ہو مقبول نہیں ہو سکتا۔

حضرت علیؓ عید کی نماز کے لئے تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک شخص عید گاہ میں نماز پڑھ رہا ہے۔ جب اس نے نماز مکمل کی تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم کیا کر رہے تھے انہوں نے جواب دیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نماز پڑھنے سے آدمی مقبول ہوتا ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں مگر جو نماز تم نے ادا کی وہ عند اللہ مقبول نہیں۔ اس لئے کہ آقا ﷺ نے عید کی نماز سے قبل کوئی نماز عید گاہ میں ادا کرنے کو منع فرمایا ہے۔ تیرا دور کعت نماز اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنے کے لئے نہیں تھا بلکہ اپنے نفس کے لئے تھا۔

کا میابی قانون الہی کے مطابق زندگی گزارنے میں ہے اس کے خلاف کرنا گمراہی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں دنیا سے جا رہا ہوں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کلام اللہ دوسری سنت رسول اللہ ﷺ اگر ان دونوں کو پکڑے رہو گے تو تم گمراہ نہیں ہو گے۔

حضور ﷺ نے قیامت تک آنے والے سارے مسائل کا حل قرآن و سنت کی شکل چھوڑ دیا ہے۔

### عورت کی امامت گمراہی

چند سال قبل آمنہ و دود نامی ایک عورت نے امریکہ میں نماز پڑھائی۔ وہ نماز چرچ میں ہوئی کم و بیش سولوگوں نے جن میں مرد و خواتین دونوں ہی تھے۔ اس آمنہ نامی عورت کے پیچھے اقتداء کی۔ یہ تمام کارروائی چرچ کے اندر ہوئی میڈیا کے ذریعے کافی تشہیر کی گئی اور یہ پیغام دیا گیا کہ عورت کو حق مساوات دیا گیا۔ مگر کیا یہ حق عورت کو ملنا چاہئے تھا؟ نہیں بالکل نہیں۔ مساوات کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ عورت ہر وہ کام کرے جو مرد کرتے ہیں تو کیا مرد کے لئے ہر وہ کام کرنا ممکن ہو سکے گا جو ایک عورت انجام دیتی ہے؟ مساوات کا مطلب ہے کہ دونوں صنف کو برابر عزت و وقار دیتے ہوئے ان کی فطری صلاحیتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ذمے داریاں عائد کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ سے بڑھ کر انصاف کون کر سکتا ہے۔ آپ سے بڑھ کر عورتوں کو ان کے حقوق کون دے سکتا ہے۔ مگر اس کے باوجود حضرت عائشہؓ جیسی عالم و فاضلہ شریک حیات نے امامت کے فرائض انجام نہ دیئے۔ آپ ﷺ نے نہ ان کو امام مقرر کیا نہ ایسا کوئی اشارہ دیا۔ امریکہ کی عورت امامت کرے یہ کھلی گمراہی ہے۔ یہ عمل سنت رسول کے خلاف ہے یہ ایک عمل تو ہے مگر حسن سے خالی ہے جس کی وجہ سے کھلی گمراہی کے زمرے میں آجاتا ہے۔ عورت

کو تو اللہ نے اپنے دائرے میں کام کرنے پر ہی مردوں جیسا اجر و ثواب کا فیصلہ فرمایا۔ ثواب و اجر تو اخلاص اور عمل میں حضور ﷺ کی نسبت پر ملتا ہے۔

تمہارا پروردگار تو غالب اور مہربان ہے

سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَىٰ عَمَّا يُفُؤُونَ غُلُوبًا كَبِيرًا۔ وہ پاک ہے اور وہ بہت

برتر و بالا ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ (سورہ بنی اسرائیل ۷۳)

ہمارا اللہ ہمارا رب ہے، اسی نے ہمارے لئے اس کائنات کو تخلیق کیا ہے، وہی ہمارا مالک ہے۔ اسی پروردگار نے یہ بزم عالم سجائی اور سنواری اور پھر اس پر آباد ہونے اور رہنے بسنے کے لئے آسمان کو تخلیق فرمایا۔ پھر رب العالمین نے انسان کی سہولت اور آسانی کے لئے اور اس کی زندگی کی بقا اور سلامتی کے لئے اس کرہ ارض پر ہر نعمت پیدا فرمائی۔ اس کے ساتھ ہمارے پالنے والے نے اپنے پیدا کردہ انسان کو یہاں زندگی گزارنے کے تمام سلیقے بھی سکھائے اور اسے تمام آداب زندگی کی تعلیم بھی دی۔ اس کے ساتھ اس نے یہ بھی بتایا کہ اسے دنیا میں زندگی گزارتے وقت کن کن امور سے اجتناب برتنا ہے، کون کون سے کام نہیں کرنے ہیں اور کون کون سے کام کرنے ہیں، تاکہ وہ اپنے پروردگار کا فرماں بردار بن سکے۔ غرض انسان کو پیدا کرنے اور پالنے والے نے اسے دنیاوی زندگی بسر کرنے کے لئے پوری ہدایت اور کامل راہنمائی بھی فراہم کر دی۔ یہ بھی بتا دیا کہ کون سا کام کرنا ثواب ہے اور کون سا کام کرنا گناہ ہے اور اسے کسی صورت بھی نہیں کرنا ہے۔ یہ بھی بتا دیا کہ اگر اس نے اپنے رب کے منع کئے گئے کام کئے تو وہ اللہ کا باغی اور نافرمان کہلائے گا جس کی دنیا میں سزا ملے گی اور آخرت میں بھی۔ گویا اس دنیا میں رہنے والے انسانوں کو رب العالمین نے ہی ہر طرح کی نعمتوں سے مالا مال کیا۔ اور انسان کی بھلائی کیلئے اپنی فرماں برداری کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ اسی ایک اللہ

کی عبادت کی جائے اور اس کے سوا کسی اور کو معبود تسلیم نہ کیا جائے، صرف اس ایک حکم کی تعمیل کے عوض اسے انعامات سے نوازنے کی خوشخبری بھی سنائی۔

سجدہ صرف اللہ کے لئے ہے

قرآن حکیم فرقان مجید میں ارشاد ہوتا ہے: فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ”تم

اللہ کے آگے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو“۔ (سورہ النجم، آیت ۶۲)

اس آیت مبارکہ میں بالکل واضح طور پر اعلان کیا جا رہا ہے کہ انسان کو کس کے آگے سجدہ کرنا چاہئے کس کے آگے جھکنا چاہئے، کس سے فریاد کرنی چاہئے اور اپنی ضروریات کس کے سامنے دست طلب دراز کرنا چاہئے۔ وہ صرف ایک، اکیلا اور واحد اللہ ہے، وہی عبادت کے لائق ہے۔ وہ رحمن اور رحیم ہے۔ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے اور ان پر اتنا مہربان ہے کہ انہیں اس نے زندگی بھی دی اور اسے برقرار رکھنے کا سامان بھی پیدا کیا۔ وہ صرف ایک ہی مطالبہ کر رہا ہے کہ اسے ایک اور واحد رب مان کر اس کی عبادت کی جائے۔ یہ بات قرآن پاک میں بیان ہو رہی ہے، کہ: تم اللہ کے آگے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو“۔ اس آیت میں دو واضح ہدایات دی گئی ہیں: پہلی یہ کہ صرف اللہ کے آگے سجدہ کرو، اس کے سوا کسی اور کے آگے نہ جھکو، کیوں کہ سجدہ کے لائق ذات صرف پروردگار عالم کی ہے۔ کوئی اور ذات اس لائق نہیں کہ اس کے سامنے جھکا جائے اور اسے اپنا رب تسلیم کیا جائے۔ پھر دوسری ہدایت یہ دی جا رہی ہے کہ اسی ایک اللہ کی عبادت کی جائے، یعنی اللہ کے سوا کسی اور کو نہ تو اپنا معبود بناؤ اور نہ اس کے علاوہ کسی اور سے فریاد کرو، کیوں کہ تمہارا خالق و مالک وہی اللہ ہے اور دنیا میں اپنی زندگی گزارنے کے بعد اسی کے سامنے حاضر ہونا ہے اور دنیا میں کئے گئے اپنے ہر عمل کا جواب بھی دینا ہے۔ اس کی نافرمانی کی تو پھر اس کی پکڑ سے کوئی نہیں بچ سکتا گا۔

بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ خیال ہے کہ مرنے کے بعد تو ہم خاک میں مل جائیں گے، ہمارا جسم اور ہڈیاں مٹی ہو جائیں گی، اس کے بعد ہم کیسے زندہ ہوں گے اور ہم سے کون جواب طلب کر سکے گا۔ مگر یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ رب العزت کی ذات کتنی عظیم ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ وہ اپنی مرضی اور حکم سے کسی کو زندہ کر سکتا ہے تو اپنی مرضی اور حکم سے کسی کو مار بھی سکتا ہے۔ اس کی اتھارٹی کو کون چیلنج کر سکتا ہے؟ کس کی مجال ہے کہ اس کے سامنے کچھ بول سکے۔ وہ اپنے اختیارات اور اپنے اداروں میں اکیلا اور تنہا ہے۔ وہ جو چاہے جب چاہے کر سکتا ہے۔ اس حقیقت کو قرآن پاک میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: **وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ** ”اور تمہارا پروردگار تو غالب اور مہربان ہے“۔ (سورہ اشراء: ۱۹۱)

اس آیت مبارکہ پر غور فرمائیں تو اس میں اللہ رب العزت کی دو صفات عالیہ کا عمومی ذکر ہو رہا ہے۔ پہلی یہ کہ وہ رب العالمین سب پر غالب ہے یعنی اس کے آگے کوئی دوسری ہستی کوئی حیثیت نہیں رکھتی، دوسرے یہ کہ وہ سب سے بڑا اور سب سے عظیم ہے۔

مدد اللہ ہی سے مانگنی چاہئے

**إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ**۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو (اس سے) ڈرتے ہیں اور جو نیک اعمال میں سرگرم رہتے ہیں۔ (سورہ انحل: ۱۲۸)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہر حال میں اور ہر جگہ پر اپنی نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے۔ انسان کے بچپن سے لیکر بڑھاپے تک اس کو اپنے ارد گرد اللہ کی نعمتیں نظر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ انسان ان کو شمار کرنے لگے تو وہ شمار نہیں ہو سکتیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَإِنْ تُعَدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا**“

”اگر تم گننا چاہو تو اللہ کی نعمتوں کا احاطہ نہیں کر سکتے“۔

پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انسان انکار بھی نہیں کر سکتا، ارشاد خداوندی ہے: **”فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ“** ”سوائے جن و انس! تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے! ہمارے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی نعمت ضرور موجود ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا، یہ بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، ہمیں آنکھیں دیں، کان دیئے، ناک دی، ہاتھ پاؤں دیئے، زبان دی، غرضیکہ ہماری زندگی میں ہمیشہ جو کچھ بھی ملا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ نعمت ہے، ہمیں چاہئے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **”وَ إِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ“**۔ (سورہ ابراہیم: ۸)

”اور یاد کرو جب تمہیں مطلع کیا تھا تمہارے رب نے اگر تم شکر کرو گے تو تم کو اپنی نعمتیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناسپاسی کی تو یقیناً جانو کہ میرا عذاب بہت سخت ہے“۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر دانی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے مانگنا بھی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ** ”اور تمہارے پروردگار نے فرما دیا ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔ جب کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کر کے خلوص دل سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت

”حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں ایک شخص جو کہ انتہائی گناہ گار تھا، وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں سرگرداں رہتا تھا، اس کو اگر کوئی سمجھاتا تو وہ اسے دھتکارتا اور کہتا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں صحیح کر رہا ہوں، ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ

سے ہم کلام ہونے کی سعادت حاصل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ:

فلاں آدمی کے گناہ بہت ہو چکے لہذا اس کی بخشش نہیں ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس شخص کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تو کیوں اتنے گناہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اتنا ناراض ہیں کہ تیرے بارے میں فرمایا کہ اس کی بخشش نہیں ہوگی۔ اس شخص نے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام! کل تم اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے لئے جاؤ گے تو اپنے رب سے پھر میرے بارے میں پوچھنا، شاید کہ اللہ تعالیٰ کل تک میری مغفرت فرمادے، دوسرے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے لئے گئے اور اس شخص کے بارے میں پوچھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس کی بخشش کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر اس کے پاس آئے اور پوچھا کہ تو نے ایک رات میں کونسی ایسی نیکی کی ہے جس کی بدولت تیری بخشش ہو گئی ہے وہ کہنے لگا اے موسیٰ! میں کل رات کو بیابان جنگل میں گیا، وہاں جا کر اللہ تعالیٰ کے سامنے دو سوال رکھے اور عرض کیا کہ اے موسیٰ! کے رب! اگر میرے دونوں سوالوں کے جواب تیرے پاس نفی کی صورت میں ہیں تو پھر تو مجھے بخش دے، اگر مثبت میں تو پھر تیری مرضی کہ ”غافر الذنوب“ ہے۔“

وہ کہنے لگا پہلا سوال میں نے یہ کہا کہ اے موسیٰ! کے رب! مجھے معلوم ہے کہ میرے گناہ زمین و آسمان دنیا اور مافیہا سے زیادہ ہو چکے ہیں لیکن کیا میرے گناہ تیری رحمت سے بڑھ چکے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب نفی کی صورت میں دیا کہ نہیں میری رحمت سے زیادہ تیرے گناہ نہیں ہوئے۔ دوسرا سوال اس نے یہ کیا کہ کیا تیرے در کے سوا کوئی و در ہے جہاں جا کر میں اپنی مغفرت کرا سکوں؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب بھی نفی کی صورت میں دیا کہ نہیں میرے در کے علاوہ کوئی اور در نہیں

جو تیری مغفرت کر سکے، پھر اس شخص نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! اگر میرے دونوں سوالوں کے جواب تیرے پاس نفی کی صورت میں ہیں تو پھر تو اپنے رحمت سے مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس انوکھے انداز کو پسند فرمایا اور اس کی فریاد کو سن کر اس کی بخشش فرمادی۔

اگر ہم بھی اللہ تعالیٰ کے حضور صدق دل سے مانگیں تو اللہ تعالیٰ ہماری بھی دعا قبول فرمائے گا۔ ہمارے مانگنے میں دیر ہے۔ اس کے دینے میں کسی قسم کی دیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح طریقے سے مانگنے کی توفیق فرمائے۔ آمین!

توکل یعنی بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر

فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَ نِعْمَ النَّصِيرُ۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے وہ کیا ہی بہترین کارساز ہے اور کتنا بہترین مددگار ہے۔ (سورۃ الانفال ۴۰)  
”توکل“ کے معنی کسی پر بھروسہ کرنے اور اعتماد کرنے کے ہیں۔ (لغات القرآن)  
اپنا کام دوسرے کے سپرد کر دینے کو توکل کہتے ہیں اسی سے وکیل ہے۔  
(اشرف الفقہاء) ”فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ“ تو اللہ پر بھروسہ کرو، اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو اور اس پر اعتماد رکھو۔

● توکل کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اللہ کے سپرد کر دی جائے اسی سے درخواست کی جائے کہ کوشش کا نتیجہ اچھا نکلے۔ ● بعض علماء کا قول ہے کہ رزق حاصل کرنے کے لئے اللہ کی نافرمانی نہ کرنا توکل ہے۔ اس قول پر اللہ کی طرف رزق کے معاملے میں رجوع کرنا لازم ہے لیکن گناہ کے معاملہ میں اللہ سے التجاء کا کوئی معنی نہیں۔ ● بعض علماء نے کہا کہ توکل کا معنی یہ ہے کہ اپنی ذات کے لئے اللہ کے سوا کسی کو ناصر اور رزق کا کسی کو خازن اور اعمال کا کسی کو نگران نہ قرار دیا جائے۔ ● ترک اسباب نہیں بلکہ اسباب پر اعتماد نہ کرنا توکل ہے۔ (تفسیر مظہری)

توکل کے معنی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ پر اعتماد کرنا اور کاموں کو اس کے سپرد کر دینا۔ مقصود یہ ہے کہ بندے کا اعتماد تمام کاموں میں اللہ پر ہونا چاہئے۔ (حاشیہ کنز الایمان)

قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں اس وقیع موضوع اور اس سے متعلق الفاظ آئیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور یہ یقین محکم کہ اس کا حکم اٹل ہے، اس کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی اس سنت پر عمل کہ ضروری اسباب کے مہیا کرنے میں بھی پوری جدوجہد کرنے کو توکل کہتے ہیں۔ (ضیاء القرآن، بحوالہ قرطبی)

مسلمانوں کی تعداد کی قلت اور اسباب کی کمزوری کے باوجود اللہ نے بدر میں مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی تھی۔ اور یہ واقعہ موجب توکل تھا۔

● جو لوگ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور اللہ کا محبوب ہونا ہی سب سے اونچا مقصد ہے اس کے علاوہ توکل علی اللہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ مدد فرماتا ہے اور دین و دنیا کی صلاح کا راستہ دکھاتا رہتا ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ ”میں اپنے بندہ کے گمان کے پاس ہوں“ (یعنی بندہ جیسا مجھ پر اچھا برا گمان کرتا ہے میں ویسا ہی اس کے ساتھ سلوک کرتا ہوں)۔ (مظہری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب جنت میں جائیں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو منتر جنت نہیں کرتے، فال کیلئے چڑیا نہیں اڑاتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (متفق علیہ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما)

● تعجب ہے مرد مسلمان پر کہ اس کے سارے کام خیر ہیں یہ بات کسی کو حاصل نہیں ہوتی سوائے مرد مومن کے کہ اگر اسے راحت پہنچے تو شکر کرے تو اس کیلئے راحت خیر ہو اور اگر تکلیف پہنچے تو صبر کرے تو صبر اس کے لئے بہتر ہو۔

(صحیح مسلم بروایت حضرت صہیب رضی اللہ عنہ)

● قوی مسلمان کمزور مسلمان سے اچھا ہے اور اللہ کو پیارا ہے، بھلائی سب میں ہے اس پر حرص کرو اس پر جو تمہیں نفع دے اور اللہ سے مدد مانگو عاجز نہ ہو اور اگر تمہیں کچھ تکلیف پہنچے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں وہ کام کر لیتا تو ایسا ہو جاتا، لیکن کہو کہ اللہ نے یہی مقدر کیا تھا جو اس نے چاہا کیا، کیوں کہ اگر مگر شیطان کا کام ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

● اگر اللہ پر جیسا چاہئے ویسا توکل کرو تو تم کو ایسے رزق دے جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے ہیں۔ (ترمذی وابن ماجہ)

● اے لوگو! نہیں ہے کوئی وہ چیز جو تم کو جنت سے نزدیک اور دوزخ سے دور کرے، مگر میں نے تم کو اس کا حکم دیدیا اور نہیں ہے کوئی وہ چیز جو تمہیں آگ سے نزدیک اور جنت سے دور کر دے، مگر میں نے تمہیں اس سے منع کر دیا۔ روح القدس نے میرے دل میں ڈالا کہ کوئی جان نہ مرے گی حتیٰ کہ اپنا رزق پورا کرے۔ خیال رکھو کہ اللہ سے ڈرو، تلاش رزق میں درمیانی راہ اختیار کرو اور رزق میں دیر لگنا تم کو اس پر نہ اکسائے کہ تم اللہ کی نافرمانی سے رزق ڈھونڈو، کیونکہ اللہ کے پاس کی چیزیں اس کی فرماں برداری سے ہی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

(شرح سنن بیہقی، شعب الایمان بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

● دنیا میں زہد و تقویٰ نہ تو حلال کو حرام کر لینے سے ہے اور نہ مال برباد کرنے سے اور جب تو مصیبت میں گرفتار ہو تو مصیبت کے ثواب میں زیادہ راغب ہو، اگر وہ تجھ پر باقی رکھی جاوے۔ (ترمذی، ابن ماجہ بروایت حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ)

● حقوق الہی کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا، تو اسے اپنے سامنے پائے گا اور جب مانگو تو اللہ سے مانگو، جب مدد مانگو تو اللہ سے مانگو اور یقین رکھو کہ اگر پوری امت اس پر متفق ہو جائے کہ تم کو نفع پہنچائے تو وہ تم کو کچھ نفع نہیں

پہنچا سکتی، مگر اس چیز کا جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی اور اگر اس پر متفق ہو جائیں کہ تمہیں کچھ نقصان پہنچائیں تو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اس چیز سے جو اللہ نے لکھی ظلم اٹھ چکے دفتر خشک ہو چکے۔ (احمد ترمذی بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما)

● انسان کی نیک بختی ہے اس کا اللہ کے فیصلہ سے راضی ہونا اور انسان کی بد بختی اس کا اللہ سے خیر مانگنا چھوڑ دینا ہے انسان کی بد بختی یہ ہے کہ اس کا اپنے متعلق اللہ کے فیصلہ سے ناراض ہونا ہے۔ (احمد ترمذی بروایت حضرت سعد رضی اللہ عنہ)

● جو اللہ سے ڈرے گا تو اللہ اس کے لئے چھٹکارا بنا دیگا اور بے گمان جگہ سے اسے روزی دے گا۔ (احمد ابن ماجہ، دارمی بروایت حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ)

● روزی بندے کو ایسے ہی ڈھونڈتی ہے جیسے اسے اسکی موت ڈھونڈتی ہے۔ (ابو نعیم حلیہ بروایت حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ کی حیات مقدس، سیرت طیبہ، معمولات مطہرہ، سیرت مبارکہ اور تعلیمات و ارشادات میں ہر پہلو اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا و بے نیاز پر مکمل بھروسہ اور کامل توکل کے انوار صبح قیامت تک تمام طالبان سعادت، فرماں برداروں اور سچی محبت و اتباع کرنے والوں کے قلوب، بواطن اور اذہان کو اجالے بخشتے رہیں گے اور افکار و اعمال کو منور و مزکی کرتے رہیں گے۔

### دعوتِ دین کیلئے مصائب

دعوتِ حق، تبلیغِ دین و اشاعتِ اسلام کے جملہ مراحل میں اعدائے دین اور کفار قریش کی مخالفتیں، ایذا رسانیاں، دل آزاریاں، قوت و طاقت کا استعمال، رکاوٹوں کا سلسلہ، دشمنی، تکلیف دہی اور ممکنہ طریقوں سے اس مقدس کام کو روکنے کی کوششیں کسی سے پوشیدہ نہیں، اس کے باوجود حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کے ساتھ اپنے منصب اقدس کے فرائض کو پورے عزم و یقین سے

جاری رکھا۔ دعوت و تبلیغِ دین کی راہ میں درپیش شدید موانعات و مصائب کا سامنا توکل علی اللہ کی قوت کے ساتھ اس طرح فرمایا کہ یہ ناموافق حالات اس مقدس کام کو پھیلنے سے روک نہ سکے۔ مخالفین حق نے اپنے طور پر اشاعتِ اسلام کے سلسلے کو روکنے کے لئے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اذیت رسانی، بد زبانی، راستے میں کانٹے بچھانا، ہر طرح کا جبر و ستم سب کر لیا، لیکن انہیں ناکامی ہوئی تو ایک اور طریقہ سے دعوتِ حق کے سلسلے کو روکنے کی کوشش کی۔ روسائے قریش نے حضور اکرم ﷺ کے چچا سردار ابوطالب پر دباؤ ڈالنا شروع کیا۔

### حضرت ابوطالب کو حضور ﷺ کا جواب

ایک بار قریش کے چند لوگ سردار ابوطالب کے پاس گئے اور کہا کہ اپنے بھیجے کہ دعوتِ حق اور تبلیغِ دین کے کام سے روکیں، پھر دھمکی دی کہ اگر آپ نہ روک سکیں تو ہم روک دیں گے۔ اس سلسلے میں جو بھی ہوگا اس میں آپ دخل نہ دینا۔ قریش کی دھمکیوں سے مضطرب ہو کر انہوں نے حضور ﷺ کو اپنے پاس بلایا اور ساری تفصیلات سے آگاہ کیا اور قریش کی دھمکی کے بارے میں بتا کر کہا، ”اے جانِ عم! مجھ پر بھی رحم کرو اور اپنے آپ پر بھی رحم کرو، مجھ پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جس کو اٹھانے کی مجھ میں ہمت نہ ہو۔“

رسول اللہ ﷺ نے اللہ پر کامل توکل کے ساتھ بڑے اطمینان و سکون سے جواب دیا: ”اے میرے چچا! اگر وہ سورج کو میرے دائیں ہاتھ میں رکھ دیں اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ میں اور یہ توقع کریں کہ میں دعوتِ حق کو ترک کر دوں گا تو یہ ناممکن ہے۔“ (سیرت ابن کثیر)

حضور ﷺ کا یہ ارشاد سن کر حضرت ابوطالب نے کہا: ”اے میرے بھتیجے! آپ کا جو جی چاہے کیجئے، میں آپ کو کسی قیمت پر کفار کے حوالے نہیں کروں گا۔“

(سیرت ابن ہشام) اور چند اشعار کہے جن میں سے ایک شعر کا یہ ترجمہ ہے: ”بخدا یہ سارے مل کر بھی آپ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک مجھے مٹی میں دفن نہ کر دیا جائے“۔

(سیرت اہلبیہ، وسیرت الرسول)

### حضور ﷺ کی ثابت قدمی

توکل علی اللہ، عزم و یقین اور ثابت قدمی سیرت طیبہ اور اسوہ حسنہ کے تابناک پہلو ہیں، جنہوں نے دعوت حق اور اشاعت اسلام کے عظیم الشان کام کو اس قدر جلد اور پائیدار بنیادوں پر وسیع کر کیا۔ سیرت النبی ﷺ حصہ دوم (طبع نہم) میں لکھا ہے کہ ”آسمان کے نیچے شدائد اور مصیبتوں کی کوئی ایسی صنف نہ ہوگی جو رسول اللہ ﷺ کی راہ میں حائل نہ ہوئی ہو، لیکن آپ کا دل کبھی اضطراب و انتشار، مایوسی و ناامیدی اور خوف و بیم سے آشنا نہ ہوا، بلکہ تنہائیوں میں، مصائب کے ہجوم میں، دشمنوں کے نرغہ میں، حنین و احد کے خونریز معرکوں میں ہر جگہ توکل و اعتماد علی اللہ کا ایک ہی جلوہ نظر آتا ہے۔“ (سیرت النبی ﷺ، ج ۲، ص ۲۷۴)

### دشمن پر لرزہ طاری ہو گیا

شکر اسلام ایک دفعہ جہاد سے واپس آ رہا تھا، ایک جگہ گھنے درخت تھے جہاں سب نے حضور انور ﷺ کی اجازت سے قیلوہ کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے بھی ایک جگہ منتخب کی اور استراحت فرما ہوئے۔ صحابہ کرام کچھ فاصلہ سے درختوں کے نیچے آرام کر رہے تھے۔ ایک مشرک غورث بن حارث نامی نے جو دیکھا کہ آپ اکیلے آرام فرما رہے ہیں صحابہ دور ہیں تو موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے اپنی تلوار بے نیام کر لی اور حملہ کے لئے آگے بڑھا۔ اچانک حضور انور ﷺ کی آنکھ کھل گئی اور غورث کو دیکھا کہ وہ تلوار لہرا رہا ہے۔ اس نے حضور ﷺ سے کہا: ”آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے“۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کے ساتھ پورے

وثوق و وقار سے فرمایا: ”اللہ“ مجھے میرا رب بچائے گا۔ یہ سنتے ہی غورث پر لرزہ طاری ہو گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ حضور اکرم ﷺ نے تلوار کو اٹھا لیا۔ غورث ہیبت زدہ تھا، لیکن حضور ﷺ نے اس سے بدلہ نہ لیا۔ اسے معاف کر دیا اور چلے جانے کی اجازت دے دی۔ جب وہ اپنی قوم کے پاس واپس پہنچا تو بے ساختہ کہنے لگا ”وہ جو تمام لوگوں سے بہترین ہیں میں ان کے پاس سے آیا ہوں“ (ضیاء النبی ﷺ و مرآة المناجیح) اللہ تعالیٰ پر توکل خاص ہونا چاہئے۔ یعنی نازک ترین موقع پر بھی مخلوق سے بے خوفی اور اللہ پر کامل بھروسہ ہو تو اس کا فیض و ثمرہ ضمانت تحفظ و نصرت الہی کی صورت میں عطا ہوتا ہے۔

(قرآن مجید، احادیث شریفہ، مستند تراجم، المعجم المفہرس، تاسیر، لغات القرآن، ابن سعد، ابن ہشام، سیرت الرسول، سیرت

حلبیہ، سیرت النبی، ضیاء النبی، مرآة المناجیح اور دیگر مقالہ جات و مضامین وغیرہ سے مستفاد)

### اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کریں؟

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ سعادت اس کو ملتی ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔ (سورۃ البینہ: ۸)

بندگان خدا کو اپنے خالق و مالک اللہ تعالیٰ سے تعلق و ارتباط قائم کرنے کیلئے، گناہوں پر صدق دل سے نادم و پشیمان ہو کر بارگاہ خداوندی میں توبہ و استغفار لازم و ضروری ہے تاکہ وہ قرب و وصال کی دولت لازوال سے مالا مال ہو سکیں، چنانچہ استغفار کی اہمیت و افادیت، شرائط و آداب بیان کرتے ہوئے حضرت سیدی ابوالحسنات محدث دکن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: استغفار یہ ہے کہ زبان سے ”اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ“ کہے اور دل میں نادم اور پشیمان ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے یہ کیا مشکل کام ہے؟ شاید یہ خیال ہو کہ اب توبہ کریں پھر کوئی گناہ ہو جائے تو کیا فائدہ؟ یہ شیطانی وسوسہ ہے، سچے دل سے توبہ کرو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لو، ان شاء اللہ

تعالیٰ تم سے کوئی گناہ سرزد ہی نہ ہوگا۔ ”التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ“۔ ”گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس سے کوئی گناہ ہی نہ ہوا ہو۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبہ، حدیث نمبر ۴۲۴۰، مجمع الزوائد، ج: ۱۰، ص: ۲۰۰)

## استغفار کی فضیلت

توبہ و استغفار کرنے سے اس وقت تک کے تمام گناہ معاف ہو گئے، نہ صرف گناہ معاف ہوئے بلکہ اعمال نامہ سے بھی مٹا دیئے گئے۔ تقاضائے بشریت سے اگر پھر گناہ ہو گیا تو پھر معافی مانگ لیں۔

بغیر توبہ و استغفار جو عبادت کی جاتی ہے وہ رائگاں تو نہیں جاتی مگر مغفرت مانگنے کے بعد جو عبادت کی جاتی ہے اس کی شان ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

اکثر لوگ صرف زبان سے استغفار کہتے ہیں اس سے کیا ہوتا ہے؟ حدیث شریف میں اس سے متعلق جو الفاظ وارد ہیں وہ کہیں جو یہ ہیں: ”اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ“۔

استغفار یاد کر لو، اگر یہ یا اور کوئی استغفار یاد نہ ہو سکے تو صرف اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ پڑھ لیا کرو، اس کے معنی یہ ہیں کہ: الہی میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔

روزانہ رات میں جب بستر پر سونے کے لئے لیٹ جائیں تو تین مرتبہ استغفار پڑھ لیں، اس عمل سے تمام دن بھر کے گناہ، نامہ اعمال سے مٹا دیئے جاتے ہیں اگرچہ کہ وہ سمندروں کے کف کے برابر ہی کیوں نہ ہوں، یا صحرا کی ریت کے برابر یا درختوں کے پتوں کے موافق یا دنیا کے دنوں کے مساوی۔

## عصر کی نماز سے قبل استغفار

ایک شخص نے حضور ﷺ کے خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ! مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلائیے کہ اس پر کار بند ہو کر سیدھا

جنت میں چلا جاؤں۔! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ٹھہرو! تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے پھر وہی عرض کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز عصر سے پہلے تیس مرتبہ پورا استغفار پڑھا کرو، تمہارے ستر سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ انہوں نے عرض کیا: میری اتنی عمر کہاں ہے؟ یا رسول اللہ ﷺ! تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارے ماں باپ کے ستر برس کے گناہ، تمہارے بھائیوں کے ستر برس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

## اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے ادبی

حدیث شریف: حضرت رسول مقبول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اپنے اوپر روزانہ استغفار پڑھنا لازم کر لے اس کے لئے اللہ ہر تنگی اور ہر رنج و غم سے نجات کی سبیل مہیا کریں گے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی پہنچائیں گے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔

فرمایا: تم میں سے کسی کے گناہ زیادہ ہوں تو سحر (قبل فجر) کے وقت استغفار کیا کریں۔ فرمایا ہر مرض کی دواء ہے اور گناہوں کی دوا استغفار ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی جب گناہ کرتا ہے اور پھر اس کے بعد ایک لمحہ کے لئے نادم ہو کر توبہ و استغفار کرتا ہے تو اس سے گناہ فی الفور ساقط ہو جاتے ہیں۔

ندامت کے بغیر استغفار کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے ادبی کرنا ہے، لیکن وہ اس سے واقف نہیں تھا کہ کیسے بڑے گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے۔

## کلمہ طیبہ عطر اور استغفار صابن

کلمہ طیبہ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور درود شریف و تلاوت کلام مجید اور دیگر اذکار و وظائف مثل عطر کے ہیں اور توبہ

واستغفار مثل صابن کے، پہلے صابن کا استعمال کریں پھر عطر لگائیں تو عطر کا لطف آتا ہے۔ حدیث شریف: حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جس کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ کے مرنے اور جنت میں جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے مدارج بلند فرماتے ہیں، بندہ کہتا ہے کہ میں نے یہ عمل نہیں کیا تھا، یہ درجہ مجھ کو کس طرح ملا؟ جواب ملتا ہے تیری اولاد نے تیرے لئے استغفار کیا تھا یہ اس کا صلہ ہے۔

(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۶۵۰)

روزانہ نماز عصر سے پہلے تیس یا بعد نماز مغرب ۷۰ مرتبہ استغفار جو اوپر درج ہے۔ پڑھنا ستر سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

جب بندہ واستغفار کرتا ہے تو زمین و آسمان کے درمیان ستر قنادیل نور کے روشن ہو جاتی ہیں، منادی اس سرے سے اس سرے تک نداء کرتا ہے کہ: لوگو! آگاہ ہو جاؤ! کہ غلام نے اپنے آقا سے معذرت کر لی ہے۔

اللہ تعالیٰ کو کوئی آواز ایسی پیاری معلوم نہیں ہوتی سوائے اس گنہگار بندے کی آواز کہ جب وہ استغفار کرتا ہے اور رب رب کہتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے اے میرے بندے۔

### مرحومین کیلئے بھی استغفار کریں

اور اپنے والدین آباؤ اجداد مرحومین کے لئے بھی ضرور دعائے مغفرت واستغفار کرنا چاہئے، جس کی وجہ سے ان کی مغفرت اور مدارج بلند ہوتے ہیں کسی عمل کے متعلق پورے طور پر یہ کہا نہیں جاسکتا ہے کہ وہ مقبول بارگاہ ایزدی ہوا ہے یا نہیں لیکن درود شریف واستغفار سے متعلق یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص درود شریف پڑھے گا یا استغفار کرے گا وہ قبول اور اسکی مغفرت ہو جائے گی۔

### اللہ کے محبوب بندے

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس بندہ کے دل میں اللہ تعالیٰ استغفار کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پروردگار عالم چاہتے ہیں کہ اس پر عذاب نہ کریں۔ روایت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: تمام مخلوقات میں سے میرے محبوب وہ بندے ہیں جن میں تین وصف ہوں:

(۱) صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔

(۲) ان کے دل مسجدوں میں لگے رہتے ہیں۔

(۳) جو صبح کے وقت استغفار کیا کرتے ہیں۔

عذاب الہی نہ آنے کا ایک سبب استغفار بھی ہے۔

### شرائط استغفار

(۱) دل سے معافی مانگنا اور زبان سے استغفار کرتے رہنا۔

(۲) بار بار معافی مانگنا اور استغفار کرتے رہنا۔

(۳) جو گناہ ہوئے ہیں آئندہ نہ کرنے کا تہیہ کر لینا۔ جو نمازیں قضا ہوئی

ہیں وہ ادا کر دینا۔ اور حقوق العباد ادا کرنا یا معاف کروالینا۔ استغفار کی ایک قسم یہ بھی

ہے کہ دل میں نادم ہو کر زبان سے استغفار کہنا۔ اور یہ بھی استغفار ہے کہ ان

مقامات میں جایا کریں جہاں مغفرت ہوتی ہیں اور نیک اعمال کی توفیق مثلاً جہاں

ذکر الہی یا مواعظ کی مجالس ہوں، بزرگوں کی ہم نشینی بھی بڑی نعمت ہے۔

(ماخوذ از: مواعظ حسنة، صفوة الحدیث، حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری رضی اللہ عنہ)

### اللہ کے ساتھ معاملات درست کریں

قال اللہ تعالیٰ: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ

غَيْرٌ مَّمْنُونٍ (حتم مسجدہ)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

حکیم الامت، مجدد ملت، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نورالمرقدہ و قدس سرہ فرماتے ہیں: امتی من حیث هو امتی کے اعتبار سے دنیوی انقلاب توح مط نظر ہونے نہیں سکتا۔ (اصلاح انقلاب امت: ج: ۱، ص: ۱۶)

حضرت ﷺ کیا فرمانا چاہتے ہیں، آپ غور کریں؟ حضرت یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آج کی مادی ترقی کی ظاہری چمک دمک کو دیکھ کر ہماری آنکھیں خیرا ہیں اور ہم مسلمان بھی یہی سوچنے لگے ہیں کہ مادی ترقی ہی اصل ہے اور ترقی کے لفظ کو سن کر گویا ہمارا ذہن اسی طرف فوراً سبقت کرتا ہے کہ خوب عیش و عشرت اور طاقت کا سامان مہیا ہو جانا یہ ترقی ہے، نہیں، اگر ہم من حیث الامت یعنی نبی کریم ﷺ کی امت ہونے کی حیثیت سے غور کریں تو ہمارے پیش نظر ہر حالت میں اللہ کی رضا و خوشنودی ہونی چاہئے۔ اگر اس بات کو پیش نظر رکھیں تو ترقی کا صحیح اسلامی مفہوم ہوگا: اخلاص و للہیت کے ساتھ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور ان کی محبت کے لئے جہد مسلسل جو قرآن کے بیان کے مطابق ایک ہی لفظ ”تقویٰ“ میں موجود ہے۔ لہذا جس میں جتنا زیادہ تقویٰ ہوگا یعنی گناہوں سے اجتناب اور اعمالِ صالحہ پر محنت ہوگی وہ اتنا ہی زیادہ ترقی یافتہ ہوگا، چاہے اس کے پاس حسن و جمال نہ ہو، مال و منال نہ ہو، مکان و دوکان نہ ہو۔ (اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اتَّقَاكُمْ)

آج سے تقریباً ۷۰ یا ۸۰ سال قبل امت کے دینی احوال کو دیکھ کر حضرت تھانوی ﷺ فرماتے ہیں کہ:

اے بسرا ہر وہ بیٹرب بخواب  
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

اے وہ ذات جو مدینہ میں محو خواب ہے  
اٹھئے کہ مشرق و مغرب برباد ہو گئے  
یعنی امت کی حالت ایسی بدتر ہے کہ نبی کی روح بھی کانپ اٹھے اس لئے کہ  
نبی کریم ﷺ ۱۴ صدیاں پیشتر امت کو ایک کامل و مکمل شریعت اور دستور حیات دے  
کر گئے تھے۔ اور جب دنیا سے پردہ کر رہے تھے انسانوں کی ایک جماعت پورے  
طور پر اس پر عمل پیرا تھی، مگر آج امت عملی اعتبار سے بالکل دین سے دور ہو چکی ہے۔

### دین کے شعبے اور امت میں بگاڑ

دین اسلام ویسے تو بی شمار شعبوں اور اجزاء پر مشتمل ہے، اگر اس کو بڑے  
بڑے شعبوں میں تقسیم کیا جائے تو کل پانچ اجزاء اور شعبے بنتے ہیں: عقائد، عبادات،  
معاملات، معاشرت اور اخلاق۔

### عقائد اور انقلابِ تغیر

عقائد کے باب میں مسلمانوں میں واضح الفاظ میں انکار تو نہیں پایا جاتا، مگر  
تدین کے لبادہ میں تغیر اور رد و بدل ضرور ہوا ہے کہ دین اور اصلاح کے نام پر طرح  
طرح کی بدعنوانیوں کا ظہور امت میں عام ہے۔ نصوص یعنی قرآنی آیات اور  
احادیث کا صریح انکار تو نہیں کیا گیا مگر باطل تاویلات ضرور کی گئیں۔

### عقائد کا انکار

ہاں! البتہ ایک بڑا طبقہ جو جدید تعلیم یافتہ ہے اس نے عقائد میں انکار کی  
بھی جسارت کی ہے، مثلاً غیر محسوس و غیر مرئی کا انکار، جیسے معجزات کا انکار، عذاب  
قبر کا انکار، احادیث کی حجیت کا انکار، فرشتوں کے وجود کا انکار، بلکہ انکار سے تجاوز  
کر کے جمہور کے عقائد کے ساتھ مذاق اور اس کی حقارت اور جب ان کی ان

حکوتوں پر علماء نے کفر اور ضلالت کے فتوے لگائے تو انہیں ”معتصب“ کا لقب دیا گیا۔ یہ تو حضرت تھانویؒ کے دور تک تھا، اب تو علماء اور متدین حضرات کی ذلت کے ساتھ ساتھ اسلاف کی کتابوں سے آگے پیچھے کی عبارات کاٹ کر کے ان بیچارے مخلصوں پر، جنہوں نے دین کے تحفظ کی خاطر اپنی پوری زندگی اور زندگی کی توانائی اور مال و دولت سب کچھ صرف کر دیا، ان کو بھی نہیں بخشا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحیح ہدایت عطا فرمائے۔

### عبادات سے امت کی غفلت

عبادات میں امت ترک اور اہمال کا شکار ہو چکی ہے۔ امت کی اکثریت نے نماز کو ترک کر دیا ہے، ایک طبقہ روزے سے بیزار ہے اور ایک طبقہ باوجود صاحب نصاب ہونے کے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکاری ہے۔ ایک طبقہ ایسا ہے جو حج فرض ہونے کے باوجود فریضہ حج کی ادائیگی میں تامل کرتا ہے۔

### معاملات، معاشرت اور اخلاق

مذکورہ دو شعبوں کے علاوہ تین شعبوں میں سب سے زیادہ خرابی واقع ہوئی ہے، عام مسلمانوں نے ان تینوں شعبوں کو تو گویا اجزائے دین سمجھنا ہی چھوڑ دیا ہے اور اسے اپنے طور پر، جیسا سمجھ میں آتا ہے انجام دیتے ہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر خرابی یہ ہوئی کہ شریعت کے ان تینوں شعبوں سے متعلق احکام کے مقابلہ میں کوئی نہ کوئی رسم ایجاد کر لی اور پھر اس کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنا لیا اور شریعت کی صریح مخالفت کے باوجود اسے سمجھنا بھی فراموش کر دیا، بلکہ اسے فخریہ انداز میں بیان کرتے ہیں، جیسے سود کے لین دین کو نئے نئے نام دے کر، مثلاً انٹریسٹ، لوٹری یا میں اپنی خوشی سے زائد رقم ہدیہ دیتا ہوں، وغیرہ، معاشرت مثلاً نکاح میں نئی نئی رسومات، جیسے مہندی کی رسم، دولہا و دلہن کا بے پردہ اسٹیج پر بیٹھنا اور ناچ گانا، تصویر

کشی، جوتے چپل چھپانا، مہر میں افراط و تفریط، وغیرہ۔ اخلاق میں جیسے گالی گلوچ، لوگوں کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آنا وغیرہ۔

گویا پہلے دو شعبوں کے مقابلہ میں ان تین شعبوں میں خرابی زیادہ ہے کیوں کہ ان شعبوں کو دین سے خارج ہی سمجھ لیا ہے۔ عقائد میں تغیر اور باطل تاویلیں عبادات میں تقصیر تو یہاں تو سرے سے دین کے جزئی سے انکار اور وہ بھی صراحتاً اور کریملا وہ بھی نیم چڑھا۔ یعنی ان کی جگہ رسومات کا اختراع کر لیا اور پھر دینی احکام پر انہیں مخترعات کو ترجیح دی۔

### مسلمانو! ہوش میں آ جاؤ

امت دین سے اتنی دور ہو گئی کہ الامان والحفیظ، یعنی چہرے، بشرے اور اعمال و اخلاق سے ”امت محمدیہ“ کا فرد ہے اس کا بھی علم نہیں ہوتا اور اگر دعویٰ بھی کرے تو وہ جھوٹا ہے۔

میرے مسلمان بھائیو! ذرا ہوش میں آؤ! اپنی حالت پر متنبہ ہو جاؤ، کیا مرنا نہیں ہے؟ کیا زندگی کا حساب نہیں دینا؟ اللہ کے سامنے کیا منہ لے کر قیامت کے دن حاضر ہو گے؟ کب اپنی اصلاح کی فکر کرو گے؟ آخر آپ اور ہم کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں؟ کیا مرض الموت کا انتظار کر رہے ہیں؟ یا موت کا؟ یا وحی جدید کا؟ سو اس کی تو گنجائش نہیں۔ موت تو بہر حال آنی ہے مگر کیا اس وقت کچھ کر سکو گے؟

### بدترین حالات کے اسباب

خلاصہ یہ کہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا اور خیر امت مصائب کے کھنور میں کیسے پھنسی؟ تو آئیے اسباب کو جانتے ہیں اور پھر علاج اور طریقہ اصلاح پر گفتگو کریں گے۔ انشاء اللہ۔

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے ایک روح اور دوسرے بدن۔ جس طرح بدن کبھی صحت یاب ہوتا ہے کبھی بیمار ہوتا ہے اور جب بیمار ہوتا ہے تو علاج و معالجہ کیا جاتا ہے تو ڈاکٹر سب سے پہلے اسبابِ مرض کو جاننے کی کوشش کرتا ہے اور پھر علاج تجویز کرتا ہے۔ اسی طرح روح بھی بیمار ہوتی اور روح کی بیماری دین سے دوری، بھلائی سے تعرض، نیکی سے فرار ہے، برائی سے محبت اور گناہوں پر اصرار وغیرہ اب یہ بیماریاں بھی بغیر سبب کے نہیں ہوتیں، کیوں کہ دنیا دار الاسباب ہے، لہذا استے اللہ ہے کہ عام طور پر دنیا میں ہر چیز اسباب کے تابع ہے۔

### دواہم اسباب

ویسے تو اگر تدبر کیا جائے تو ہماری پستی اور تنزلی کے بیشمار اسباب ہیں، مگر حکیم الامت مجدد ملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق دوا اسباب امہات الاسباب کا درجہ رکھتے ہیں:

۱- قلت علم، یعنی دینی تعلیم سے ناواقفی اور بے خبری۔

۲- ضعف ہمت، یعنی قصد و ارادہ کی کمی یا فقدان۔ (اصلاح انقلاب امت: ج: ۱: ص: ۲۰)

آئیے! ان دونوں اسباب کی تشریح و توضیح کریں، کیوں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر و تقریر تو جامع ہوتی ہے، مختصر الفاظ میں بہت کچھ سمودینا ہی حضرت کا طرہ امتیاز ہے، جس کو بہت سے کم فہم لوگوں نے ”عیب“ تصور کر لیا ہے۔

حضرت فرمانا چاہتے ہیں کہ سب سے اہم سبب تو دینی تعلیم سے ناواقفیت اور جہالت ہے، نہ امت کی اکثریت کو عقائد کا صحیح علم، نہ احکام کا، نہ معاملات کا، نہ معاشرت کا اور نہ ہی اخلاق کا، دینی علم سے امت بالکل نابلد یا کم سے کم واقف ہے۔ جب کہ ایک مسلمان کے لئے سب سے زیادہ اہم دینی تعلیم ہے، وہ اس کے بغیر اسلامی اور ایمانی زندگی گزار ہی نہیں سکتا، مکمل نہیں تو کم از کم ہر شعبہ زندگی سے

متعلق بنیادی اصولی احکام سے تو واقف ہونا چاہئے اور یہ ایسے ہی نہیں ہوا، بلکہ دشمنانِ اسلام اور خاص طور پر اہل کتاب کی وسیع اور گہری سازشوں کے بعد ہوا ہے۔ کیوں کہ اہل کتاب و کفار نے اس بات کو بھانپ لیا تھا کہ محض طاقت کے بل بوتے پر مسلمانوں کو شکست نہیں دی جاسکتی کہ وہ غزوہ خندق، غزوہ خیبر، غزوہ تبوک، غزوہ قادسیہ اور پھر اس کے بعد صلیبی جنگوں میں صلاح الدین ایوبی اور قسطنطنیہ میں محمد الفاتح سے باوجود عظیم طاقت کے شکست و ہزیمت سے دو چار ہو چکے تھے۔ آخر کار صدیوں کے غور و فکر اور تدبر کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ ان کو قرآن سے، حدیث سے، ایمان سے، حب رسول سے، جب تک دور نہیں کیا جاتا، یہ شکست خوردہ ہونے والے نہیں، لہذا صلیبی جنگوں کے بعد صدیوں کی سازشوں کے بعد مسلمانوں کو مادی علوم میں منہمک کرنے کا پلان بنایا گیا، جس کے لئے انہیں ضرورت تھی خلافت کو ختم کرنے کی، لہذا قومیت کا ناپاک بیج مسلمانوں میں بودیا۔

پھر مسلمان اسلام کے بجائے عربیت، ترکیت، عجمیت، فارسیت پر مجتمع

ہونے لگا، جس سے ان میں اختلاف برپا ہوا اور پھر اہل کتاب Divid and

Rool یعنی آپس میں لڑاؤ اور سرداری کرو کے پیش نظر مسلمانوں کو خوب لڑوایا،

یہاں تک کہ ۱۹۲۳ء میں خافت کا خاتمہ ہو گیا اور پھر پوری دنیا پر استعمار حاوی ہونے

لگا اور اسٹنٹن ائق کو گلوبلائزیشن کا نام دے کر پوری دنیا کے تعلیمی نصاب کو مرتب کیا

اور ”مادی علوم“ میں ایسا منہمک کیا گیا کہ دینی علوم کے لئے وقت نہ مل سکا اور اس

طرح امت دینی تعلیم سے بیگانہ اور دور ہو گئی، جس کی حشر سامانیاں آج ہماری

نظروں کے سامنے ہیں، نہ ایمانیات کا پتہ، نہ عبادات و احکام کا پتہ، نہ معاشرت

و اخلاق کا پتہ، نہ حلال معلوم نہ حرام، اس طرح ایمان کمزور ہو گیا۔ مسلمانوں کی

نظریں مسبب الاسباب یعنی اللہ سے ہٹ کر کافروں کی طرح محض اسباب پر ٹھہر

گئیں اور جب اسباب ہی کو سب کچھ سمجھ لیا گیا تو دشمن کی طاقت سے مرعوبیت کا شکار ہو گئے اور پھر دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے دشمن کی طرح تیاری شروع کر دی تو دنیا کی محبت دل میں بیٹھ گئی، پھر جب دیکھا کہ دنیا طلبی کے لئے کافی وقت درکار ہے تو اصلاح کے نام سے باطل تاویلات شروع کر دیں اس طرح یکے بعد دیگرے تنزل کے اسباب پیدا ہوتے رہے۔

### مسلمان جال میں پھنس چکا ہے

اہل کتاب نے جب دیکھا کہ یہ مسلمان جال میں پھنس چکا ہے تو مطالعہ مشرق کے نام پر استشراق کی بنیاد ڈالی، اپنی سازشیں اور تیز کر دیں۔ مسلمانوں کی دینی تعلیم سے غفلت کا بھرپور فائدہ اٹھایا، پھر عصری اور دنیوی تعلیم حاصل کرنے کے لئے عرب، مصر، ترکی اور ہندوستان وغیرہ سے مسلمان نوجوانوں کا ایک طبقہ فرانس، انگلینڈ وغیرہ یورپی ممالک کی طرف گیا، جہاں ایک منظم سازش کے تحت ان کی ”برین واشنگ“ کی گئی مثلاً ترکی کا پاشا اتار ترک وغیرہ، مصر سے طہ حسین، رفاعہ طحاوی، احمد امین وغیرہ۔ انہیں لوگوں نے آزادی نسواں، مساوات مرد و زن وغیرہ کے اسلامی تعلیمات سے متصادم نظریات مسلمانوں میں رائج کئے اور بس پھر تو کیا تھا؟ باطل تاویلات کا دروازہ سر پٹ کھول دیا گیا۔ قرآن کی تفسیر بھی عقلیات کے نام پر غیر شرعی انداز میں کی اور احادیث کی توجیحت ہی کا انکار کر دیا اور فقہ کو دربار برد کر کے خود ہی مجتہد بن بیٹھے۔ بس پھر کیا تھا سود کو Intrest کا نام دے کر جائز قرار دیا۔ دین اور سیاست کو الگ الگ کر دیا اور جمہوریت کی تائید کی۔ معیشت اور دین کو الگ کر دیا اور سرمایہ داریت و اشتراکیت کی تائید، جہاد کی فرضیت کا انکار کیا، نظریہ ارتقاء کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا، گویا مغرب سے مرعوبیت کا شکار ہو کر اصول و اجتہاد سے ہٹ کر اجتہادات کئے یہ ہیں دینی تعلیم سے غفلت کے اسباب۔

### ہمت اور ارادے کا فقدان

دوسرا سبب ضعفِ ہمت، یعنی گناہوں کو اور خلافِ شرع امور کو چھوڑنے، مطابق شرع احکامات پر عمل کرنے میں ہمت اور ارادے کا فقدان، اتباعِ خواہشاتِ مس سے ایسے پھنسے کہ ہمت ہی نہ رہی کہ چلو بھائی! یہ چیز شریعت کے خلاف ہے، لہذا ترک کر دیں۔ یہ چیز شریعت کے عین موافق ہے یا فرض ہے تو کسی طرح بھی کر لیں، اسی لئے آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان کتنے جری ہو کر اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں، نہ چہرے پر ڈاڑھی، نہ بدن پر اسلامی لباس اور نہ وضع و قطع، نہ گناہوں سے اجتناب، کھلے عام گناہوں کا ارتکاب، مثلاً گانا بجانا اور سننا، ناچ دیکھنا، شراب نوشی کرنا، پاجامہ ٹخنوں سے نیچے پہننا، گھروں میں TV بسانا کھیل کود میں مشغول ہونا وغیرہ، حالاں کہ یہ سب کام خلاف شرع ہیں، مگر نہ چھوڑنے کا ارادہ اور نہ ہمت، بلکہ انہیں گناہ سمجھنا ہی چھوڑ دیا۔ گویا احساسِ گناہ ہی ختم ہو گیا، جب کہ اس کا انجام بہت بدترین ہوتا ہے، انسان ایمان سے بھی محروم ہو سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہماری پستی اور تنزلی کے اسباب دو طرح کے ہیں:

ایک اسبابِ رئیسہ اور دوسرے اسبابِ ذیلیہ

اسبابِ رئیسہ دو ہیں:

۱- دینی تعلیم سے دوری یا اس کی قلت

۲- گناہوں کو ترک نہ کرنے اور نیکی کرنے کی ہمت اور ارادے کا فقدان۔

اور اسبابِ ذیلیہ بہت سے ہیں: مثلاً ضعفِ ایمان، حب دنیا اور دشمن کا خوف، اصلاح اور ترقی کے نام پر افساد، دین اور سیاست میں جدائی، خلافتِ اسلامیہ کا سقوط، دشمن سے مرعوبیت، مغرب سے متاثر ہو کر اسے اپنا آئیڈیل بنانا، مستشرقین اور مغرب زدہ مسلمانوں کی مسلسل کوششیں، دنیوی تعلیم میں ضرورت سے زیادہ

انہماک، مسلمانوں کا اپنی اولاد کی دینی تربیت نہ کرنا، مسلمانوں کا چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپسی اختلاف اور انتشار کا شکار ہونا، عوام کا علماء سے کٹ جانا، بلکہ متنفر ہو جانا، معاصی اور فواحشات اور لغویات میں زندگی کی قیمتی سانسوں کو برباد کرنا وغیرہ۔

### موجودہ حالات سے کیسے نجات پائیں؟

ہمارے بدترین احوال اور ان کے اسباب کے بعد اب ہمیں سب سے زیادہ جس چیز کو جاننا اور سمجھنا ہے وہ ہے اسباب علاج اور حل۔ جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا، ویسے تو ہماری پستی کے بہت سے اسباب ہیں، مگر دو اہم اسباب ہیں، بالکل اسی طرح ہماری پستی سے نکلنے کے بہت سے حل اور علاج ہیں مگر اساسی اور بنیادی حل جس کو امہات الاسباب کہا جاسکتا ہے وہ بھی دو ہیں، ایک دینی تعلیم سے واقفیت، دوم ہمت اور حوصلہ۔

سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنے ذہن و دماغ سے یہ بات نکال دیں کہ دین سے وابستگی اور دینی تعلیم تنزیلی کا ذریعہ ہے، بلکہ سب سے زیادہ ضرورت دینی تعلیم کی ہے۔ قرآن کا اعلان ہے: ”اِنَّتَنْصِرُوْا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ“۔ اگر تم اللہ کی مدد (یعنی اطاعت) کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدموں کو جمادے گا۔ لہذا امت کا ہر فرد اس بات کو اپنی اولین ذمہ داری سمجھے کہ مجھے اور اپنی اولاد اور اہل خانہ کو دین کی بنیادی باتوں کا علم حاصل کرنا ضروری ہے اور اس کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کرے۔

### تحصیل علم کا دستور العمل

جن لوگوں کو اللہ نے کافی و ثانی مال دولت سے نوازا ہو وہ اپنی اولاد کو دینی تعلیم کے لئے وقف کر دیں اور نہیں تو کم از کم بنیادی تعلیم تو دلوا ہی دیں، ورنہ کل

قیامت کے دن اللہ کے یہاں باز پرس ہوگی، اولاد کا باپ پر سب سے پہلا حق ان کی صحیح تعلیم و تربیت ہے، مگر آج ہم نے دنیوی تعلیم ہی کو سب کچھ جان لیا ہے، دینی تعلیم فرض عین ہے، کسی عالم سے رابطہ کر کے، اگر تا جر ہے تو بنیادی عقائد کے ساتھ ساتھ تجارت کے مسائل کی تعلیم دلوادے، تاکہ حلال و حرام کی تمیز ہو سکے، اگر کہیں نوکری کرتا ہے اور اولاد کو بھی اسی پیشہ میں لگانا ہو تو اسے بھی اجرت کے بنیادی مسائل سے واقف کرادے اور خود بھی اگر دین کی تعلیمات سے ناواقف ہے تو کسی عالم سے ربط پیدا کر کے علم دین حاصل کرے۔

اور اگر باپ غریب ہے تو بھی بہر حال اولاد کو دین کی بنیادی تعلیم تو کسی طرح بھی دلوادے۔ اور الحمد للہ آج تو مکاتب کا نظام کافی عام ہو چکا ہے لہذا اپنی اولاد کو مکاتب میں پابندی سے بھیجے اور ان کے استاذ سے باز پرس بھی کرے۔ اور جس طرح اسکول کے ہوم ورک کی فکر کرتے ہیں گھر میں دینی تعلیم کا بھی مذاکرہ کریں اور اپنی اولاد پر خاص توجہ دیں۔

اگر آپ اور بچے اردو پڑھ لیتے ہیں تو گھر میں چند کتابیں رکھیں اور سب باری باری اس کا مطالعہ کرتے رہیں، کتابوں میں مثلاً بہشتی زیور، حیات المسلمین، معارف الحدیث، معارف القرآن، تعلیمات اسلام، حیات الصحابہ، فضائل اعمال وغیرہ انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا اور اگر اردو نہیں جانتے تو مذکورہ کتابوں کا انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے، اس کے علاوہ مولانا تقی عثمانی صاحب کی تفہیم (Notes of the noble Quran) وغیرہ سے اپنے گھر کو بسائے اور ان میں سے اکثر کتابوں کا ہندی، گجراتی وغیرہ میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔

اور جو لوگ بالکل ناخواندہ ہیں یعنی پڑھنا لکھنا نہیں جانتے وہ کسی عالم کو ہر ہفتہ سیکھیں اور کسی بھی کام کرنے سے پہلے کسی بھی مفتی صاحب کی طرف رجوع

کریں اور پوچھ لیں کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہ مل سکیں تو فون پر یا خط، فیکس، ای میل، وغیرہ کے ذریعہ معتبر علماء سے اپنے مسائل دریافت کریں۔

عورتوں کی دینی تعلیم کی فکر بھی بہت ضروری ہے کیوں کہ وہی اولاد کیلئے پہلا مدرسہ ہیں، کسی پڑھی لکھی یا معلمہ عقیفہ سے بچیوں کو دین کی بنیادی تعلیم سے آراستہ کیا جائے یا گھروں میں مسائل کی کتابیں مثلاً بہشتی زیور وغیرہ کی تعلیم پابندی سے کی جائے، اگر عورتیں نہ جانتی ہوں تو گھر کا کوئی سنجیدہ مردان کے درمیان تعلیم کر دے اور گھر میں کسی متقی، متبع سنت عالم کا وعظ وقفے وقفے سے کراتے رہیں۔

### دینی تعلیم کو کس طرح عام کریں؟

سب سے پہلے تو علماء اس بات کو سمجھیں اور طلبہ بھی کہ امت کو دین کا پیغام پہنچانا اور ان کو احکام و عقائد، اخلاق وغیرہ سے واقف کرنا، برائیوں سے روکنا، بھلائی کا حکم دینا، ہمارا فریضہ اور ذمہ داری ہے، اگر ہم نے اس میں کوتاہی کی تو کل قیامت کے دن ہم جواب دہ ہوں گے، اپنے اسلام کے احوال کا آپ مطالعہ کریں وہ کس طرح امت کو دین کے احکام سے روشناس کراتے تھے۔

وکج بن الجراح تلمیذ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و استاد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں فجر سے چاشت تک مسجد میں طلبہ کو پڑھاتا تھا، پھر زوال کے وقت کھیتوں میں چلا جاتا تھا، اور کسانوں کو جمع کر کے دینی احکام و مسائل سکھاتا یا سقا یا کو بازار میں جمع کر کے پڑھاتا۔

ہم تو یہ کہتے ہیں کہ پیاسا کنویں کے پاس جائے گا، کنواں پیاسے کے پاس کیسے آئے گا؟ مگر یہ غلط ہے، ہماری ذمہ داری ایسی ہے کہ کنواں پیاسے کے پاس جائے، لہذا ہم اس میں کوتاہی نہ کریں، ہمہ وقت اسی فکر میں رہیں کہ امت کو کس طرح تعلیمی اعتبار سے نفع پہنچایا جائے۔

### اصلاح کے طریقے اور تدبیر

اس وقت امت کو دینی تعلیم سے آشنا کرنے کے لئے سب سے مؤثر طریقہ وعظ اور تقریر ہے، مگر مصیبت یہ ہے کہ عام طور پر ہم اسرائیلی روایات اور حکایات و واقعات کو بیان کرتے رہتے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم طلبہ و علماء عوام الناس جس میں بہت زیادہ مبتلا ہیں اس کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کریں۔ مثلاً عقائد سے امت آج ناواقف ہے، تو اپنی تقریر میں ضروری عقائد بتلائیں، قرآن کی آیات پڑھ کر ان کو سمجھائیں، اگر جدید تعلیم یافتہ طبقہ سامنے ہے تو مادیت کے ابطال، خاص طور پر نظریہ ارتقاء، جنسیت کے غیر اسلامی ہونے کو بتلائیں، اور عقل کی روشنی میں اس کے ابطال کو ثابت کریں۔

امت کو احکام پر لائیں، مثلاً سود کے مسائل، وراثت کے مسائل، فاسد بیوعات کے مسائل، شرکت و مضاربت کے مسائل، مزدور طبقہ مخاطب ہو تو اجارہ کے مسائل۔ امت اسلامی معاشرت سے بالکل ہی نابلد ہے، تو اپنی تقریر میں حقوق الوالدین، حقوق الاولاد، حقوق الزوج و الزوجہ، حقوق مومن، حقوق جار، حقوق حیوانات وغیرہ پر بھی خاص توجہ دیں۔

امت کی اسلامی اخلاق سے دوری تو انتہاء تک پہنچی ہوئی ہے عوام تو عوام، خواص بھی اس میں مبتلا ہیں، لہذا بتلائیں کہ اسلامی اخلاق کیا ہیں، کسی کو گالی نہ دینا، کسی کو تکلیف نہ پہنچانا، کسی کو ذلیل کرنے کے درپے نہ ہونا، حسد نہ کرنا، چوری نہ کرنا وغیرہ۔

وعظ و تقریر محض رضاء الہی کی خاطر کریں، اس پر عوض نہ لیں، اور نہ کسی سے امید رکھیں، اِنْ اَجْرِيْ اِلَّا عَلٰی اللّٰهِ!

مذکورہ بالا صورتوں کو اختیار کرنے سے انشاء اللہ دینی تعلیم کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا، رمضان میں امت مسجد کی طرف پورے سال کے بالمقابل زیادہ

آتی ہے، ہر نماز کے بعد صرف ۵ منٹ کا وقت لے کر امت میں دینی تعلیم کی طلب پیدا کریں اور خوب محنت سے کام لیں، اگر ایک آدمی بھی ہدایت سے مالا مال ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے۔

### گناہوں کو چھوڑنے کی ہمت کریں

آج ہماری ایک بڑی بیماری بلند ہمتی کا فقدان بھی ہے، ہم گناہوں کو چھوڑنے کی ہمت نہیں کرتے، اعمالِ صالحہ کرنے کی ضرورت ہے کہ خوب مجاہدہ کریں اور ہمت سے کام لے کر گناہوں کو ترک کریں، نماز جماعت کے ساتھ پہلی صف میں پڑھنے کا مکمل التزام کریں، اپنے نفس پر قابو رکھیں، اللہ ہمیں ہمت عطا فرمائے اور ہم سے راضی ہو جائے۔

خلاصہ یہ کہ چند ایسے امور پر متنبہ ہونا بھی ضروری ہے جو علاج کے لئے پرہیز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جیسے علاج کے ساتھ اگر پرہیز نہ ہو تو مریض اچھا نہیں ہوتا، ایسے ہی اعمالِ باطنیہ کا حل ہے، لہذا اصلاحِ معاشرہ میں کون سی چیزیں مانع ہو سکتی ہیں ان پر غور فرمائیں۔

۱- کتب دینیہ کو پڑھنے یا سننے کا اہتمام اگر نہ ہو تو امت کی اصلاح نہیں ہو سکتی اور جس کتاب کے پڑھنے کا اہتمام ہو اس کے بارے میں تحقیق لازم ہے کہ یہ کس کی لکھی ہوئی ہے اور لکھنے والا کیسا ہے؟ ورنہ نفع کے بجائے نقصان ہو جائے گا، لہذا کسی محقق عالم سے پوچھیں بغیر کسی بھی کتاب کے پڑھنے اور تعلیم کرنے سے اجتناب کریں۔

۲- جب بھی کوئی کام کرنا ہو تو علما سے دریافت کر لیں کہ یہ حلال ہے یا حرام؟ جائز ہے یا ناجائز اور اس میں دیکھئے کہ آپ کس سے دریافت کر رہے ہیں؟ معتبر علماء ہی سے سوالات پوچھنے کا اہتمام ضروری ہے اور ایک مسئلہ دس سے نہ پوچھیں بلکہ ایک ہی سے دریافت کریں اور غیر ضروری سوالات نہ کریں۔

۳- دینی تقریروں اور علما کے بیانات سننے سے اگر اجتناب کیا گیا تو بھی بڑا نقصان ہے، لہذا معتبر علماء کی تقریریں ضرور سنتے رہیں۔

۴- شیخِ کامل کی صحبت میں وقفہ وقفہ سے حاضر ہوتے رہیں، شیخِ کامل کی علامات یہ ہیں: ۱- بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو۔

۲- عقائد و اعمال میں شرع کا پابند ہو۔

۳- دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو۔

۴- کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو۔

۵- کسی شیخِ کامل کی صحبت میں کچھ عرصہ رہا ہو۔

۶- اس زمانے کے مصنف علماء و مشائخ اس کو اچھا سمجھتے ہوں۔

۷- بہ نسبت عوام کے خواص یعنی فہیم، دین دار لوگ اسکی طرف زیادہ مائل ہوں۔

۸- اس سے جو لوگ بیعت ہیں ان میں اکثر کی حالت باعتبار اتباع شرع وقتِ حرص دنیا کے اچھی ہو، وہ شیخِ تعلیم و تلقین میں اپنے مریدوں کے حال پر شفقت رکھتا ہو، اور ان کی کوئی بری بات دیکھے یا سنے تو ان کو روک ٹوک کرتا ہو، یہ نہ ہو کہ ہر ایک کو اس کی مرضی پر چھوڑ دے اس کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو۔

۹- خود بھی وہ ذاکر شاعِل ہو۔ اس لئے کہ بغیر عمل یا عزم عمل تعلیم میں برکت نہیں ہوتی اور صدور کشف و کرامت اور استجابت دعاء لو از م شیخ سے نہیں ہیں۔

غرض ایسے حضرات کی صحبت خاص طور پر موثر ہے مگر اس کی صحبت کی تاثیر میں شرط یہ ہے کہ اس میں نیت بھی یہ ہو کہ میرے قلب میں رغبت طاعت اور نفرت معاصی پیدا ہو اور اس کے ساتھ اس کا بھی التزام رہے کہ اپنی کیفیات قلب کی شیخ کو اطلاع دے کر جو علاج تجویز فرمائیں اس پر کار بند ہو۔ (اصلاح انقلاب امت: ج ۲: ۲۷)

۱۰۔ موت کو فراموش نہ کریں، اسے یاد کرتے رہیں، کم از کم بیس منٹ موت، قیامت، جنت، جہنم، منکر نکیر کے سوالات، پل صراط، حساب وغیرہ پر غور و فکر کریں یا اس مضمون کی کتابوں کا مطالعہ کریں، مثلاً موت کی یاد، موت کا جھٹکا، جہنم کا کھٹکا، مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ وغیرہ۔ (اصلاح انقلاب امت حضرت تھانویؒ)

### اسمِ محمد ﷺ کی تعظیم

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ، وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ. (آل عمران ۳۱) ”(اے محبوب) آپ فرما دیجئے اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو تب محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“

بادشاہ ”ناصر الدین محمد“ کے ایک خاص مصاحب کا نام محمد تھا، بادشاہ اسے اسی نام سے پکارا کرتا تھا۔ ایک دن بادشاہ نے خلاف معمول سے اسے تاج الدین کہہ کر آواز دی۔ وہ تعمیل حکم میں حاضر تو ہو گیا لیکن بعد میں گھر جا کر تین دن تک نہ آیا بادشاہ نے اس کی غیر حاضری کی شدت سے محسوس کیا اور اسے بلا بھیجا اور تین دن غائب رہنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا! عالم پناہ! آپ ہمیشہ مجھے ”محمد“ کے نام سے پکارا کرتے تھے لیکن اس دن آپ نے تاج الدین کہہ کر پکارا، میں سمجھا کہ آپ کے دل میرے میرے متعلق کوئی خلش پیدا ہو گئی ہے اس لئے میں تین دن حاضر خدمت نہیں ہوا۔ ناصر الدین بادشاہ نے کہا ”واللہ (اللہ کی قسم) میرے دل میں آپ کے متعلق کسی قسم کی کوئی خلش نہیں، تاج الدین کہہ کر میں نے اس لئے پکارا تھا کہ اس وقت میرا وضو نہیں تھا اور محمد کا مقدس نام بغیر وضو لینا میری طبیعت نے گوارا نہیں کیا۔ (تاریخ کے جھروکوں سے)

### صرف ایک قلم کے لئے

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار شام میں کسی شخص سے قلم مستعار لیا، اتفاق سے قلم اس شخص کو واپس کرنا بھول گئے، جب شہر ”مرؤ“ پہنچے تو قلم پر نظر پڑی ”مرؤ“ سے شام واپس گئے اور قلم صاحب قلم کو واپس کیا۔ تنہا یہ واقعہ ان کی اخلاقی زندگی کا بہترین مظہر ہے اور دنیا کی اخلاقی تاریخ کا غیر معمولی واقعہ ہے۔ ”مرؤ“ شام سینکڑوں میل دور ہے اور پھر یہ واقعہ اس زمانے کا ہے جب آمد و رفت کے ذرائع صرف گھوڑے اور خچر ہوتے تھے۔ (سیر الصحابہ)

### حضرت جنید بغدادی سلطان العارفین کیسے بنے؟

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے شاہی پہلوان تھے۔ بادشاہ وقت نے اعلان کروایا کہ جو شخص ہمارے پہلوان کو گرائے گا اسے بہت زیادہ انعام دیا جائے گا۔ سادات کے گھرانے کا ایک شخص جو بہت کمزور اور غریب تھا اور نان شبینہ کو ترستا تھا اس نے سنا کہ بادشاہ کی طرف سے اعلان ہو رہا ہے کہ جو ہمارے پہلوان کو شکست دے گا، ہم اسے اتنا زیادہ انعام دیں گے۔ اس نے سوچا کہ جنید کو رستم زماں کہا جاتا ہے، میں اسے گرا تو نہیں سکتا مگر میرے گھر غربت بہت زیادہ ہے۔ مجھے پریشانی بھی بہت ہے اور سادات میں سے ہوں۔ اس لئے کسی کے آگے جا کر اپنا حال بھی بیان نہیں کر سکتا، چلو میں مقابلے کی کوشش کرتا ہوں، چنانچہ اس نے شاہی پہلوان سے کشتی لڑنے کا اعلان کر دیا۔ بادشاہ بہت حیران ہوا کہ اتنے بڑے پہلوان کے مقابلے میں ایک کمزور سا آدمی! بادشاہ نے اس سے کہا کہ تم شکست کھا جاؤ گے۔ اس نے کہ نہیں! میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ مقابلے کیلئے دن متعین کر دیا گیا۔ بادشاہ بھی کشتی دیکھنے کے لئے آیا۔ جب دونوں نے پنچہ آزمائی

شروع کی توہ کمزور و ناتواں شخص کہنے لگا: جنید! تو رستمِ زماں ہے، تیری بڑی عزت ہے اور تجھے بادشاہ سے روزینہ (تنخواہ) ملتی ہے لیکن دیکھ میں غریب سید ہوں، میرے گھر میں اس وقت پریشانی اور تنگی ہے۔ آج اگر تو گر جائے تو تیری عزت پر وقتی طور پر حرف آئے گا۔ لیکن میری پریشانی دور ہو جائے گی۔ اس کے بعد اس نے کشتی لڑنا شروع کر دی۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حیران تھے کہ اگر چاہتے تو بائیں ہاتھ سے اسے نیچے پٹختے تھے مگر اس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا واسطہ دیا تھا۔ یہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تھی، جس سے جنید کا دل پسچ گیا۔ انہوں نے دل سے فیصلہ کیا کہ جنید! اس وقت اپنی عزت کا خیال ترک کر دے، تجھے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں عزت مل جائے گی، یہی تیرے لئے بہترین سرمایہ ہے۔ چنانچہ ٹھوڑی دیر پہنچے آزمائی کی اور اس کے بعد جنید خود ہی چپت ہو گئے اور وہ کمزوران کے سینے پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے انہیں گرا دیا۔ بادشاہ نے کہا، نہیں نہیں ہرگز نہیں کوئی وجہ بن گئی ہوگی۔ لہذا دوبارہ کشتی کروائی جائے۔ چنانچہ دوبارہ کشتی ہوئی جنید خود گر گئے اور اسے اپنے سینے پر بٹھالیا۔ بادشاہ بہت ناراض ہوا اس نے جنید کو بہت زیادہ لعن طعن کیا، یہاں تک کہ اس نے کہا کہ جی چاہتا ہے کہ تمہیں بے عزت کر کے پورے شہر میں پھراؤں، تم اتنے کمزور آدمی سے ہار گئے۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے وقتی ذلت کو برداشت کر لیا۔ گھر آ کر بتایا تو بیوی بھی پریشان ہوئی اور باقی اہل خانہ بھی پریشان ہوئے کہ تم نے اپنی عزت کو آج خاک میں ملا دیا مگر جنید کا دل مطمئن تھا۔ چنانچہ اس قربانی کی بدولت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بڑے اولیاء اللہ میں شمار ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بشارت دی، جنید تو نے میری اولاد پر رحم کیا اور عزت بخشی اس لئے تجھے اللہ تعالیٰ اولیائے کاملین میں شامل کر لیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو طریقت کا امام بنا دیا اور آپ سلطان العارفین کہلائے۔

اے لوگو، بیٹھ جاؤ

مَنْ يُطِيعُ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ - ترجمہ: جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں خطبہ دے رہے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر تعداد مسجد میں جمع تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو بغور سن کر ذہن نشین کر رہی تھی۔ اتنے میں عاشق رسول اور شاعر اسلام حضرت عبداللہ راحہ انصاری مسجد کے پاس پہنچے تاکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو سننے کا قیمتی موقع ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ وہ مسجد کے قریب پہنچے لیکن ابھی مسجد میں داخل بھی نہ ہونے پائے تھے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

اجلسوا! (اے لوگو! بیٹھ جاؤ)

جب یہ آواز حضرت عبداللہ ابن راحہ رضی اللہ عنہ کے کان تک پہنچی تو وہ جہاں تھے وہیں رک گئے، ان کے دل میں متابعت رسول، فرماں برداری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبات کی ایک ہوک سی اٹھی اور وہ مسجد نبوی سے فاصلے پر جہاں کے تہاں بیٹھ گئے۔ ”یہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اس کی تعمیل میں غفلت نہ ہونے پائے۔“ یہ ان کے دل کی آواز تھی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبداللہ ابن راحہ کا یہ واقعہ پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت مسرت کے عالم میں ان سے (حضرت عبداللہ سے) فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہارے دل میں اللہ اور رسول اللہ کی اطاعت کا جذبہ اور زیادہ کرے۔“

اس واقعہ سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینوں میں اطاعت رسول کا سمندر کس طرح موجزن تھا اور ان کو عشق فرماں برداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کس درجہ کمال حاصل تھا۔ باوجودیکہ اجلسوا کا حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

رو برو بیٹھنے والوں کے حق میں تھا مگر یہ کیونکر ممکن تھا کہ ایک عاشق رسول جس نے اس حکم کی سماعت کر لی ہو وہ غائبانہ بھی اس حکم کی اطاعت و فرماں برداری نہ کرے بلکہ فوراً اور بروقت کرے، یہی عشقِ محبت اور فرماں برداری و اطاعت گزاری کی معراج اور کمال ہے۔

### احساس ایک عظیم دولت

خالق کائنات نے ہمیں شعور و وجدان کی جن نعمتوں سے نوازا ان میں ایک نفسیاتی دولت کا نام ”احساس“ ہے جو شروع سے لے کر آخر تک اس کے دم کا ساتھی اس کے وجود میں رچا بسا نظر آتا ہے۔ ہر شخص اپنے محسوسات کی بابت بولتا اور سمجھتا ہے لیکن یہ سمجھنا زیادہ تر حالات میں محض رسمی اور سطحی نوعیت کا ہی ہوتا ہے حقیقی معنی و مفہوم اور اس کے تقاضوں کو پالینا اور محسوس کر لینا صاحبِ نصیب کے ہی حصہ کی بات ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہی ”احساس“ جس وقت انسانی وجود میں شدت اختیار کر لیتا ہے اور اپنے درجہ کمال پر پہنچ جاتا ہے تو ایک ایسے طاقت ور محرک کی صورت اختیار کر لیتا ہے جو زندگی کے رخ کو ہی بدل کر رکھ دیتا ہے۔ ایسی بے چینی اور تڑپ، غیرت اور عزت نفس کی ایسی چیخ پیدا کر دیتا ہے جو کسی بڑے طوفان سے اسے ہمکنار کرنے کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔ اپنے مقام و منصب کو سمجھنے کا سلیقہ بخش دیتا ہے اور راستے کی صعوبتوں کو سہنے میں معاون و مددگار نظر آتا ہے۔ آج جب کہ انسانی دل و دماغ اخلاقی و روحانی نظام سے بے تعلق، بے حس اور مردہ ہو چکے ہیں بڑے سے بڑا صدمہ، حادثہ اور دھماکہ بھی ہمارے وجود کو ہلا نہیں پاتا ہے، قلوب و اذہان کے سُن پن اور اعصابی و نفسیاتی بے حس کو دور نہیں کر پاتا ہے جب کہ پہلے کے ادوار میں ایک معمولی سا احساس اپنی تمام تر پاکیزگی اور شدت اثر کے ساتھ حساس طبائع کو بڑی تیزی کے ساتھ متاثر کر دیتا تھا۔ تاریخ و سیر کی کتابوں میں ایسے

بے شمار واقعات بھرے پڑے ہیں۔ یہاں ایسے ہی واقعہ کی نشاندہی کرنا اور اس سے سبق حاصل کرنا مقصود ہے۔

صاحبِ کشفِ الحجب حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ابوعلی شفیق بن ابراہیم ازدی (جو حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہیں) کی توبہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (انوار الازکیہ صفحہ: ۲۴۰ ترجمہ تذکرۃ الاولیاء)

### اللہ ہی ہمارا رب ہے تو فکر کس بات کا

ایک دفعہ بلخ میں ایسی شدید قحط و خشک سالی کی کیفیت پیدا ہوئی کہ آدمی آدمی کو کھانے لگا۔ مخلوق خدا سخت پریشان تھی اور عوام الناس مالی کشائش نہ رہنے کی بنا پر دانہ دانہ کو ترس رہے تھے۔ لوگوں نے دیکھا کہ ایک ادنی غلام بے رونق بازار میں (جہاں بے حد گرانی اور اجناس و اشیائے خوردنی کی قلت کے وجہ سے عوام و خواص کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور مشکل سے کسی شخص کو اپنی ضروریات کا کوئی مختصر حصہ خریدنے کی ہمت ہو رہی تھی) نہایت خوش و خرم، بات بات پر ہنساتا اور خوشی کا اظہار کرتا پھرتا ہے۔ لوگوں کو اس کی حرکتوں پر سخت تعجب محسوس ہوا کہ ایسے پر فتن وقت میں جب تمام مسلمان سخت پریشان ہیں یہ اس قدر بے فکر اور خوش باش کیوں نظر آتا ہے۔ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بڑے تعجب کے ساتھ اس غلام سے دریافت کیا کہ اے غلام یہ کیا موقع ہنسنے اور خوشی منانے کا ہے؟ کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ لوگ بھوک کے سبب سے مرے جاتے ہیں۔

غلام نے نہایت پرسکون لہجے میں جواب دیا کہ مجھے رنج و غم اور مالی و معاشی تفکرات سے کیا کام۔ میرا آقا تو ایک بھر پور گاؤں کا مالک ہے۔ یعنی ایک پورے گاؤں کی ہزاروں بیگہ زمین پر قابض اور مالک و متصرف ہے ساتھ ہی ساتھ میرے مالک کے ملک و تصرف میں کوئی دوسرا شخص اس کا شریک اور حصہ دار بھی نہیں (جو

اس کے ذرائع آمدنی میں کچھ کمی کر سکے) اس کیگو داموں میں سیٹروں من اناج، خشک کھجور اور انجیر بھرا ہوا ہے۔ اس وجہ سے میں بے فکر اور آسودہ حال ہوں کہ اس خشک سالی اور محرومی میں بھی مجھ کو اپنے زمیندار مالک کی زمینوں سے ضرورت بھر غلہ اور رزق فراہم ہو ہی جائے گا، چاہے باقی لوگوں کو حاصل ہو یا نہ ہو وہ مجھے ہرگز بھوکا نہ رہنے دے گا اور کبھی تباہ حالی میں نہ چھوڑے گا۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اس غلام کا بیان سن کر بے خود ہو گئے اور انہیں اس کی باتوں پر بے حد عبرت و ندامت حاصل ہوئی۔ آپ فوراً خدا تعالیٰ کے حضور میں عرض گزار ہوئے کہ اے بار خدایا! یہ غلام اس خواجہ کا ہے جس کی ملک میں صرف ایک گاؤں ہے اور یہ غلام اپنے مالک مجازی کے اختیارات و تصرفات پر مغرور ہو کر اتنی خوشیاں منارہا ہے کہ تیری مخلوق میں ہر خاص و عام حیرت زدہ ہے۔ اور جب کہ آپ مالک الملک ہیں اور ہماری روزی کلی طور پر آپ کے اختیار میں ہے، اس حقیقت کو سمجھنے کے باوجود ہمارے دل پر اتنے زیادہ غم ہیں کہ جن کا کوئی شمار نہیں۔ بس یہ خیال آتے ہی دنیاوی مصروفیات سے آپ نے ہاتھ موڑ لیا اور راہ حق پر چل پڑے۔ اس کے بعد تا عمر کبھی بھی آپ نے روزی کا غم نہ کھایا۔ اور بڑے فخر کے ساتھ حقیقت کا اعتراف کرتے کہ میں تو ایک غلام کا شاگرد ہوں اور میں نے جو کچھ بھی پایا ہے اسی سے پایا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں حقیقی فہم و بصیرت عطا فرمائے۔ ہمارے احساس کو جلا بخشے۔ اپنے اولوالعزم اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور دارین میں ہم سبھوں کو حقیقی صحت و سلامتی اور سرفرازی و سعادت مندی کی نعمتوں سے بھر پور حصہ عطا کرے۔ امین ثم آمین۔ محرمت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

اسلام کے نزدیک سب برابر ہیں

قال اللہ تعالیٰ: بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ. (البقرہ ۸۱)

ترجمہ: ہاں (ہمارا قانون یہ ہے) جس نے جان کر برائی کی اور گھیر لیا اس کو اس کی خطا نے، تو وہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جبکہ ابن اہم غسانی جو کہ ملوک غسان میں سے تھا مسلمان ہوا موسم حج میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا ایک دوسرا غریب آدمی بھی ساتھ ساتھ طواف کرتا تھا اتفاق سے اس غریب آدمی کے پاؤں تلے اس کی ازار کا کنارہ دب گیا جبکہ آگے بڑھا تو اس کی لنگی کھل گئی اور برہنہ رہ گیا چوں کہ وہ اپنے کو بہت بڑا آدمی سمجھتا تھا اور یہ دوسرا شخص نہایت غریب آدمی تھا لہذا اس کو بہت غصہ آیا اور اس نے ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ اس بیچارہ کا دانت ٹوٹ گیا وہ شخص اس حالت کو لئے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا کہ امیر المؤمنین جبکہ نے میرا دانت توڑ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جبکہ کو ہمارے پاس بلاؤ۔ صاحب غور کیجئے یہ امتحان کا مقام ہے کہ ایک بادشاہ کو ایک غریب آدمی کے معاملہ میں پکڑ کر بلایا جاتا ہے۔ چنانچہ جبکہ کو لایا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے واقعہ دریافت فرما کر اس غریب شخص کو اجازت دی کہ جبکہ سے اپنا بدلہ لے لے۔ جبکہ نے جب یہ سنا تو طیش میں آ کر یہ کہا کہ امیر المؤمنین مجھ کو اور ایک معمولی غریب آدمی کو کس چیز نے برابر کر دیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسلام نے، اور اسلام میں امیر غریب سب برابر ہیں تم نے اس کا دانت توڑا تمہارا دانت ضرور توڑا جائے گا۔ دیکھئے یہ ہے اخوت اسلامی۔ اور آج امراء و رؤساء کا عالم ہی اس عالم سے نرالا ہے غرباء کو وہ گویا انسانیت ہی سے خارج سمجھتے ہیں۔ غرض یہ تو حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کا امتحان تھا جس میں پورے اتر گئے، جبکہ کا امتحان ہے دیکھیں کیا سمجھ کر ایمان لایا ہے، آیا کوئی دنیاوی غرض عز و جاہ کی ہے کہ مسلمان ذی عزت ہوتے چلے جا رہے ہیں ان کے ہم رنگ ہو جائیں گے تو ہم کو عزت نصیب ہوگی یا کہ محض طلبِ آخرت کے لئے ایمان لایا ہے، چنانچہ جبکہ کا امتحان ہوا اور وہ اس امتحان میں ناکام ثابت ہوا یعنی اس نے کہا کہ اچھا مجھے ایک دن کی مہلت مل سکتی ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ مل سکتی ہے اگر یہ شخص مہلت دے صاحبِ حق سے پوچھا گیا وہ بیچارہ اس قدر نیک دل تھا کہ اس نے اجازت دیدی جبکہ موقع پا کر رات کو اٹھ بھاگا اور رومیوں سے جا ملا اور بدستور سابق نصرانی ہو گیا۔ دیکھئے اس کو طلبِ صادق اور محبتِ واقعی دین سے نہ تھی کہ ذرا وہی ذلت کے خوف سے دین چھوڑ دیا جس کا نتیجہ ابدالآباد کی ذلت ہے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جبکہ اپنے اس واقعہ پر ہمیشہ افسوس کیا کرتا تھا اور کہتا تھا اے کاش! میں اسلام پر قائم رہ جاتا لیکن اس کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے ارتداد لکھا تھا اس لئے کہ ایمان اور تکبر ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

### علم اور معرفت دو الگ شے ہیں

سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم اور معرفت دو الگ الگ شے ہیں، ایک طرف ہمیں حقائق کا فہم ہو اور دوسری طرف حقائق کا ادراک تو پہلے کو علم اور دوسرے کو معرفت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

علم کی منزل میں ہمارا سابقہ مجرد الفاظ و معانی یا جزوی تجربات و نتائج سے رہتا ہے جب کہ معرفت کی منزل پہ پہنچ کر ہمیں زندگی کے زندہ تقاضوں اور کلی حقائق کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ علم ہمیں آفاق کی خبریں فراہم کرتا ہے جو ہماری یادداشت کے خانوں میں محفوظ ہوتی جاتی ہیں جب کہ معرفت ہمارے اندر سے حقائق آشکارا کرتی ہے، جس کی روشنی ہماری نبض حیات کے ساتھ تیز تر ہوتی جاتی ہے۔

علم کے باب میں (Coloms) اور عناوین کی تقسیم ہوتی ہے۔  
(۱) سائنس کا کالم الگ اور پھر اس کے مختلف ذیلی عناوین۔  
(۲) دین کا کالم الگ اور اسکے متعدد شعبوں کے اعتبار سے مختلف ذیلی عناوین۔  
(۳) صنعت و فن کا کالم الگ اور پھر اس کے منج و نظریات کی وضاحت میں مختلف ذیلی عناوین۔

جب کہ معرفت کے باب میں آپ کو صرف ایک ہی طاقت کام کرتی نظر آئے گی۔ جس کا تعلق کائنات کی عظیم قدرت سے ہوتا ہے۔ جہاں بظاہر ایک چھوٹی سی آجورواں ہوتی ہے لیکن اپنا رشتہ بحر بے کراں سے رکھتی ہے۔

### علوم و معارف کی وحدت میں قائدین کا کردار

آج انسانی علوم و فنون کے ہر میدان میں ہمیں مخلصین کی سخت ضرورت ہے جو اپنے اپنے شعبوں میں امام و قطب نما کی حیثیت رکھتے ہوں اور جو اپنا سرمایہ حیات اپنے خاص میدان کے لئے وقف کرنے کو تیار ہوں۔ نہ صرف جذبہ قربانی لے کر بلکہ پوری آمدگی و سرشاری کے ساتھ۔ اس عابد شب زندہ دار کی طرح، جو خوشی خوشی اپنا وجود اپنے معبود پہ قربان کر دینے کا حوصلہ رکھتا ہو۔

لیکن ہمیں یہ بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ یہ ماہر فن یگانہ روزگار شخصیات اس کی صلاحیت ہرگز نہیں رکھتیں کہ وہ کاررہبری بھی انجام دے سکیں۔ اس لئے کہ رہبر تو ہمیشہ وہ عالی ترین روحانی ملکات کے حامل افراد ہی ہوا کرتے ہیں۔ جن کے سینوں میں وہ مقدس ایمانی شعلہ فروزاں ہوتا ہے، جس کی گرمی سے معرفت کا ذرہ ذرہ تابدار اور جس کی ضوفشانی سے شاہراہ حیات کا ہر گوشہ آبدار بن جاتا ہے اور جو بیک وقت تمام تر جزئیات و عنوانات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ایک مقصد بلند کی طرف تیز گام و چست خرام بھی رہتے ہیں۔

یہی وہ قائدین ہوتے ہیں جو اپنی نگاہ بصیرت سیاست وحدت کو پالیتے ہیں، جو علم و فن اور عقیدہ و عمل کے متعدد کینوس پر جلوہ نما ہوتی ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر ان کے نزدیک ہر چیز کو اس کا جائز مقام ملتا ہے، نہ کسی کی بیجا تحقیر ہوتی ہے اور نہ ہی کسی کی حد سے بڑھ کر توقیر۔ وہیں کچھ کم نظر و بے بصرا ایسے بھی ہوتے ہیں، جو اپنے کور بنی سے یہ باور کراتے ہیں کہ بظاہر ان الگ نظر آنے والی طاقتوں میں بعد المشرقین ہے اسی لئے ان کے یہاں علم و دین کے درمیان نزاعی معرکے گرم رہتے ہیں۔

اور وہ فنون و صنعت کو محض ہنر کا نام دے کر اور خودی کی طاقت کو تصوف جامد ٹھہرا کر حقیر جاننے و گردانتے ہیں جب کہ یہ دلیل کم نظری ہے کہ وہ ایک ہی چشمہ حیواں سے ابلنے والی طاقتوں اور بلند ہونے والے فنواروں کو جدا جدا جانتے ہیں۔

اس کے بالمقابل جو قائدین عظیم ہوتے ہیں ان کی نظر حقیقت شناس اس وحدت کو جان لیتی ہے جو ان کے پیچھے کار فرما ہوتی ہے اور یہی وہ امتیاز ہے جس میں ان کے کارہائے نمایاں کارا ز پہنا ہوتا ہے۔ (علامہ اقبال نے کہا)

یہ آج جو کی روانی یہ ہمکناری خاک

میری نگاہ میں ناخواب ہے یہ نظارہ

ادھر نہ دیکھ، ادھر دیکھ اے جوان عزیز

بلند زورِ دوں سے ہوا ہے نوارہ

ایسے لعل و جواہر تاریخ انسانی کی کوکھ سے کبھی کبھی ہی جنم لیتے ہیں لیکن ان کے دم اور نفس گرم سے ایک عالم سیراب اور نخل تمنا شاداب ہو جاتا ہے بس جو طاقتور ذات اس کائنات کی حقیقی نگران ہے وہی انہیں تراشتی ہے اور جب ضرورت پڑتی ہے انہیں عالم امکان کی طرف بھیج دیتی ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے  
بڑی مشکل سے ہتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

(ماخوذ سوانح سید قطب شہید)

### پیر بنانا لازمی نہیں

وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هَدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ.

اور جو مضبوطی سے پکڑتا ہے اللہ (کے دامن) کو تو ضرور پہنچایا جاتا ہے

اسے سیدھی راہ تک۔ (سورہ آل عمران ۱۰۱)

مشائخ کے تجارب فرض یا وجوب کی حیثیت نہیں رکھتے لیکن استحسان کا درجہ یقینی ہے۔ اس طرح اگر کوئی شخص تدریس بطریق تصوف جس میں تقرب بالفرائض اور نوافل کی سہولت اور آسانی ہے، اختیار کرے تو قابل اعتراض نہیں۔ سلفاً عن سلف یہ طریق رائج رہا اور باکمال تبعین سنت کا ہر دور میں اثر رہا، انکار کی گنجائش نہیں۔ یہ ضرور ہے کہ تصوف صور نوعیہ کا مقتضاء نہیں بلکہ صور شخصیہ کا تقاضا ہے۔ اسی بنا پر شریعت نوع انسانی کے لئے فرض ہے، مگر طریقت مستحسن ہے۔ صور شخصیہ کے لئے جن کو کرید اور تجسس بیداری، دور فہمی، کمالات اور تقرب حاصل کرنے کیلئے بے چین کئے رہتی ہے ان اشغال کا کسی تجربہ کار باعمل سے لینا اور سیکھنا ضروری ہے۔

شیخ الطریقت حافظ حامد حسن صاحب علوی کوٹریا پار میں ماسٹر عیسیٰ صاحب کی لڑکی کی شادی میں شریک ہوئے۔ اثنائے گفتگو من لیس لہ شیخ فشیخ الشیطان۔ کا مفہوم حاضرین سے پوچھا۔ اس قول کے ظاہری معنی سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کے لئے شیخ ضروری ہے جس سے بعض لوگ پیری مریدی کو ضروری اور لازمی ثابت کرتے ہیں۔ حضرت مرشدنا رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ پیر بنانا لازمی نہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر طریقت کے انداز پر کوئی مشغول کرتا ہے تو کسی کی اجازت

سے کرنا چاہئے۔ جو تجربہ اور عمل کی بنا پر نورانیت حاصل کئے ہوئے ہو اور صاحبِ مجاز ہو، ورنہ بلا اجازت تجاربِ مشائخ کو کرنا، پریشانی کا باعث ہوتا ہے اور اکثر ان کی اصطلاح میں رجعت ہو جاتا ہے یعنی الٹا اثر ہوتا ہے۔ اس طرح پر اس مقولہ کا مفہوم یہ ہوا کہ جو شخص طریقت کے اشغال کی خواہش رکھتا ہے وہ کسی صاحبِ مجاز کی طرف رجوع کرے۔ ماثورہ اور اد پر جن کے لئے ہر امتی کو رسول اللہ ﷺ کی اجازت بنا پر نورانیت حاصل ہے ان پر شیطان کے اثر کا کوئی شبہہ نہیں، ماثورہ عدد کا لحاظ ضروری ہے۔

خلاصہ یہ کہ ابراری انداز پر جو اور اد وظائف پڑھے جائیں اور وہ کسی سلسلہ کے نہ ہوں، ماثورہ ہوں، اجازت کی ضرورت نہیں۔ امتی ہونا کافی ہے۔ لیکن تجاربِ مشائخ کی انجام دہی کے لئے ضروری ہے کہ کسی شیخ سے اجازت ہو اور اسکی صحبت۔ شریعت ایک بے خطر وسیع شاہراہ ہے جس پر کوئی خطرہ نہیں۔ کوئی رہو آج تک اس راہ میں بھٹکا نہیں۔ لیکن طریقت کی راہوں میں پیچیدگیاں ضرور ہیں کہ:

بدریا در منافع بے شمار است

یعنی دریا میں نفع بے حساب ہے۔

اس لئے موتی کے متلاشی کو غوطہ خور اور تہہ رس کی مصاحبت اور اس کی تعلیم ضروری ہے ورنہ دام ہر موج میں ہے حلقہ صد کام نہنگ (دریا کی) ہر لہر میں ننگے مگر مچھ کے شکار کے سو پھندے (Traps) ہیں۔

(ماخوذ از سوانح حیات شیخ الطریقت الحاج الحافظ حامد حسن علوی باب چہارم، دعوت و تبلیغ مگر اوہ عظیم گڈھ)

☆☆☆

## قطرہ

از دیوان مولانا جلال الدین رومی

زخلق احمد مختار مستم احمد مختار ﷺ کے خلق عظیم سے مست ہوں

زہرے حیدر کترار مستم (اور) علی حیدر کرار کرم اللہ وجہ کی محبت سے

مست ہوں

نسیمرے یافتم از صبح توفیق توفیق ازل سمجھے نسیم سحر (صبح کی ٹھنڈی اور

فرحت بخش ہوا) حاصل ہو

زطیب روضہ اشجار مستم (اور) روضہ اطہر کے درختوں کی خوشبو سے

مست ہوں

چومن مستم زمرے ہائے الہی مجھے مست دیکھ کر لوگ کہتے ہوں گے کہ شراب

سے مست ہے

نہ از مرے ہاکہ از دیدار مستم (حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ) میں شربت

دیدار سے مست ہوں

زمشک وعود و عنبر گشتہ فارغ مشک، عود اور عنبر کی مجازی خوشبو سے فارغ اور

بے نیاز ہوں

زبوائے طرہ دلدار مستم (اور) محبوب کی زلفوں کی مست کن خوشبو سے مست ہوں

سحر گہ ہاتفے در دار پیغام صبح سویرے جو ہاتفِ نبی نے مجھے (میرے محبوب کا) پیغام دیا

ازاں بوائے خوش آن یار مستم اس کے بعد سے اپنے محبوب کی اسی خوشبو سے مست ہوں

بیامے زاہد شوریدہ احوال اے حال پریشاں رکھنے والے نام نہاد عبادت گزار آ

کہ من از عطر آن خمّار مستم (اور دیکھ کہ) میں اس (معرفت کی) شراب پیچنے والے (محبوب حقیقی) کی خوشبو سے مست ہوں

تواز اسلام مے لافی و طاعت اے زاہد (اے بظاہر عبادت گزار نظر آنے والے شخص) تو اپنی مسلمانیت اور اپنے زہد و تقویٰ پر نازاں ہے

من از احسانِ آن غفّار مستم (جب کہ) میں تو اس غفار کے لطف و کرم سے مست ہوں

چو منصورم درین انوار تو حید انوار تو حید سے (انوار تو حید کی شدت و کثرت سے میں بھی منصور حلاج کی مانند

انا الحق گفتم و بردار مستم انا الحق کہتا ہوں (اور بطور سزا کے) تختہ دار پر چڑھ کر مست ہوں

من از یک تار زلفش بوائے بردم میں تو محبوب حقیقی کی زلف کے ایک بال سے خوشبو حاصل کر کے مست ہو گیا ہوں

کہ از بوائے خوش تاتار مستم اس لئے کہ بس یہی (بے مثال) خوشبو مجھ (سوختہ جاں عاشق کو مست خرام رکھنے کے لئے کافی ہے

نسیمے یافتم از شمس تبریز مجھے (مرد کامل) شمس تبریزی کے وسیلے سے یہ خوشبو حاصل ہوئی ہے

کہ من زان سالک اسرار مستم اس لئے کہ اس سالک پر اسرار کے فیض وجود سے میں مست ہو گیا ہوں

خمش گردم نخواہم گفت دیگر اب میں خاموشی اختیار کرتا ہوں اور مزید گفتگو سے احترام کرتا ہوں

کہ در انوار و در اطوار مستم کیوں کہ میں محبوب حقیقی کے انوار و اطوار سے مست ہوں

(اگر آخری مصرعہ کو حضرت شمس تبریزی کی منقبت میں سمجھا جائے جیسا کہ شعر دس میں گزرا ہے تو ترجمہ یوں ہوگا: ”کیوں کہ میں مرشد کامل کے جمال انوار اور حسن اطوار سے مست ہوں“۔

ایسا لگتا ہے کہ عالی مرتبت شاعر نے آخری دو اشعار اپنے شیخ کامل حضرت شمس تبریزی کی مدحت و منقبت میں کہے ہیں۔

عارفانہ اقوال حضرت ذوالنون مصریؒ

وَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ يَهْدِ اللَّهُ قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔

اور جو شخص اللہ پر ایمان لے آئے اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ (سورۃ التغابن)

● بہت بڑا پردہ نفس کی آنکھوں کا پردہ ہے کہ منہیات پر نظر نہ کر سکے۔

- حکمت اس معدے میں کہ کھانے سے پرہیز نہیں پکڑتی ہے۔
- استغفار کرنا اور گناہوں سے باز نہ رہنا جھوٹوں کی توبہ ہے۔
- بہت خوش حال ہے وہ شخص جس کے دل کا لباس پرہیزگاری ہے۔
- جسم کی تندرستی کم کھانے میں ہے اور روح کی تندرستی کم گناہ کرنے میں ہے۔
- جو شخص مصیبت میں مبتلا ہو اور صبر کرے تعجب نہیں آتا بلکہ تعجب تو ایسے شخص پر آتا ہے کہ کسی بلا میں مبتلا ہو کر بلا پر راضی رہے۔
- جب تک آدمی خدا سے ڈرتے رہیں گے کام کے رہیں گے اور جب کہ اس کا خوف ان کے دل سے نکل جائے گا گمراہ ہو جائیں گے۔
- اگر تجھ کو لوگوں کی محبت ہے تو آرزو مت رکھ کہ کبھی بھی تجھے خدا سے محبت ہوگی۔
- میں نے کوئی چیز خلوت سے بڑھ کر اخلاص تک پہنچانے والی نہیں دیکھی۔
- اس لئے کہ جو خلوت اختیار کرتا ہے خدا کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا۔
- صوفی وہ ہے کہ جب کچھ کہے تو اس کی گفتگو اس کے حال کی حقیقت ہو
- یعنی ایسی بات نہ کہے کہ اس میں موجود نہ ہو اور جب چپ رہے تو اس کا معاملہ اس کا حال بیان کرنے والا ہو۔
- اگر زندگی ہے (اگر زندگی میں فرصت کے اوقات ہیں) تو ایسے مردوں کی صحبت میں رہے کہ جن کے دل پرہیزگاری سے زندہ ہیں اور ان کی خوشی ذکر مولیٰ ہے۔
- خدا تعالیٰ کے ساتھ موافقت سے رہ اور خلق کے ساتھ نصیحت سے رہ اور نفس کے ساتھ مخالفت سے رہ۔
- میں نے کوئی طبیب نادان ایسا نہیں دیکھا کہ جو مستوں کا مستی کے وقت میں معالج کرتا ہے یعنی جو شخص ایسے آدمی کو جو دنیا کی ہوس کے نشہ میں بے ہوش ہے نصیحت کرتا ہے بے فائدہ کام کرتا ہے۔

- مست کی دوا نہیں مگر یہ کہ جب ہوشیار ہو جاوے توبہ سے اس کی دوا کریں۔
- خدا تعالیٰ اپنے جس بندے کو عزیز کرتا ہے اس کے نفس کی خواری اس کو دکھاتا ہے اور جس کو ذلیل کرتا ہے اس کے نفس کی خواری اس سے چھپاتا ہے تاکہ اپنے نفس کی ذلت کو نہ دیکھے۔
- عارف ہر گھڑی خوف زدہ رہتا ہے اسلئے کہ اس کو ہمہ وقت قرب حق حاصل ہے۔ لوگوں نے پوچھا عارف کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایسا شخص ہوتا ہے کہ مخلوق کے درمیان رہتا ہے اور پھر ان سے جدا رہتا ہے۔ (انوار الاذکیاء ترجمہ تذکرۃ الاولیاء)

### تجاربِ صوفیائے کرام

- إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ۔
- بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو ان کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔ (سورہ تین: ۶)

### شیخ حسام الدین لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

- شیخ حسام الدین لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ماں باپ کا مرتبہ نہایت بلند ہے۔ اگر کوئی مصیبت میں گرفتار ہو تو وہ اپنے ماں باپ کی قبر پر جا کر دعاء مانگے تو اللہ تعالیٰ ان کی مشکل آسان کر دیتا ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ نفس کا فرہے اور حسب ذیل باتوں کے سوا نہیں مرتا:

- (۱) اللہ کی مدد (۲) خاموشی (۳) بھوک (۴) تنہائی (۵) خلق کے میل جول کو ترک کرنا (۶) ہر وقت خلوت میں اللہ کو یاد کرنا

(حوالہ: صفحات: ۳۶۷-۳۶۸ مدینۃ الاولیاء مولف: مورخ لاہور محمد دین کلیم قادری ناشر اسلامک فاؤنڈیشن لاہور)

### علامہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

- علامہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو کلام پاک حفظ نہ تھا۔ اس بات سے بہت فکر

مندرتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک رات اسی پریشان میں سو گئے، خواب میں اپنے مرشد خواجہ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا، انہوں نے پوچھا: کیا بات ہے بہت پریشان دکھائی دیتے ہو۔ خواجہ ابو یوسف نے کہا: اس کا باعث کلام پاک ہے، جو یاد نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا: ۱۰۰ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھو، اس کی برکت سے کلام اللہ تمہارے سینے میں محفوظ ہو جائے گا۔ جب خواجہ ابو یوسف چشتی بیدار ہوئے تو اپنے شیخ کی ہدایت پر عمل کیا، نتیجہ کے طور پر اللہ کے فضل و کرم سے کلام اللہ ان کے سینے میں محفوظ ہو گیا۔

(حوالہ: صفحہ ۳۱، سیرالاولیاء مولفہ سید محمد بن مبارک کرمانی الملقب بہ میر خور دیا میر خور مد حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ)

### دانت کا علاج

جو شخص عشاء کے وتر میں پہلی رکعت میں والتین، دوسری میں کافرون اور تیسری میں اخلاص پڑھے گا اور اس کا عامل رہے گا کبھی دانت کے مرض میں مبتلا نہ ہوگا۔

### بو اسیر کا علاج

جو شخص فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں الم نشرح اور دوسری میں اخلاص پابندی سے پڑھے گا اس کو بو اسیر کا مرض تکلیف نہ دے گا۔ (حوالہ: نسخہ جات (۳) + (۲) خواجہ محمد عبدالخالق نقشبندی مجددی والہی کوٹ واقع پنجاب متوفی ۷ جون ۱۹۳۱ء سے منقول ہیں)

### دماغ کا علاج

ایک بزرگ کے سر میں دوخہ (بیماری جسے خلل دماغ کہتے ہیں) پیدا ہو گیا۔ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر اپنا مرض بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خرفہ، سونٹھ، لونگ، بالچھڑ اور جائے پھل ہر ایک سے آدھا درم اور کلونجی ۲ درم لے اور سب کو ملا کر پیس لے اور تھوڑے پانی میں جوش دے، جب خوب پک جائے تو شہد ڈال کر قوام بنا لے، پھر اس میں تھوڑا لیمون نچوڑ کر پی لے۔ ان بزرگ نے ایسا ہی کر کے استعمال کیا اور شفا پائی۔ (خبر الموائس جلد دوم: ص ۲۲۸)

### آنکھ کا علاج

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مری آنکھ میں سفیدی پڑ گئی تھی۔ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہد میں مشک ملا کر آنکھ میں سرمہ کی طرح لگا۔ (خبر الموائس، جلد دوم، ص: ۲۳۷)

(نوٹ: نسخہ جات (۳) تا (۶) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حصہ اول مولفہ محمد عبد المجید صدیقی ایڈوکیٹ، صفحات:

۳۳۰، ۱۹۸ اور ۱۹۸، پر مذکور ہیں)

(تجارب صوفیاء سے متعلق مخصوص نسخہ جات کے استعمال کیلئے مرشد کامل کی اجازت و رہنمائی ضروری ہے)۔

### بندوں پر انعامات الہی

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْسِبُوهَا - (سورہ ابراہیم ۳۴) ”اور اگر تم گننا چاہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو تم ان کا شمار نہیں کر سکتے۔“

● اسرائیل نام ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کا، اس کے معنی ہیں عبد اللہ۔  
● حضرت عبد اللہ ابن عباس ایک مرتبہ سفر میں تھے، بیٹے کی وفات کی خبر دی گئی تو سواری سے اترے اور دو رکعت نماز پڑھی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا اور یہ فرمایا کہ ہم نے ویسے ہی کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ (اخرجہ سعید بن منصور وابن المنذر والحاکم وغیر ہم)

### شکر ادا کرنا

● بارگاہ خداوندی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار تو نے بے شمار نعمتیں مجھ کو عطا فرمائیں اور ان پر شکر کا حکم دیا۔ تیری نعمتوں کا شکر خود ایک عظیم الشان نعمت ہے پھر کس طرح شکر کروں، اللہ جل شانہ کی طرف سے ارشاد ہوا

کہ اے موسیٰ! بندہ کا یہ سمجھ لینا کہ جو نعمت بھی ہے وہ میری ہی طرف سے ہے۔ یہی بس اس کے لئے کافی ہے۔ (غازن)

### شہید کے درجات بلند

● شہید اگرچہ ظاہر امر گیا لیکن اسکی موت عام لوگوں کی موت نہیں۔ مرنے کے بعد انسان کی ترقی رک جاتی ہے اسلئے کہ روح کی ترقی کا ذریعہ بدن ہے۔ جب روح کا بدن سے تعلق ختم ہوا تو ترقی مراتب بھی ختم ہو گئے مگر شہید کی ترقی برابر جاری رہتی ہے۔ جس عمل سے اس نے جان دی ہے اسکا اجر برابر جاری رہتا ہے گویا کہ اب بھی وہ عمل کر رہا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب آدمی کر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر مجاہدنی سبیل اللہ کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

### شطنج کھیل اور انسان کا چہرہ

● کسی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ شطنج بھی عجیب کھیل ہے کہ باوجود مختصر سا طول و عرض ہونے کے ہزار مرتبہ بھی کھیلا جائے تو ایک بازی دوسری بازی کے موافق نہ پڑے گی تو جواب میں فرمایا کہ انسان کا چہرہ اس سے بھی عجیب ہے کہ باوجود آنکھ اور ابرو اور کان اور زبان وغیرہ کبھی اپنی معین جگہ سے سرمو تجاوز نہیں کرتے مگر اس کے باوجود ہر فرد و بشر ایک دوسرے سے جدا اور ممتاز ہے۔ خداوند ذوالجلال کی اس تقدیر اور تدبیر بے نظیر سے کارخانہ عالم چل رہا ہے ورنہ اگر سب ہم شکل ہوتے تو باپ بیٹے کو بھائی بھائی کو نہ پہچانتا۔ (تفسیر کبیر)

### چالیس کا عدد کیوں خاص؟

● اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چالیس رات کا وعدہ کیا۔  
”وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ“

ظَلِمُونَ“ تیس راتیں ذی قعدہ کی اور دس راتیں ذالحجہ کی، رات کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ رات کی عبادت میں مجاہدہ زیادہ ہے۔ رہا یہ امر کہ چالیس کا عدد کیوں خاص کیا گیا سو اس کی وجہ یہ ہے کہ اعداد کے مختلف مرتبے ہیں۔

آحاد (اکائیاں) عشرات (دہائیاں) مات (سیکڑے) ألوف (ہزار) جن سے دس کا عددنی حد ذاتہ فی نفسہ کامل اور مکمل ہے جیسا کہ حق جل شانہ کا ارشاد ہے: تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ (یہ دس کامل ہیں) بس جس چیز کی خاص طور پر تکمیل مقصود ہوتی ہے تو اس عدد یعنی دس کو چار گناہ کر لیا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کا خمیر چالیس دس تک کیا گیا اور حدیث میں ہے کہ بطن مادر میں چالیس روز تک لطفہ رہتا ہے، پھر چالیس روز تک علقہ (خون بستہ) پھر چالیس روز تک مضغہ (یعنی پارہ گوشت) اس کے بعد روح پھونکی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس عدد کو عروج اور ترقی سے کوئی خاص مناسبت ہے۔ پس جس طرح جسمانی عروج اور ترقی کے لئے چالیس کا عدد منتخب ہوا اسی طرح حق جل شانہ نے اپنی اس قدیم سنت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باطنی اور روحانی عروج اور ترقی کیلئے چالیس کا عدد خاص فرمایا:

### حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعاء

● سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا.  
(جس زمانے میں بنی اسرائیل وادی تیار میں حیران و پریشان پھر رہے تھے)  
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعاء سے ایک سفید ابر سایہ کے لئے بھیجا گیا تاکہ دھوپ کی تکلیف نہ ہو اور کھانے کے لئے من و سلویٰ نازل کیا گیا اور ایک نور کا ستون عطا کیا گیا جو اندھیری رات میں چاند کا کام دیتا تھا۔

## عزوة بدر میں فرشتوں کا نزول

● وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّانَ وَالسَّلْوَى.

قنادہ سے منقول ہے کہ غمام اس ابر کو کہتے ہیں جو سفید ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ یہ ابر نہایت ٹھنڈا اور پاکیزہ تھا ویسا ابر نہ تھا جو لوگوں میں معروف ہے بلکہ وہ اس قسم کا ابر تھا کہ جس میں عزوہ بدر کے دن فرشتے نازل ہوئے اور جس میں قیامت کے دن ملائکہ اور حق جل شانہ نزول اجلال فرمائیں گے۔ ابر دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ جو تجارت یا دھواں وغیرہ کے انجماد سے ظاہر ہو دوسرا وہ جو عالم غیب اور عالم مثال سے بغیر کسی سبب ظاہری کے ظہور میں آئے۔

## خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا مقام عالی

وَ اللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ اور اللہ خاص فرمالتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا افضل فرمانے والا ہے۔ (سورہ آل عمران ۱۰۵)

خواجہ بزرگ کی سیر و سوانح کے ضمن میں ہمارے معلومات اور موجود مآخذوں میں سیر الاولیاء وہ قدیم ترین کتاب ہے جس میں خواجہ بزرگ کا تذکرہ اور کچھ ملفوظات درج ہیں جن کا دوسرے تذکرہ نگاروں کے یہاں بھی اعادہ ہوا ہے لیکن بقول صاحب نقد ملفوظات (صفحہ: ۲۰) مولف سیر الاولیاء امیر خورد کرمانی نے سب سے اہم بات جو لکھی ہے وہ یہ کہ:

”آپ کی کرامات اور علوئے درجات کے ثبوت میں اس سے بڑی بات کیا ہو سکتی ہے کہ خواجہ بزرگ کے سلسلے سے وابستہ ہونے والے ایسے عظیم المرتبت انسان ہوئے ہیں اور انہوں نے بندگان خدا کی ایسی دست گیری کی ہے اور انہیں

دنیا کے مکرو فریب سے بچایا ہے کہ تا قیام قیامت ان کی عظمت کا غلغلہ فلک و ملک کے کانوں میں گونجتا رہے گا اور ان سے محبت کرنے والی مخلوق کو اس محبت کے طفیل، مقعد صدق میں جگہ ملتی رہے گی۔“

پھر مولف کہتا ہے کہ: ”اس آفتاب اہل یقین نے ہندوستان کو نور اسلام سے ایسا منور کر دیا ہے کہ آپ کی تعلیم و تبلیغ کی بدولت جو لوگ مسلمان ہوئے ان کی اولاد میں جب تک سلسلہ ایمان و اسلام کا جاری رہے گا، اس کا اجر و ثواب آپ کی بارگاہ باجاہ میں پہنچتا رہے گا۔“

اس میں کوئی شک نہیں کہ خواجہ بزرگ کی حیاتِ ظاہری کے زمانے میں ہزاروں انسان بیعت ارادت سے مشرف اور سعادت اندوز ہوئے اور آپ کی تعلیم و تبلیغ سے لاکھوں انسان حلقہ بگوش اسلام ہوئے، آپ کے وصال کو صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ہر زمانہ میں لاکھوں انسانوں کو فیض پہنچا اور آج بھی اس طرح جاری ہے۔

گیا دور حکومت اب تو حکمت کی ہی ہے باری  
جہاں میں ہر طرف علم و ہنر کی ہے علمداری

(حالی)

## حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ. ہاں جس نے بھی جھکا دیا اپنے آپ کو اللہ کے لئے اور وہ مخلص بھی ہو تو اس کے لئے اس کا اجر ہے اپنے رب کے پاس انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ (سورہ البقرہ ۱۱۲)

حضرت شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم بن شیخ وجیہ الدین - نسباً فاروقی تھے۔ اپنی تصنیف ”انفاس العارفین“ میں آپ نے ”اجزاء الطیف فی ترجمۃ العبد

الضعیف“ کے عنوان سے اپنے مختصر حالات لکھے ہیں۔ آپ کے حالات اسی سے یہاں نقل کئے جا رہے ہیں۔

۴/شوال بروز چہار شنبہ ۱۱۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنی پیدائش کے وقت کو علم نجوم کے حوالے سے خود بیان فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ یہ سال علویین کے قرآن کا سال تھا۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والدین اور دیگر بزرگوں کو آپ کے بارے میں بشارتیں ہوئی۔ پانچ سال کی عمر میں مکتب میں بٹھائے گئے، سات سال کی عمر میں حضرت شاہ عبدالرحیم قدس سرہ نے آپ کو نماز کے لئے کھڑا کر دیا۔ اسی سال آپ نے کلام پاک ختم کیا اور عربی و فارسی کی۔ چودہ سال کی عمر میں آپ کی شادی ہوئی۔ پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم متداولہ کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ اسی عمر میں اپنے والد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سے بیعت کر کے اشتغالِ صوفیہ خصوصاً مشائخِ نقشبند کے اشتغال میں مصروف رہے۔ فرماتے ہیں کہ ان کی توجہ اور تلقین سے بہرہ ور ہوتے ہوئے ان سے آدابِ طریقت کی تعلیم اور خرقة صوفیہ حاصل کر کے اپنے روحانی سلسلے کو درست کر لیا۔

اسی سال آپ نے بیضاوی کا کچھ حصہ پڑھا تو آپ کے والد ماجد نے ایک عام دعوت کا اہتمام کیا اور آپ کو درس کی اجازت عطا فرمائی۔ آپ نے مکمل تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور جو کچھ ان سے پڑھا تھا اس کا ذکر کیا ہے۔

### درسِ نظامی کی کتابیں

علم حدیث میں کتاب البیج سے کتاب الآداب تک کا حصہ چھوڑ کر باقی مکمل مشکوٰۃ پڑھی۔ بخاری کتاب الطہارت تک۔ شمائل ترمذی مکمل۔ تفسیر بیضاوی ومدارک کے کچھ حصے۔ فقہ میں شرح وقایہ و ہدایہ کا اکثر حصہ اصول فقہ میں حساسی اور توضیح تلوح کا کچھ حصہ۔ منطق میں شرح شمسیہ مکمل اور شرح مطالعہ کا کچھ حصہ۔ کلام

میں شرح عقائد مکمل اور خیالی و شرح مواقف کے کچھ حصے۔ سلوک میں عوارف المعارف کا کچھ حصہ اور رسائل نقشبندیہ وغیرہ۔ حقائق میں شرح رباعیات مولانا جامی، لوائحِ مقدمہ شرح لمعات اور نقد النصوص۔ خواص اسماء و آیات میں والد ماجد کا خاص مجموعہ جس کی انہوں نے اجازت بھی دی۔ طب میں موجز القانون۔ حکمت میں شرح ہدایت الحکمت وغیرہ۔ نحو میں کافیہ اور اس پر شرح ملا۔ معانی میں مطول کا اکثر حصہ اور مختصر المعانی کا وہ حصہ جس پر ملا زادہ کا حاشیہ ہے اور ہندسہ و حساب میں بعض مختصر رسائل۔ حضرت شاہ عبدالرحیم نے آپ کو وفات سے پہلے بیعت و ارشاد کی اجازت دی۔ والد ماجد کی وفات کے بعد بارہ سال تک دینی و عقلی کتابوں کی تدریس میں مشغول رہے اور ہر فن میں کمال کیا۔ والد ماجد کی قبر سے روحانی استفادہ بھی کرتے رہے۔ خود فرماتے ہیں کہ جب میں والد ماجد کے مزار مبارک پر مراقبہ کرتا تو توحید کے مسائل حل ہو جاتے، جذب کا راستہ کھل جاتا، سلوک میں سے وافر حصہ میسر آتا اور وجدانی علوم کا ذہن میں ہجوم لگ جاتا۔

### حریمین شریفین میں قیام اور اجازتِ خلافت

۱۱۴۳ھ میں سفر حج کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں تین سال رہ کر حریمین شریفین کے محدثین سے حدیث پڑھی۔ ان اساتذہ کا انفاص العارفین میں ذکر کیا ہے۔ آپ کے تمام اساتذہ صوفی مشرب تھے۔ ان سے آپ نے حدیث کی سند و اجازت کے ساتھ طریقت کا خرقة جامعہ حاصل کیا۔ مدینہ منورہ کے قیام میں روضہ انور آپ کا مرکز توجہ ہوتا تھا۔ وہاں سے جو کچھ افاقہ ہوا اور جو حالات و واردات گزرے ان سب کا ذکر آپ نے ”فیوض الحرمین“ میں کیا ہے۔ سفر حج کے لئے نکلے تو تمام مشائخ اور اہل اللہ کے مزارات پر فاتحہ پڑھتے ہوئے جہاز پر بیٹھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی عبقری شخصیت کے ہر گوشے مکمل ہیں۔ آپ کی تصنیفات علم و تحقیق کے نکات اور حقیقت و معرفت کے اسرار سے بھری ہیں۔ بعض کتابیں آپ کی طرف غلط بھی منسوب کر دی گئی ہیں۔ آپ کی حیات و خدمات پر اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ آپ کی شخصیت کے مختلف گوشوں پر الگ الگ تحقیق و ریسرچ کا کام ہوا ہے۔ لیکن تصوف و سلوک میں آپ کے افکار و خیالات اور خدمات پر توجہ نہیں دی گئی ہے۔

### شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

آپ کے والد حضرت شاہ عبدالرحیم بڑے پائے کے صوفی تھے۔ وحدۃ الوجود کے قائل اور شیخ محی الدین ابن عربی کے بڑے معتقد تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کا گھرانہ ذی علم صوفی گھرانہ تھا اور وہ خود بلند مرتبہ صوفی تھے۔ انفاس العارفین میں انہوں نے اپنے والد چچا اور اساتذہ کے ذکر میں ان کے عارفانہ اور صوفیانہ مضامین، کرامات و تصرفات کے واقعات جمع کئے ہیں۔ ”القول الجلی“ جو ان کے ملفوظات کا مستند مجموعہ ہے۔ حقائق و معارف میں ان کے ارشادات، ان کے مشرب و مسلک اور افکار و نظریات کو واضح کرتے ہیں۔ آپ طریقت میں نقشبندی تھے، دیگر سلسلوں کا فیض بھی حاصل تھا مگر نقشبندیت غالب تھی۔ آپ کی تصنیفات میں انفاس العارفین، فیوض الحرمین، الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، القول الجمیل فی بیان سواء السبیل اور آپ کے ملفوظات القول الجلی فی ذکر آثار الولی کی اشاعت کی طرف بالکل توجہ نہیں دی گئی۔ ایک عرصہ کے بعد انفاس العارفین کا اردو ترجمہ چھپا۔ اور القول الجلی جو آپ کے خلیفہ اور خسر زادے شیخ محمد عاشق پھلتی نے مرتب کی ہے۔ پہلی بار تکیہ شریف کاظمیہ کا کوروی سے ترجمہ ہو کر شائع ہوئی ہے۔ اس پر مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجدد کا واقع مقدمہ ہے۔ انہوں نے القول الجلی کے اصل

مخطوطے کی عکسی طباعت بھی کرائی تھی تاکہ ترجمے میں جسے حذف و ترمیم اور الحاق و اضافے کا شبہ ہو وہ اصل متن سے موازنہ کر لے۔

### حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح میں نیاز

انفاس العارفین میں آپ نے اپنے والد اور چچا کے حالات میں ان کے کشف و کرامات اور تصرفات کے واقعات لکھے ہیں۔ اور عارفانہ اقوال جمع کئے ہیں جن پر اس زمانے کے علماء ظاہر اور مدعیان توحید خالص کو بہت اعتراضات ہو سکتے ہیں۔ لیکن خود شاہ ولی اللہ صاحب کو ان پر اعتراض نہیں ہے۔ مثلاً ایک بار آپ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحمن قدس سرہ نے فرمایا کہ ”حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضری کے دنوں میں ایک مرتبہ خزانہ مرغیب سے کچھ میسر نہ آسکا کہ کچھ طعام پکا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کی نیاز دلواسکتا۔ لہذا تھوڑے سے بھنے ہوئے چنے اور قند پر اکتفا کرتے ہوئے میں نے آپ کیلئے ایصال ثواب کیا اس رات بہ چشم حقیقت دیکھا کہ انواع و اقسام کے طعام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ اسی دوران وہ قند اور چنے بھی پیش کئے گئے۔ انتہائی خوشی و مسرت سے آپ نے وہ قبول فرمائے اور اپنی طرف لانے کا اشارہ فرمایا اور تھوڑا سا اس میں سے تناول فرما کر باقی اصحاب میں تقسیم فرمادیا۔

### حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا مراقبہ

حضرت شاہ عبدالرحیم قدس سرہ نے ایک بار فرمایا کہ ایک دن عصر کے وقت میں مراقبہ میں تھا کہ غیبات کی کیفیت طاری ہوگئی۔ میرے لئے اس وقت کو چالیس ہزار برس کے برابر وسیع کر دیا گیا اور اس مدت میں ابتدائے تخلیق سے روز قیامت تک پیدا ہونے والی مخلوق کے احوال و آثار کو مجھ پر ظاہر کر دیا گیا۔ حضرت

شاہ ولی اللہ صاحب یہ واقعہ نقل کر کے لکھتے ہیں۔ راقم الحروف کا گمان ہے کہ آپ نے یہ کلمات بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ لا الہ الا اللہ کے حروف کا فاصلہ اتنے ہزار برس کا ہے۔

### خاص تصنیف حجۃ اللہ البالغہ

آپ کی تصنیفات میں حجۃ اللہ البالغہ بہت معرکتہ الآرا تصنیف ہے۔ صاحب دعوت و عزیمت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ ”شاہ صاحب کی سب سے معرکتہ الآرا کتاب اور علمی کارنامہ ”حجۃ اللہ البالغہ“ ہے جس میں دین و نظام شریعت کا ایسا مربوط، جامع اور مدلل نقشہ پیش کیا ہے جس میں ایمانیات، عبادات، معاملات، اخلاق، علم الاجتماع و تمدن، سیاست و احسان کو ایک ایسے ربط و تعلق اور صحیح تناسب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ وہ ایک ہار کے موتی اور ایک زنجیر کی کڑیاں معلوم ہوتی ہیں اور ان میں اصول و فروع، مقاصد و وسائل اور دائمی و موقت کا فرق نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے پاتا۔ (صفحہ ۲۱۵، جلد: ۵)

تاریخ دعوت و عزیمت میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ۵۳ تصنیفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ تاریخ وفات ۱۱۷۶ھ ہے۔ عمر شریف ۶۲ سال ہوئی۔ مزار مبارک مہدیان میں حضرت شیخ عبدالعزیز شکر بار چشتی دہلوی کے مقبرے کے احاطے میں ایک علیحدہ حصے میں ہے۔ اس میں آپ کے خانوادے کے متعدد علماء و مشائخ مدفون ہیں۔ قبروں کے اوپر ایک پختہ سائبان بنایا گیا ہے اور تمام قبریں پختہ ہیں۔

(تخصیص صفحہ: ۲۳۳ تا ۲۳۶، از سیرت بیہیمیہ، مولفہ ہلال احمد قادری بھلواروی)

صحابہ کرامؓ تابعین اور ائمہ و مجتہدین کی نظر میں علم کی اہمیت

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ

ترجمہ: وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے بلند مقام والے ہیں۔

● حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کمیل رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: کمیل! علم مال سے بہتر ہے، علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی، علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے، مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔

● حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: لوگو! اس سے پہلے کہ علم اٹھ جائے اسے حاصل کر لو، علم اٹھنا یہ ہے کہ اس کے روایت کرنے والے باقی نہ رہیں، خدا کی قسم جو لوگ خدا کی راہ میں شہید ہوئے وہ قیامت کے روز جب علماء کے فضائل اور بلندی مرتبہ کا مشاہدہ کریں گے تو ان کی خواہش ہوگی کہ کاش وہ بھی عالم ہوتے اور جان لو کہ عالم ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ علم سیکھنے سے آتا ہے۔

● حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات میں تھوڑی دیر علم کا تذکرہ کرنا میرے نزدیک تمام رات کی عبادت سے بہتر ہے۔

● ابوالاسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم سے زیادہ کوئی چیز عزت والی نہیں ہے، بادشاہ لوگوں پر حکومت کرتے ہیں اور علماء بادشاہوں پر۔

● حضرت ابن مبارک رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کون لوگ صحیح معنی میں انسان ہیں؟ انہوں نے جواب دیا علما! اس نے پھر پوچھا بادشاہ کون ہیں؟ فرمایا زاہد، سائل نے پھر دریافت کیا کمینے کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا وہ لوگ جو اپنا دین بچ کر کھاتے ہیں۔

### علماء کو انسان قرار دیا

● عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے صرف علماء کو انسان قرار دیا کیوں کہ جو چیز انسان جانوروں سے ممتاز کرتی ہے وہ علم ہے، انسان اسی وقت انسان کہلانے کا مستحق ہے جب وہ چیز اس میں موجود ہو جس سے اس کا امتیاز قائم ہے، انسان کا امتیاز نہ تو جسمانی طاقت کی وجہ سے ہے اس لئے کہ اونٹ اس سے زیادہ طاقتور ہے،

نہ یہ امتیازِ جسامت کے لحاظ سے ہے اس لئے کہ ہاتھی انسان کے مقابلہ میں درندے اس سے کہیں زیادہ بہادر اور شجاع ہوتے ہیں، زیادہ کھانا بھی انسان کے لئے شرافت کی علامت نہیں اس لئے کہ بیل انسان سے زیادہ کھاتا ہے، قوتِ جماع بھی وجہ شرف نہیں اس لئے کہ ننھی منی چڑیاں انسان سے زیادہ جماع کر لیتی ہیں، اس کا اشرف صرف علم ہے، بعض دانشوروں کا قول ہے کہ ہمیں کوئی یہ بتلا دے کہ جس کو علم نہ ملا اسے کیا ملا اور جسے علم مل گیا اسے کیا نہیں ملا۔

● حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! علم کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ، اللہ کے پاس ایک ردائے محبت ہے جو شخص علم کی طلب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ وہ چادر اسے اڑھادیتا ہے، چنانچہ اگر وہ شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے رضا جوئی کر لیتا ہے۔

● امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میں علم کی اہمیت یہ ہے کہ جس شخص کی طرف اس کا انتساب ہو خواہ کسی معمولی چیز ہی میں کیوں نہ ہو اس پر خوش ہو اور کسی بھی چیز میں اپنی ذات سے علم کی نفی پر رنجیدہ ہو۔

● بعض حکماء سے منقول ہے کہ جو شخص حکمت و دانائی کو اپنی لگام بناتا ہے لوگ اسے اپنا امام بنا لیتے ہیں، جو شخص علم و حکمت میں مصروف ہوتا ہے لوگ اسے عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

● زبیر ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عراق میں تھا، میرے والد نے مجھے لکھا، بیٹا علم حاصل کرو، اس لئے کہ مفلسی میں یہ تیرا مال ہوگا اور تو نگری میں زینت۔

● حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں طالب علم تھا تو ذلیل تھا، اب لوگ میرے پاس علم سیکھنے کے لئے آنے لگے تو میں عزت والا ہو گیا۔

● عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص پر حیرت ہوتی ہے کہ جو علم حاصل نہ کرے، آخر اس کا نفس اسے نیک کام کی طرف کس طرح بلاتا ہے۔

● حضرت درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام رات کی عبادت سے بہتر یہ ہے کہ میں ایک مسئلہ سیکھ لوں، انہیں کا قول ہے کہ بھلائی میں صرف طالب علم اور عالم شریک ہیں، باقی لوگ ذلیل و خوار ہیں کہ انہیں خیر میسر نہیں۔

آپ ہی کی ایک نصیحت یہ ہے کہ عالم، طالب علم یا سامع میں سے کوئی منصب اختیار کر لو، ان کے علاوہ کچھ نہ بنو ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔

● حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ علم کی ایک مجلس لہو و لعب کی ستر مجلسوں کا کفارہ ہوتی ہے۔

● حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہزار شب گزار، روزہ دار، عبادت گزاروں کی موت اتنی افسوسناک نہیں جتنی ایک ایسے عالم کی موت جو حلال و حرام کے الہی احکام کا ماہر ہو۔

● امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم کا حاصل کرنا نفل نمازوں سے افضل ہے۔

● حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کی یہ رائے ہو کہ علم جہاد سے افضل نہیں وہ صائب الرائے اور صاحب عقل نہیں ہو سکتا۔

● بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ عسقلان تشریف لے گئے اور کچھ روز وہاں مقیم رہے، ان سے کسی نے کچھ نہ پوچھا، انہوں نے فرمایا میرے لئے کرایہ کی سواری لے آؤ تاکہ میں اس شہر سے نکل جاؤں کیونکہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شہر علم کا مدفن بنے گا۔

ایسا انہوں نے اس لئے کیا کہ وہ تعلیم کی اہمیت جانتے تھے ان کی خواہش تھی کہ شجر علم پھلتا پھولتا رہے۔

● حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ رورہے تھے، میں نے رونے کی وجہ دریافت کی، فرمانے لگے مجھ سے کوئی علم کے متعلق کچھ نہیں پوچھتا، اس لئے روتا ہوں۔

● امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: لَوْلَا الْعُلَمَاءُ لَصَارَ النَّاسُ مِثْلُ الْبَهَائِمِ أَمْيَ إِنَّهُمْ بِالْتَّعْلِيمِ يُخْرِجُونَ النَّاسَ مِنْ حَدِّ الْبَهِيمَةِ إِلَى حَدِّ الْإِنْسَانِيَّةِ. (التعليق الصبيح)

”اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ جانوروں کی طرح ہو جاتے، مطلب یہ ہے کہ علماء تعلیم کے ذریعہ لوگوں کی بہیمت کی حد سے انسانیت کی حد کی طرف نکالتے ہیں“

● یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علماء ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق و مہربان ہیں، لوگوں نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا کہ ماں باپ تو لوگوں کو دنیا کی آگ سے بچاتے ہیں اور علماء آخرت کی آگ سے بچاتے ہیں۔

● ایک شخص نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا اے مالک رحمۃ اللہ علیہ! آپ طلب علم کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

فرمایا: طلب علم سے بہتر کیا مشغلہ ہو سکتا ہے؟ تم یہ دیکھا کرو کہ کون شخص صبح سے شام تک طلب علم میں مشغول ہے، اگر کوئی ایسا شخص مل جائے تو اس کا ساتھ نہ چھوڑو۔

● شیخ احف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ ہر عزت جو علم کے علاوہ اور کسی وجہ سے حاصل ہوتی ہے وہ کبھی نہ کبھی ختم ہو جاتی ہے بلکہ بسا اوقات ذلت کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے، لیکن علم کی عزت کبھی ختم نہیں ہوتی ہے اس دنیا میں بھی باقی رہتی ہے اور قبر کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی باقی رہے گی۔ ابن المقفع رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ علم کی عزت پائیدار ہوتی ہے۔

● حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن کی اس آیت وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ کی تفسیر میں حضرت حماد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن آدمی کا عمل ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور وہ پلڑا اونچا ہو جائے گا، پھر ابرجیسی ایک چیز لائی جائے گی اور ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ دی جائے گی، اور وہ پلڑا جھک جائے گا، تب آدمی سے کہا جائے گا تو جانتا ہے یہ کیا چیز ہے؟ وہ نہیں پہچانے گا اور انکار کرے گا تو کہا جائے گا یہ اس علم کی فضیلت ہے جو تو دوسروں کو سکھایا کرتا تھا۔

● حضرت عبید اللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ علماء دنیا کے لئے روشنی کا مینار ہیں، انہی سے وہ نور پھوٹتا ہے جس سے وہ گمراہ لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی مضمون کو اپنے اس شعر میں بیان فرمایا ہے:

مَا أَفْضَلُ إِلَّا لِأَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّهُمْ  
عَلَى الْهُدَى لَمَنْ اسْتَهْدَى ادْلَاء

”فضیلت صرف اہل علم کو حاصل ہے، بلاشبہ وہ لوگ طالبان ہدایت کی رہنمائی کرتے ہیں“۔

● سابق بربری رحمۃ اللہ علیہ نے اعمالِ صالح شرافت اور فضیلت کو بہت اچھے انداز میں بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

الْعِلْمُ فِيهِ حَيَاةٌ لِلْقُلُوبِ كَمَا  
تَحْيَا بِلِبَادٍ إِذَا مَسَهَا الْمَطَرُ

”علم میں دلوں کے لئے ایسی زندگی ہے جیسے بارش سے زمین زندہ ہو کر لہلہا اٹھتی ہے“۔

● حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم اور حکمت بہت سے مسائل کے یاد کر لینے کا نام نہیں ہے، بلکہ وہ ایک نور ہے جس کے ذریعے خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

● ابن المقفع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرو اگر تم بادشاہ ہو گئے تو اور اونچے ہو جاؤ گے اور اگر عام آدمی ہو تو زندہ رہ سکو گے۔

● خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اپنے لڑکوں کو نصیحت کی تھی کہ علم حاصل کرو اگر تم مالدار ہوئے تو علم تمہارے لئے جمال ہوگا اور اگر غریب ہو گئے تو علم تمہارے لئے دوست ثابت ہوگا۔

● کسی عقل مند کا قول ہے جو کوئی علم کو اپنی لگام بنائے گا لوگ اسے اپنا امام بنائیں گے، جس کی عقل مندی مشہور ہو جاتی ہے اس کی عزت بھی ہونے لگتی ہے۔

● حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ نیت صحیح اور نیک ہو تو علم سے افضل کوئی عمل نہیں۔

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں ایک گھڑی بیٹھ کر اپنے دین میں تفقہ حاصل کروں تو یہ مجھے شام سے صبح تک پوری رات عبادت میں گزار دینے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

● حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک پوری رات علمی مذاکرے میں گزار دینا عبادت میں گزارنے سے بہتر ہے۔

### حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حیرت انگیز تقریر

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم اس لئے حاصل کرو کہ اس کا حاصل کرنا خوفِ الہی ہے، اس کی طلب عبادت ہے اس کا درس دینا تسبیح ہے اور علمی گفتگو کرنا جہاد ہے، جو شخص نہ جانتا ہو اسے پڑھنا خیرات ہے، جو علم کا اہل ہو اسے

علم کی دولت سے نوازا نا تقربِ الہی کا ذریعہ ہے، یہی علم تنہائیوں کا ساتھی ہے، سفر کا فریق ہے، دین کا رہنما، تنگدستی و خوشحالی میں چراغِ راہ، دوستوں کا مشیر، اجنبی لوگوں میں قربت پیدا کرنے والا، دشمنوں کے حق میں تیغِ براں، راہِ جنت کا روشن مینار ہے، اسی علم کی بدولت اللہ جل شانہ کچھ لوگوں کو عظمت عطا کرتا ہے، انہیں قائد، رہنما اور سردار بناتا ہے، لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں، ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں، ان کے عمل کو دلیل بناتے ہیں، فرشتے ان کی دوستی اور رفاقت کی خواہش کرتے ہیں، اپنے بازوان کے جسموں سے مس کرتے ہیں، بحر و بر کی تمام مخلوقات یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور کیڑے، خشکی کے درندے اور چوپائے، آسمان کے چاند، سورج اور ستارے سب ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں، اس لئے کہ علم دل کی زندگی ہے، علم نور ہے، اس سے تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں، علم سے بدن کو قوت ملتی ہے، ضعف دور ہوتا ہے، علم کی بدولت انسان نیک لوگوں کے بلند درجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، علمی امور میں غور و فکر کرنا روزہ رکھنے کے برابر ہے، علم کی تدریس میں مشغول رہنا شب بیداری کے برابر ہے، علم ہی سے اللہ کی اطاعت، عبادت اور تسبیح و تحمید کا حق ادا ہوتا ہے، اسی سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے، صلہ رحمی کی توفیق ہوتی ہے، حلال و حرام میں تمیز کا شعور پیدا ہوتا ہے، علم امام ہے، عمل اس کے تابع ہے، خوش قسمت لوگوں کے دل ہی علم کی آماجگاہ بن سکتے ہیں، بد قسمت لوگ اس سے محروم رہتے ہیں، ہم اللہ سے حسن توفیق کے خواہاں ہیں۔

### عالم کی مجلس میں حاضری کی فضیلت

فقیر ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی عالم کی مجلس میں محض حاضری دینا بھی بغیر اس کے کہ کوئی (علمی و عملی) فائدہ حاصل کرے یا کوئی مسئلہ یاد کرے سات کرامت کا موجب ہے:

اول یہ کہ اس کا شمار متعلمین کے زمرہ میں ہو جاتا ہے اور ان کیلئے جس ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے، وہ اس میں شریک ہو جاتا ہے، دوم یہ کہ جب تک وہ مجلس علم میں رہتا ہے گناہ سے محفوظ رہتا ہے، سوم یہ کہ جب وہ طلب علم کی نیت سے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو طالب علموں کے لئے جو ثواب موعود ہے اس میں وہ بھی داخل ہو جاتا ہے، چہارم یہ کہ علم کے حلقہ میں جب نزول رحمت کا وقت آتا ہے تو وہ اس میں شامل ہو جاتا ہے۔ پنجم یہ کہ جب تک علم کے مذاکروں کو سنتا رہتا ہے گویا عبادت ہی میں ہے۔ ششم یہ کہ علم کے مشکل و دقیق مسائل کو سنتا ہے اور وہ اس کو سمجھ نہیں پاتا تو شکستہ دل ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے منکسرۃ القلوب کی فہرست میں داخل ہو جاتا ہے۔ ہفتم یہ کہ علم کی عزت اور فسق و جہل کی ذلت اس کے دل میں بیٹھ جاتی ہے جس کی وجہ سے جہال و فساق سے یک گونہ نفرت سی ہو جاتی ہے تو دیکھو یہ حال ہے اس شخص کا جو صرف علماء کی مجلس سے بہرہ ور ہے تو اسی سے ان لوگوں کا فضل معلوم کرنا چاہئے جو ان حضرات علماء کی مجلس سے بہرہ ور ہے اور جو ان حضرات علماء سے بے شمار فوائد دینی و اخروی حاصل کر رہے ہیں۔ (تفسیر عزیزی)

### حسن اخلاق بڑی عبادت ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. ”بے شک تمہاری رہنمائی کے لئے اللہ کے رسول (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے“۔ (الاحزاب: ۱۲)

دراصل ہمارا دین امن و سلامتی کا دین ہے۔ امن و سلامتی کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اختیار کرے۔ ان میں احترام آدمیت کا جذبہ رچا بسا ہوا اور اسی جذبے سے سرشار ہو کر وہ دوسروں کے حقوق ادا کرے۔ حقوق کے معاملے میں سب سے بڑا حق تو اللہ تعالیٰ کا ہے کہ ہم اسی کی معرفت

حاصل کریں اور اس کی بندگی بجالائیں۔ اس نے یہ زندگی ہمیں بطور امتحان عطا کی ہے اور ہمیں آزادی و اختیار بھی دے دیا ہے کہ چاہیں تو اس کے شکر گزار بندے بنیں، اس کی بندگی کریں اور چاہیں تو ناشکری کریں اس امتحان میں کامیاب وہی ہوگا جس نے اللہ کو پہچانا اور اس کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کی اور جس نے اللہ سے منہ موڑ لیا اور اپنے نفس کی بندگی کی، وہ ناکام و نامراد ہوگا۔ اللہ کسی کو زبردستی شاہراہ بندگی پر نہیں لاتا، انسان کو اختیار ہے، جو چاہے کرے۔ وہ اگر نیکی کے راستے کو اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے وہ راستہ آسان بنا دے گا اور اگر برائی و سرکشی اور نافرمانی کی راہ پر چلے گا تو اللہ اسی راستے کو کھولتا چلا جائے گا تاہم یہ بھی بتا دیا کہ اس اختیار کے غلط استعمال کرنے کا نتیجہ تباہ کن ہوگا۔ جس نے اس اختیار کو صحیح استعمال کیا، اللہ تعالیٰ کی توحید کی معرفت حاصل کی، اس کی بندگی کو شعار بنایا، اس کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کی وہ تو کامیاب ہوگا مگر جس نے اللہ کی توحید کا انکار کیا، اس کی ناشکری کی، ناکامی اس کا مقصد ٹھہرے گی۔ اللہ کا حق (یعنی اس پر ایمان، اس کی توحید کا اقرار اس کی بندگی) یہی وہ اصل اور بنیاد ہے جس سے انسان کے اندر خیر اور بھلائی کے رجحانات کو تقویت ملتی ہے لیکن اسلام نے جہاں اس پر زور دیا ہے وہیں حقوق العباد، انسانوں کے ساتھ حسن سلوک اور حسن اخلاق کی بھی بڑی تاکید کی ہے۔ حسن اخلاق کا معاملہ بھی درحقیقت حقوق العباد کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ اس لئے کہ ایک شخص کی خوش اخلاقی یا بد خلقی کا اندازہ بھی اس کے دوسروں کے ساتھ رویہ اور معاملات سے لگایا جاسکتا ہے۔ ایک شخص معاشرے سے دور کہیں جنگل میں ہو اور اس کا لوگوں سے کوئی واسطہ اور معاملہ نہ ہو تو یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ بد اخلاق ہے یا خوش اخلاق۔ اس کا رویہ اور معاملہ درست ہے یا غلط۔ ہمارے دین میں حقوق العباد کو حد درجہ اہمیت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق

میں کوئی کوتاہی ہوگی تو اللہ تعالیٰ شرک جیسے ظلمِ عظیم کے سوا جسے چاہے گا معاف بھی کر دے گا۔ ارشادِ باری ہے: **إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا**۔

”اللہ اس گناہ کو نہیں بخشتے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے۔ جس نے اللہ کا شریک مقرر کیا اس نے بڑا بہتان باندھا“۔ (النساء: ۴۸)

### حسنِ اخلاق سے بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے

لیکن اللہ تعالیٰ بندوں کے حق میں ہونے والی کوتاہی اور زیادتی کو معاف نہیں فرمائے گا، جب تک وہ شخص جس کا حق غصب کیا گیا ہو خود معاف نہ کر دے۔ اچھے اخلاق کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ایک شخص حسنِ اخلاق کی وجہ سے وہ بلند مقام حاصل کر لیتا ہے جو اس شخص کا ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اور (راتوں کو عبادت میں) کھڑا رہتا ہے“۔ اندازہ کیجئے، کتنا بلند مقام ہے خوش اخلاق کا کہ اس کی بدولت، آدمی کو اتنا بلند روحانی مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ خوش خلقی جس کی اتنی قدر و منزلت ہے اس سے مراد کیا ہے؟ کیا اس کا مطلب محض یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ مسکرا کر گفتگو کی جائے اور بس۔ جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں کمرشیل اداروں میں ہوتا ہے۔ اس کا جواب نفی میں ہے۔ یقیناً مسکراہٹ اور خندہ روئی کے ساتھ پیش آنا بھی نیکی اور صدقہ ہے۔ اس سے دوسرے آدمی کو خوشی ہوتی ہے۔ یہ خوش اخلاق کا ایک حصہ تو ہے لیکن یہ کل خوش خلقی یا اخلاق نہیں ہے۔ خوش اخلاق وہ مجموعی اچھا رویہ ہے جو کہ ہم افراد معاشرہ کے ساتھ اپناتے ہیں اور جسے نہ صرف دوسرے لوگ بھی پسند کرتے ہیں بلکہ خود یہ رویہ اپنانے والے کو بھی اس سے خوشی ہوتی ہے۔

انسانی فطرت بھی اس رویہ کو قبول اور پسند کرتی ہے۔ حسنِ اخلاق انسان میں بلندی اور رفعت کے جذبات کا مظہر ہے۔

### بد خلقی یا رذائلِ اخلاق

لیکن اس کے ساتھ ساتھ انسان میں پستی کے رجحانات بھی پائے جاتے ہیں جنہیں رذائلِ اخلاق کہا جاتا ہے۔ یہ دراصل حیوانی جذبات ہیں، چنانچہ جس طرح حیوانوں میں کینہ ہوتا ہے، انسان کے اندر بھی کینہ ہے۔ حیوانوں کی طرح انسان میں بھی انتقامی جذبہ اور غصہ ہوتا ہے۔ اسے اشتعال دلایا جائے تو وہ مشتعل ہو جاتا ہے۔ یہ چیزیں اخلاقی بلندی کی راہ میں رکاوٹ ہیں اور بد خلقی کے ذیل میں آتی ہیں۔ ضروری ہے کہ ان پر کنٹرول کیا جائے۔ غصہ، انتقام، عداوت، تکبر کے جذبات پر قابو پایا جائے اور تحمل و برداشت اور عاجزی و انکساری کو شعار بنایا جائے۔ اگر آدمی ایسا کرے گا تو اس کے نفس کی اصلاح ہوگی۔ اس کے اخلاق سنوریں گے۔ وہ اللہ کا بھی محبوب بن جائے گا اور خلقِ خدا بھی اس سے محبت کرنے لگے گی۔ اس کے برعکس جو شخص بد اخلاقی یا رذائلِ اخلاق کا مظاہرہ کرے گا، وہ خدا کی نظر میں بھی ناپسندیدہ ہوگا اور مخلوقِ خدا بھی اسے بری نگاہ سے دیکھے گی۔ مثال کے طور پر تکبر اور انکساری دو مختلف صفات ہیں۔ ایک بد خلقی ہے اور دوسری اعلیٰ اخلاق۔ جو شخص تکبر کرے گا، اپنے علم پر اپنے مال پر، اپنے حسن پر، اپنی طاقت پر، اپنے زور بازو پر، دیکھنے والے اس کے بارے میں کبھی اچھی رائے قائم نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ بھی اسے ناپسند کرے گا۔ حدیث میں ایسے آدمی کے متعلق یہ وعید آئی ہے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اس کے برعکس معاملہ تواضع کا ہے اگر ایک آدمی تواضع، عاجزی اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو یہ چیز اس کے حسنِ اخلاق کا مظہر ہے۔ ایسے شخص کو لوگ بھی پسند کریں گے اور اللہ بھی۔ لوگ اس کی دل سے قدر کریں گے، اس سے ملنا جلنا اور وہ رسم رکھنا انہیں اچھا

لگے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم پورے شعور سے حسنِ اخلاق کو اختیار کریں۔ اور بدخلقی سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اسی میں ہماری خیر و بھلائی اور معاشرت کا حسن ہے۔ حسنِ اخلاق کی فضیلت و اہمیت کے بارے میں کئی احادیث آئی ہیں۔

**حسنِ اخلاق قربِ خداوندی کا ذریعہ بھی ہے**

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن نشست کے اعتبار سے سب سے قریب وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں گے“۔ دیکھئے ہمارے دین میں کس قدر اخلاقِ فاضلہ کی اہمیت ہے۔ آپ نے یہاں ترغیب و تشویق کا اندازہ اختیار فرمایا اور ہمیں یہ تعلیم دی کہ ہم اچھے اخلاق کو اپنائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور یومِ قیامت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت کا باعث ہوں گے، اور بداخلاقی اور ذائلِ اخلاق کی گندگی سے اپنے آپ کو بچائیں۔ چنانچہ اسی حدیث میں آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اور قیامت کے دن تم میں سے وہ شخص سب سے زیادہ ناپسند اور مجھ سے دور ہوگا جو باتونی، فضول گو، تصنع کرنے والا اور تکبر و اکڑ کے ساتھ کلام کرنے والا اور متکبر ہوگا“۔ (رواہ ترمذی) گویا حسنِ اخلاق کے مقابلے میں سوائے اخلاق کا سب سے نمایا مظہر یہی تکبر ہے۔ تکبر ایسی بیماری ہے جو انسان کو اندر ہی اندر رکھا جاتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو بڑی شے سمجھتا ہے۔ لیکن اللہ کی نگاہ میں اور اللہ کی مخلوق کی نظر میں اس کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ اس کے تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں بھی رسوا کرتا ہے اور آخرت میں بھی اس کے لئے سخت سزا ہوگی۔ حدیث میں آتا ہے، ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ”وہ شخص ہرگز جنت میں داخل نہ ہو سکے گا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا۔“ اللہ تعالیٰ ہمیں حسنِ اخلاق کو اختیار کرنے اور برے اخلاق سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

**جب وہ موت کی دہلیز پر تھے**

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَ لَا يَسْتَقْدِمُونَ (الأعراف ۳۷) ترجمہ: اور ہر امت کیلئے ایک وقت مقرر ہے سو جب آجائے ان کا مقررہ وقت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں ایک لمحہ اور نہ وہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

**حضرت بایزید بسطامیؒ**

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی محتاجِ تعارف نہیں، عبادت و ریاضت، اور ع و تقویٰ اور علم و زہد میں آپ کا مقام نہایت ہی بلند تھا۔ جس وقت آپ پر حالت نزع طاری ہوئی۔ زبان مبارک پر اللہ اللہ کا ورد جاری ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بحالت نزع فرمایا:

اے اللہ! میں نے غفلت کی وجہ سے دنیا میں تیری عبادت نہیں کی۔ اور اب میرا آخری وقت ہے۔ اس وقت بھی تیری عبادت ہے کہہ گا ہوں۔ لیکن اے اللہ تیری رحمت کا طالب ہوں۔

**حضرت عبد اللہ ابن مبارکؒ**

حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ (کی وفات ۱۸۱ھ) کے متعلق ابنِ معین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ بہت سمجھدار، پختہ کار، ثقہ اور عالم صحیح حدیث تھے۔ حسن بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ایک مرتبہ اصحاب ابن مبارک رضی اللہ عنہ نے جمع ہو کر آپ کے حال شمار کئے تو منجملہ طے پایا کہ آپ میں حسب ذیل کمالات موجود تھے۔ علم، فقہ، ادب، لغت، شعر، فصاحت، زہد، ورع، انصاف، دلیل، عبادت حج، غزوہ جہاد، شہسواری، جسمانی، ترک لایعنی اور قلتِ اختلاف ۱۸۱ھ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

آپ نے قریب وفات اپنا تمام مال فقراء و مسکین میں تقسیم کر دیا۔ ایک مرید نے عرض کیا حضور! آپ کی تین لڑکیاں ہیں ان کے لئے کیا چھوڑا؟ فرمایا: ان کے لئے میں نے اللہ کو چھوڑا ہے۔ جس کا اللہ کفیل ہو اسے عبد اللہ کی کیا ضرورت؟ جب وفات کا وقت بالکل قریب آ گیا تو آپ نے آنکھیں کھولیں۔ تبسم فرمایا اور کہا: كَمِثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ (عمل کرنے والوں کو اسی طرح عمل کرنا چاہئے)

اس کے بعد آنکھیں بند کر لیں اور ہمیشہ کے لئے اپنے رب سے جا ملے۔

### حضرت سفیان ثوریؒ

حضرت سفیان ثوریؒ (متوفی ۱۶۱ھ) مشہور زاہد و عابد بزرگ تھے۔ آپ کو امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ۱۶۱ھ میں آپ نے بصرہ میں وفات پائی۔

انوار الاتقیاء میں نقل ہے کہ آپ جب علیل ہوئے تو حاکم بصرہ نے آپ کی تلاش کا حکم دیا چنانچہ تلاش کرنے والوں نے آپ کو ایک جگہ درد شکم اور پچیش میں مبتلا پایا۔ آپ بیقرار تھے لیکن اس حالت میں بھی یاد الہی سے غافل نہ تھے۔ اسی شب لوگوں نے دیکھا کہ بوجہ پچیش آپؒ ساٹھ بار رفع حاجت کو گئے اور برابر وضو کر کے نماز پڑھتے رہے۔ لوگوں نے کہا حضور اس حالت میں آپ بار بار وضو کریں۔ فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ روح نکلتے وقت با وضو ہوں، نجس نہ رہوں۔ اس لئے کہ نجس اللہ کے سامنے جانے کے قابل نہیں ہوتا۔

حضرت عبد اللہ بن مہدیؒ فرماتے ہیں کہ حالت نزع میں حاضر تھا۔ آپؒ نے مجھ سے فرمایا۔ اب میری موت بالکل قریب ہے۔ میرا منہ زمین پر رکھ دو۔ میں نے آپ کا منہ زمین پر رکھ دیا۔ اس کے بعد باہر آیا۔ تاکہ لوگوں کو اس

واقعہ کی اطلاع دوں۔ لیکن باہر لوگ پہلے ہی سے جمع ہو چکے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا۔ تمہیں اس واقعہ کی خبر کیوں کر ہوئی؟ جواب دیا ہمیں خواب میں علم ہوا کہ سفیان ثوری کے جنازے پر حاضری دیں۔ چنانچہ لوگ اندر آئے۔ آپ کی حالت نہایت ہی نازک ہوتی جا رہی تھی۔ تکلیہ کے نیچے سے ایک ہزار دینار کی تھیلی نکال کر دی۔ اور فرمایا اسے خیرات کر دو۔ حاضرین سوچ رہے تھے کہ سفیان ثوریؒ دوسروں کو مال جمع کرنے سے منع کرتے تھے اور خود اس قدر دینار جمع کر رکھے ہیں۔ آپؒ نے لوگوں کا مطلب سمجھ گئے فرمایا۔

ان دیناروں سے میں نے اپنے دین کی حفاظت کی۔ جب شیطان مجھ سے کہتا اب کیا کھاؤ گے؟ میں جواب دیتا۔ میرے صرفہ کے لئے دینار موجود ہیں۔ جب وہ کہتا تمہیں کفن کس چیز سے دیا جائے گا، تو میں کہتا ان دیناروں سے۔ مجھے ہر گز دیناروں کی حاجت نہیں تھی۔ مگر ان وسوسوں کو رفع کرنے کے لئے میں نے یہ دینار رکھ چھوڑے تھے۔ اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھا اور واصل الی اللہ ہوئے۔

### حضرت ذوالنون مصریؒ

آفتاب علم و عمل، مینارہ شریعت و طریقت حضرت ذوالنون مصریؒ مشہور محدث و صوفی گزرے ہیں۔ علامہ ابن خلکان آپ کے متعلقین فرماتے ہیں: كَانَ فِي زَمَانِهِ وَاحِدًا عِلْمًا وَرُوعًا وَمَالًا. یعنی ذوالنون مصریؒ علم و تقویٰ اور بزرگی میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ کی بزرگی کا اندازہ اس سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ آپ کے اساتذہ میں حضرت امام مالکؒ جیسے جلیل القدر اکابر امت ہیں اور تلامذہ میں حضرت جنید بغدادیؒ جیسے بزرگان دین ہیں۔ مرض الموت میں لوگوں نے آپؒ سے پوچھا۔ اب آپ کی کوئی آرزو باقی ہے۔ فرمایا، میری آرزو اب یہی ہے کہ موت سے کچھ دیر قبل آگاہ ہو جاؤں اس کے بعد یہ شعر پڑھا:

الْخَوْفُ أَمْرٌ صُنِي، وَالشُّوقُ أَحْرَفُنِي  
الْحُبُّ أَوْفَانِي، وَاللَّهُ أَحْيَانِي

”مجھے خوف نے بیمار کر دیا اور شوق نے جلایا، محبت نے مجھ کو مارا اور اللہ نے زندہ کیا۔“

یہ شعر پڑھ کر آپ بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش آیا تو یوسف بن حسین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ حضور! کچھ نصیحتیں فرمائیے۔ فرمایا: اس وقت مجھے باتوں میں مت الجھاؤ۔ اس لئے کہ احسانات الہی نے مجھے حیرت میں ڈال رکھا ہے۔

۲ ذیقعدہ ۲۶ھ پیر کے دن آپ نے وفات پائی۔ اَنَا لِلَّهِ وَأَنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ معرفت توحید و تحقیق میں کامل تھے۔ آپ بڑے صاحب ریاضت و عبادت تھے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

آپ کو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے بے انتہا محبت تھی۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ میرا خون جگر دل چیر کر مخلوق کو بتلاتے، تاکہ انہیں معلوم ہوتا کہ اللہ کے ساتھ بے پرستی اچھی نہیں، کیوں کہ آپ نے لوگوں کو وصیت فرمائی کہ مجھے ۳۰ گز نیچے زمین میں دفن کرنا کیوں کہ یہاں کی زمین بسطامی کی زمین سے اونچی ہے اور یہ بڑی بے ادبی ہوگی کہ میری قبر حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے اونچی ہو۔

چنانچہ حسب وصیت لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد تیس گز نیچے زمین میں آپ کو دفن کیا۔ (نور اللہ مرقدہ)

اسلام کے عالی مرتبت غلام مگر مقتدائے عصر

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى۔ بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ (سورۃ الاعلیٰ ۱۵)

خواجہ ابوالخیر حماد اقطع

خواجہ ابوالخیر حماد اقطع متوفی ۳۴۰ھ فرماتے ہیں: میں ۱۱۳ ابوالخیر پچانتا ہوں جو سب کے سب غلام تھے اور سب صاحب کمال (متلا شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ)، اللہ اللہ جس دور کے ہم نام غلاموں کا یہ حال ہوتا ہوگا اس دور کے ہم نام شرفاء اور امراء کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ (مراۃ الاسرار ص: ۳۰۸-۳۱۱)

محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ

”محمد ابن سیرین: آپ طبقہ تابعین کی ایک نامور شخصیت ہیں۔ آپ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر اور اسلامی علوم کے بڑے عالم و فاضل تھے۔ آپ بھی خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح غلامان اسلام میں سے ہیں۔ لیکن آپ کا نام بھی مقتدائے عصر میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد سیرین ان چالیس لڑکوں میں سے تھے جو جنگ تمرین میں گرفتار ہو کر غلام بنائے گئے۔ موسیٰ بن نصیر کے والد نصیر بھی اسی جنگ میں گرفتار ہوئے۔ خواب کی تعبیر بیان کرنے اور اس کے رموز و نکات کو سمجھنے کے فن میں عالم اسلام میں آپ کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہے۔

خلافت صدیقی کے دوسرے سال جو ہجرت کے بعد بارہواں سال تھا حضرت منیٰ بن حارث شیبانی جو اپنی قوم کے علماء میں سے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور عرض کیا کہ شاہان عجم کی

ریاستیں کمزور ہو چکی ہیں۔ مجھے اجازت دی جائے تاکہ ایک لشکر کوفہ اور اس کے نواح کی طرف لے جاؤں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دے دی۔ انہوں نے کوفہ پہنچ کر گرد و نواح کے علاقوں کو فتح کر لیا۔ ان کی مدد کیلئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دس ہزار فوج دے کر روانہ کیا۔ خالد بن ولید نے عجم کے حکمرانوں سے بڑے بڑے معرکے جیتے اور بہت سے قیدی اور مال غنیمت حاصل کر کے امیر المؤمنین کی خدمت میں ارسال کیا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے والد بھی ان قیدیوں میں سے تھے صدیق اکبر کے ہاتھ پر اسلام لائے۔“

### طاؤس بن کیسان رضی اللہ عنہ

طاؤس بن کیسان ابتداء میں غلام تھے مگر اسلام نے ان کو آزاد کیا اور علم و فضل نے مسلمانوں کا امام بنا دیا تھا۔ یمن کے ایک شہر میں بود و باش رکھتے تھے۔ امراء و سلاطین کے احسان اٹھانا قطعاً گوارا نہیں تھا کہ انسانی ضمیر کو کھا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ وہب بن منبہ کے ہمراہ حجاج بن یوسف کے بھائی محمد بن یوسف کے یہاں گئے۔ اس وقت سردی زیادہ تھی۔ محمد بن یوسف نے ان کے اوپر ایک چادر ڈالوا دی لیکن انہوں نے کندھے ہلا ہلا کر چادر کو اپنے بدن سے گرا دیا۔ محمد بن یوسف آخر حجاج کا بھائی تھا۔ اس حرکت پر سخت برہم ہوا لیکن انہوں نے اس کی برہمی کی مطلق پروا نہ کیا۔ یہاں سے اٹھے تو وہب بن منبہ نے ان سے کہا: آپ نے غضب کیا۔ اگر آپ کو چادر کی ضرورت نہیں تھی تو محمد بن یوسف کے غصے سے لوگوں کو بچانے کے لئے اس وقت چادر کو قبول کر لینا چاہئے تھا۔ چاہے بعد میں بیچ کر مساکین میں تقسیم کر دیتے،“ حضرت طاؤس نے جواب دیا ”تم ٹھیک کہتے ہو۔ بات بالکل معمولی تھی لیکن تم جانتے ہو اگر میں اس وقت چادر کو قبول کر لیتا تو لوگ میرے اس فعل کو سند جواز بنا لیتے۔“ (بحوالہ: اسلامی زندگی۔ نصر اللہ خاں عزیز)

اربابِ اقتدار کے عطیات بہت بڑا فتنہ ہیں۔ یہ قوموں کے اخلاق کو گھن کی طرح کھا جاتے ہیں۔ زبانِ حق کو گنگ کرتے اور ملت کے حوصلوں کو پست کرتے ہیں۔ اسلامی زندگی ان عطیات کے ساتھ میل نہیں کھاتی اور اربابِ صلاح و تقویٰ ان سے ہمیشہ اجتناب کرتے تھے اور یہاں تک احتیاط برتتے تھے کہ عوام کے لئے سببِ جواز حاصل کرنے کا شائبہ امکان بھی نہ رہے۔

### حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ

حضرت معروف بن فیروز کرخی رضی اللہ عنہ دوسری صدی ہجری کے مشہور اولیاء کرام میں سے ہیں۔ حضرت علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے آزد کردہ غلام تھے۔ آپ کے ملفوظات و افادات ہر دور کے مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ رہے ہیں۔ آپ ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے تھے لیکن آپ کے بھائی عیسیٰ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی زمانے سے ان کو عقیدہ توحید کے لئے چن لیا تھا، میں اور وہ ایک عیسائی استاد کے پاس پڑھا کرتے تھے استاد ہمیں تثلیث کا عقیدہ سکھاتا لیکن معروف جواب میں ”احد، احد“ فرماتے اس پر استاد انہیں مارتے تھے، ایک مرتبہ استاد نے انہیں اتنا مارا کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور لاپتہ ہو گئے، ان کی والدہ رو رو کر کہتی تھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے معروف کو میرے پاس لوٹا دیا تو وہ جو دین چاہے گا اسے اختیار کرنے سے نہیں روکوں گی۔ کئی سال بعد آپ واپس آئے تو ماں نے پوچھا بیٹا! تم کس دین پر ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ اسلام پر اس پر والدہ بھی مسلمان ہو گئیں اور ہمارا پورا گھر مشرب بہ اسلام ہو گیا۔ (مفہم الصوفیاء لابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۱۸۰، جلد: ۲)

آپ ان اولیاء کرام میں سے ہیں جن پر کثرتِ نوافل سے زیادہ ذکر و فکر کا غلبہ تھا۔ ان کے ایک معاصر راوی ابو بکر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی مسجد میں گیا۔ جب انہوں نے اذان

شروع کی تو میں نے دیکھا کہ حضرت معروف کرخی قدس سرہ پر اضطراب کی ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور جب اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو ان کی ریش مبارک اور ابرو تک کے بال کھڑے ہو گئے اور وہ بے قابو ہو کر اس درجہ جھکنے لگے کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ اذان پوری بھی کر سکیں گے یا نہیں۔ (حلیۃ الاولیاء لابن نعیم، ج: ۸، ص: ۳۶۱)

آپ کا معمول تھا کہ جو کوئی دعوت دیتا، سنت کے مطابق اس کی دعوت قبول فرمالیتے۔ ایک مرتبہ ایک ولیمہ میں گئے تو وہاں انواع و اقسام کے پر تکلف کھانے پچنے ہوئے تھے۔ وہاں ایک اور صوفی بزرگ موجود تھے، انہوں نے یہ پر تکلف کھانے دیکھے تو حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: آپ دیکھ رہے ہیں، یہ کیا ہے؟“ ان کا مقصد یہ تھا کہ اتنے پر تکلف کھانے مناسب نہیں، حضرت معروف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”میں نے یہ کھانے بنانے کو نہیں کہا تھا“ پھر جوں جوں مزید کھانے آتے رہے وہ صاحب اپنی سابقہ شکایت دہراتے رہے۔ آخر میں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اَنَا عَبْدٌ مَدْبُورٌ اَكِلُ مَا يُطْعَمُنِي وَاَنْزَلُ حَيْثُ يَنْزِلُنِي. (میں تو غلام ہوں، میرا آقا جو کچھ کھلاتا ہے کھاتا ہوں اور جہاں لے جاتا ہے چلا جاتا ہوں۔) (ایضاً، ص: ۳۶۲)

ایک مرتبہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں دیکھا کہ ایک سقہ آواز لگا رہا ہے، جو مجھ سے پانی پیئے، اللہ اس پر رحم کرے، حضرت معروف نے اس کی آواز سنی تو آگے بڑھ کر اس سے پانی مانگا اور پی لیا۔ کسی نے پوچھا کہ آپ تو روزے سے تھے۔ فرمایا کہ ہاں! لیکن میں نے سوچا کہ شاید اس اللہ کے بندے کی دعاء مجھے لگ جائے۔ (روزہ نقلی تھا، بعد میں قضا کر لی ہوگی)۔ (ایضاً، ص: ۳۶۵)

ایک مرتبہ آپ دجلہ کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ سامنے سے ایک کشتی گزری جس میں کچھ بے فکر نوجوان گاتے بجاتے جا رہے تھے۔ کسی نے حضرت

معروف سے کہا کہ دیکھئے یہ لوگ دریا میں بھی اللہ کی نافرمانی سے باز نہیں آتے، ان کے لئے بددعا کر دیجئے اس پر آپ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی کہ ”یا الہی اے میرے آقا! میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ جس طرح آپ نے ان نوجوانوں کو دنیا مسرتیں بخشی ہیں ان کو آخرت میں بھی مسرتیں عطا فرمائیے۔ حاضرین نے کہا کہ ہم نے تو آپ سے بددعا کے لئے کہا تھا۔ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں آخرت میں مسرتیں عطا فرمائیں تو ان کے دنیوی اعمال سے ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اس میں تمہارا تو کوئی نقصان نہیں۔ (عقود الصوفیہ، جلد: ۲، صفحہ: ۱۸۱)

### حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے نامور صاحبزادے ہیں۔ ورع و تقویٰ اور علم و فضل میں خانوادہ نبوت کے اوصاف کے امین اور اپنے زمانے میں مسلمانوں کے مرجع اور امام تھے۔ علم حدیث میں بھی آپ مقام بلند کے حامل تھے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی احادیث روایت کی ہیں۔ (الخلاصۃ للخری، ص: ۳۹۰)

آپ مدینہ طیبہ میں مقیم تھے، خلیفہ وقت مہدی عباسی کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ شاید اس کی حکومت کے خلاف بغاوت کریں گے، اس لئے اس نے آپ کو قید کر دیا۔ لیکن اسی قید کے دوران اسے خواب میں حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ دیکھا کہ حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مہدی کو خطاب کر کے یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتَقَطَّعُوْا اَرْحَامَكُمْ (سورہ محمد: ۲۲) ”تو کیا تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد مچاؤ، اور رشتہ داریاں کاٹ ڈالو“۔

مہدی کی آنکھ کھلی تو رات ابھی باقی تھی، لیکن صبح تک انتظار کرنے کا حوصلہ نہ ہوا، اپنے وزیر کو اسی وقت طلب کیا اور حکم دیا کہ حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کو اسی وقت

یہاں لے آؤ۔ حضرت تشریف لائے تو مہدی نے اعزاز و اکرام کے ساتھ ان سے معاف کیا، اپنے پاس بٹھایا، اور خواب بیان کر کے کہا کہ: ”کیا آپ مجھے یہ اطمینان دلا سکتے ہیں کہ اگر میں آپ کو رہا کر دوں تو آپ میرے یا میری اولاد کے خلاف بغاوت نہیں کریں گے؟“ حضرت نے جواب دیا: ”خدا کی قسم! نہ میں نے کبھی ایسا کیا ہے اور نہ یہ میری فطرت ہے۔“ یہ سن کر مہدی نے آپ کو تین ہزار دینار ہدیہ پیش کیا اور رہا کر دیا۔ مہدی کے وزیر بیچ کا کہنا ہے کہ میں نے راتوں رات ہی اس حکم کی تنفیذ کی اور چونکہ خطرہ تھا کہ کہیں کوئی اور رکاوٹ پیش نہ آجائے، اس لئے پوچھنے سے پہلے ہی ان کو مدینہ طیبہ کے راستہ پر روانہ کر دیا۔

(صفحة الصفوة لابن الجوزی، ج: ۲، ص: ۱۰۳)

لیکن بعد میں ہارون رشید خلیفہ بنا تو اس کو بھی شاید اسی قسم کی غلط فہمی پیدا ہوگئی، چنانچہ جب وہ حج کے لئے حجاز گیا تو وہاں سے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ساتھ لے کر آیا اور بغداد میں آپ کو دوبارہ قید کر دیا، اور اسی قید کی حالت میں آپ کی وفات ہوئی۔ اس دوسری قید کے دوران آپ نے ہارون رشید کو جو ایک مختصر خط لکھا ہے وہ اپنی بلاغت اور تاثیر کا شاہکار ہے اور اس کو جتنی بار پڑھا جائے اس میں حکمت و موعظت کی ایک کائنات سمٹی ہوئی نظر آتی ہے۔ فرمایا:

إِنَّهُ لَنْ يَنْقُضِي عَنِّي يَوْمٌ مِنَ الْبَلَاءِ إِلَّا أَنْقَضِي عَنْكَ مَعَهُ يَوْمٌ مِنَ الرُّخَاءِ حَتَّى نَقْضِي جَمِيعًا إِلَى يَوْمٍ لَيْسَ لَهُ أَنْقِضَاءٌ، يَخْسِرُ فِيهِ الْمُبْطُلُونَ. (صفحة الصفوة، جلد: ۲، ص: ۱۰۵)

اس درابکوزہ فقرے کی اصل تاثیر تو عربی زبان ہی میں ہے لیکن اردو میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ: ”میری اس آزمائش کا جو دن بھی کٹتا ہے وہ تمہاری عیش و عشرت کا ایک دن اپنے ساتھ کاٹ کر لے جاتا ہے، یہاں تک کہ ہم دونوں ایک

ایسے دن تک پہنچ جائیں گے، جو کبھی کٹ نہیں سکے گا، اس دن خسارہ ان لوگوں کا ہوگا جو باطل پر ہیں۔“

حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام صاحب کشف و کرامات بزرگ ہیں۔ کثرت عبادت کی بنا پر آپ کا لقب ”العبد الصالح“ مشہور تھا۔ جو دستا میں بھی لیکتا تھے۔ جب کسی شخص کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہ آپ کی غیبت کرتا ہے تو اس کے پاس کوئی مالی ہدیہ بھیج دیتے۔ خلیفہ ہارون رشید کی قید ہی میں ۱۶۳ھ کو وفات ہوئی۔

(الطبقات الکبریٰ للشعرازی، ج: ۱، ص: ۳۳)

آپ کا مزار مبارک بغداد کے کچھی حصہ رصافہ میں واقع ہے۔ (یہ بات سمجھنے کی ہے کہ خلیفہ منصور نے بغداد شہر دجلہ کے پوربی کنارے پر بسایا تھا، بعد میں اس کے بیٹے خلیفہ مہدی نے کچھی کنارے کو اپنی چھاؤنی بنایا اور رفتہ رفتہ وہ حصہ بھی شہر میں شامل ہو گیا، پوربی حصہ کرخ اور کچھی حصہ رصافہ کے نام سے موسوم ہوا۔ ان دونوں حصوں کے یہی نام آج تک چلے آتے ہیں۔ ہماری تاریخ کے بہت سے نامور علماء ”کرخی“ اور ”رصافی“ انہیں حصوں کی طرف منسوب ہیں) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مزار کی وجہ سے اس پورے علاقے کا نام ”کاظمہ“ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے مزار مبارک کو یہ مقام بخشا کہ بزرگوں کے تجربے کے مطابق وہاں جو دعا کی جائے، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتے ہیں۔ (ماخوذ از: ”جہان دیدہ“، جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی، ص: ۲۵-۲۷)

### اقوالِ صوفیائے کرام

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ. پھر وہ ایمان لانے والوں ہوں جو ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں صبر کی اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں رحمت کی۔ (سورۃ اہل، ۱۶)

### حضرت خواجہ ابوعلی جرجانی

حضرت خواجہ ابوعلی جرجانی (جرجانی بہ معنی جارچیہ کے باشندے) آپ خواجہ محمد بن علی حکیم ترمذی کے مرید تھے۔ فرماتے ہیں: محبت کی زیادتی ذکر الہی کی وجہ سے ہوتی ہے کیونکہ زیادہ ذکر کرنے سے اللہ کی محبت دل میں گھر کر لیتی ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ عارف وہ ہے جس نے اپنا پورا دل مولا کو دیدیا ہے اور جسم خلق کو۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ صاحب استقامت ہونا چاہئے نہ کہ صاحب کرامت۔ کیونکہ تیرا نفس کرامت چاہتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ استقامت کو پسند کرتے ہیں۔

### خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آسمانی کتابوں میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے جب میرا ذکر تم پر غالب ہوتا ہے، میں تمہارا عاشق بن جاتا ہوں، آپ یہ بھی فرماتے ہیں: عاشق آفتاب کے مانند ہیں کہ سب پر ضیاء باری کرتے ہیں۔

### خواجہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عارف کا مولا کے ساتھ عبادت کا ایک لمحہ دوسرے عابدین کی ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے۔

### خواجہ ابو یعقوب نہر جویری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ ابو یعقوب نہر جویری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۳۰ھ) خواجہ ابو یعقوب سوسی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ لوگوں میں ہیں) فرماتے ہیں: اس مقام تک پہنچنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک یہ کہ تو خلق سے پیوستہ نہ ہو بلکہ حق سے پیوستہ ہو۔ دوم یہ کہ تیرا عمل ثواب کے لئے نہیں بلکہ

تعمیل حکم اور محبت کی وجہ سے ہو اور خلوت و جلوت میں حق تعالیٰ کے ساتھ ہونہ کہ عمل یا اس کے ثواب کے ساتھ۔ (یعنی ہر وقت توجہ الی اللہ ہونی چاہئے نہ توجہ الی الثواب) آپ یہ بھی فرماتے ہیں: عارف اس وقت تک واصل حق نہیں ہو سکتا جب تک اپنے دل کو ان چیزوں سے نہ کاٹ ڈالے یعنی علم، عمل اور خلوت۔ یعنی ان تین چیزوں کو اللہ کی محبت میں بھول جائے۔

### حضرت خواجہ عثمان مغربی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ عثمان مغربی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۷۳ھ) فرماتے ہیں: گناہ گار دعویٰ دے بہتر ہے (گناہ کرنے والا اس شخص سے بہتر ہے جو نیکی کرے اور اترائے) کیوں کہ گناہ گار توبہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور یہ عبادت ہے جب کہ مدعی ہمیشہ اپنے دعویٰ اور نیک بختی کے خیال میں مست رہتا ہے اور یہ عین گناہ ہے۔

### شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ روایت ہے کہ میں شیخ ابو عبد الرحمن سلمی (متوفی ۴۱۲ھ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پہلی ملاقات میں آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے تیرے لئے نصیحت نامہ لکھتا ہوں۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے لکھا کہ میں نے اپنے دادا ابو عمر سلمی سے سنا ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابو القاسم جنید بن محمد بغدادی سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ ”تصوف ہی خلق ہے۔ (خوش اخلاقی ہے) جو کوئی خوش اخلاقی میں زیادہ ہوتا ہے۔ تصوف میں بھی بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اور تقاسیر خلق میں سے بہترین تفسیر شیخ ابوسعید سلعلو کی ہے جس میں لکھا ہے کہ خلق اعتراض سے اعراض کا نام ہے۔ (اعتراض سے پرہیز یعنی کسی پر اعتراض نہ کرنا) کیوں کہ اعتراض وہی کرتا ہے جو اپنے آپ کو اس سے اچھا سمجھتا ہے اور جو اپنے آپ کو

دوسروں سے اچھا سمجھتا ہے خوش خلق نہیں بلکہ خود پرست اور شیطان صفت ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اللہ تک پہنچنے کے راستے تعداد میں تمام موجودات کے ذرات کے برابر ہیں۔ لیکن کسی کا دل خوش کرنے سے بہتر کوئی راستہ نہیں اور ہم نے حق تعالیٰ کو اسی طریقے سے پایا ہے اور اسی کی ہم وصیت کرتے ہیں۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ یہ بھی روایت ہے کہ ہم نے خواجہ ابوالفضل بن حسین سے سنا ہے کہ گذشتہ کا ذکر نہیں کرنا چاہئے اور مستقبل کا منتظر نہیں رہنا چاہئے، صرف حال کا خیال کرنا چاہئے اور اسے غنیمت سمجھنا چاہئے۔ یہ ہے بندگی اور فرماں برداری کا تقاضہ جس کے لئے بندہ معمور کیا گیا ہے۔

### شیخ ابو عبد الرحمن سلمی

شیخ ابو عبد الرحمن سلمی فرماتے ہیں: صوفی کے لئے دو امور ناگزیر ہیں۔ اول یہ کہ احوال میں صادق ہو اور معاملات میں باداب یعنی صادق الحال ہو اور لوگوں سے ادب اور خوش خلقی سے پیش آئے۔ صادق الحال اسے کہتے ہیں جس کا حال اور قال یکساں ہو، اس کا ایمان باللہ تقلیدی یعنی علم الیقین سے ہو بلکہ تصدیق و مشاہدہ اور عین الیقین اور حق الیقین سے ہو۔

### خواجہ سمنون

خواجہ سمنون (خواجہ سری سقطی رضی اللہ عنہ کے ہم نشین اور خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر) فرماتے ہیں: کوئی چیز محبت سے زیادہ رقیق اور لطیف نہیں ہے۔

### شیخ ابو بکر عبد اللہ نساج

شیخ ابو بکر عبد اللہ نساج (آپ امام احمد غزالی کے پیر و مرشد ہیں) فرماتے ہیں: موہوم جلایا نہیں جاسکتا اور دل کی آنکھ غیرت غیر کی سوئی سے سی نہیں جاسکتی اور

خلوت خانہ دل شمع تجلیات جاناں سے روشن نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ کاشت شدہ زمین میں تخم نہیں ڈالا جاسکتا اور لکھے ہوئے کاغذ پر لکھا نہیں جاسکتا۔ (مطلب یہ کہ جب تعینات موہومہ یعنی غیر اللہ کا وہم و خیال دل میں جاگزیں ہو جاتا ہے تو اس کا مٹانا اور اس کی جگہ موجود حقیقی یعنی حق تعالیٰ کا تصور قائم کرنا ایسا ہے جیسے کاشت شدہ زمین میں کوئی اور چیز کاشت کرنا اور لکھے ہوئے کاغذ پر لکھنا)۔

مولانا روم فرماتے ہیں کہ صحبت شیخ بہت بڑی چیز ہے۔ میرے آقا خواجہ شمس الدین تبریزی نے فرمایا ہے کہ قول یافتہ مرید کی علامت یہ ہے کہ بیگانہ لوگوں کے ساتھ بالکل صحبت نہیں رکھ سکتا۔ اگرنا چار صحبت بیگانہ مل جائے تو وہ اس طرح ہوتا ہے جیسے منافق مسجد میں، بچہ مدرسے میں، قیدی قید خانے میں اور مولوی مرض میں۔

### استفساراتِ صوفیائے کرام

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنِي سِرَّهُ لِّلْيُسْرَىٰ - اور جس نے اچھی بات کی تصدیق کی تو ہم آسان کر دیں گے اس کے لئے آسان راہ۔ (سورۃ البیل ۶-۷)

### خواجہ سمنون رضی اللہ عنہ

خواجہ سمنون رضی اللہ عنہ (خواجہ سری سقطی رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ اور خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر لیکن وصال خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے پہلے ہوا) سے پوچھا گیا: محبت کو بلا کے ساتھ کیوں مقرون کیا گیا ہے۔ (یعنی محبت کے ساتھ بلا کیوں لازمی ہے) آپ نے کہا: تاکہ ہر سفلہ (کمینہ صفت) محبت کا دعویٰ نہ کرے، جب بلا سے دوچار ہوتا ہے بھاگ جاتا ہے۔ آپ سے فقیر کی تعریف پوچھی گئی۔ فرمایا: فقیر وہ ہے جو فقرا سے محبت کرتا ہے۔ فقیر کو نقدی سے اتنی وحشت ہوتی ہے جتنی کہ جاہل کو فقر (مفلسی) سے۔ تصوف کی تشریح آپ سے پوچھی گئی۔ فرمایا تصوف یہ ہے کہ نہ کوئی چیز تیری ملکیت میں ہو، نہ تو کسی کی ملکیت ہو۔

## شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۶۰ھ) سے پوچھا گیا تصوف کیا ہے؟  
فرمایا: جو کچھ تیرے سر میں ہے رکھ دے اور جو تیرے ہاتھ میں ہے دے دے اور جو  
تیرے ساتھ گزرے صبر کرے۔ یہ بھی فرمایا: اللہ بس ماسویٰ ہوس (اللہ کافی ہے باقی  
سب حرص و ہوس ہے)۔

## مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو  
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کو اللہ تعالیٰ سے کیا راز و نیاز رہا، جواب دیا: حق  
تعالیٰ نے ستر ہزار کلمات کی وضاحت کی قدرت حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا  
فرمائی۔ (حوالہ مندرجہ بالا چار استفسارات مرآة الاسرار مولفہ شیخ عبدالرحمن چشتی سے ماخوذ ہیں)

پٹنہ کے مشہور بزرگ حضرت شاہ منعم پاک قدس سرہ سے پوچھا گیا کہ  
”فقراء اپنی صورتِ عنصری کو دوسری شکلوں میں بدل لیتے ہیں؟ ایسا کیوں کر ہوتا  
ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے جسم کو لطیف فرمادیتا ہے اس  
لئے اگر وہ اسے تبدیل کر لیں تو اس میں کیا شک کی گنجائش ہے؟“ (حوالہ: اخبار الاولیاء (۱۳۷)  
از قاضی محمد اسماعیل قدیمی تدوین و ترجمہ سید شاہ شمیم الدین احمد مصححی سجادہ نشین خانقاہِ معصومیہ متین گھاٹ پٹنہ)

## خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اصل دین کیا ہے؟ آپ  
نے فرمایا عقل۔ اس نے پوچھا کہ عقل کی اصل کیا ہے؟ فرمایا علم اس نے پوچھا کہ  
اصل کیا ہے؟ فرمایا: صبر۔ (مرآة الاسرار صفحہ: ۲۶۳)

## خواجہ احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے ہمت اور صدق حال کے متعلق  
نصیحت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: اپنے نفس کو ترک شہوات سے مار ڈالو تا کہ وہ  
حیات جاودانی سے زندہ ہو جائے۔ (انوار الازکیا)

## احوالِ صوفیائے کرام

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَى رَبِّكَ كَدْحًا فَمَلْقِيهِ - اے  
انسان! تو محنت سے کوشاں رہتا ہے اپنے رب کے پاس پہنچنے تک پس تیری اس  
سے ملاقات ہو کر رہتی ہے۔ (سورہ الانشقاق)

## حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہوری

صاحب کشف المحجوب حضرت علی ہجویری عرف حضرت داتا گنج بخش لاہوری  
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک درویش کو دیکھا جسے بادشاہ نے تین ہزار دینار بھیجے  
کہ انہیں حمام گرم کرنے پر صرف کریں یعنی وضو غسل وغیرہ کا پانی گرم کروالیا  
کریں۔ آپ کسی حمام پر تشریف لے گئے اور ساری رقم حمام والوں کو دے کر چلے  
آئے۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ التَّصَوُّفُ وَالتَّصَوُّفُ لَا يَكُونُ مَعًا (تصرف  
اور تصوف یکجا نہیں ہوتے)۔ دنیا جمع کرنا اور اس کی قدر کرنا آدمی کو تصوف سے اس  
طرح نکالتا ہے جس طرح بال آٹے سے نکالا جاتا ہے۔ صوفیاء دنیا کی قدر نہیں  
کرتے اور نہ اس کا غم کھاتے ہیں۔ اگر ساری دنیا کا لقمہ بنا کر درویش کے منہ میں  
ڈالا جائے تو اصراف نہ ہوگا۔ اصراف یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی رضا کے مطابق خرچ نہ  
کیا جائے۔ حق تعالیٰ تمہارے ہاتھ سے ترک دنیا اتنا پسند نہیں کرتے جتنا کہ تیرے  
دل سے دنیا کی دوستی کو ترک کرانا پسند کرتے ہیں۔

## خواجہ ابو عبد اللہ حنیف

خواجہ ابو عبد اللہ حنیف متوفی ۳۳۱ھ بڑے سبک بار، سبک روح اور سبک حساب تھے (یعنی ہلکے بوجھ اٹھانے والے، ہلکی روح والے یعنی ایسی روح جو جلدی تن سے جدا ہو سکے اور سبک حساب یعنی جس کے پاس کچھ نہ ہو، نہ حساب میں دیر لگے) آپ کے مجاہدہ کا یہ حال تھا کہ ہر رکعت نماز میں آپ ایک ہزار بار سورہ اخلاص پڑھتے تھے اور اکثر یہ ہوتا تھا کہ آپ صبح سے رات تک ایک ہزار رکعت نفل پڑھتے۔

## خواجہ سمنون

خواجہ سمنون (خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت نشین اور خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر) کے ایک صحبت نشین ابو احمد خلاص کہتے ہیں کہ آپ ہمیشہ پانچ سو رکعت نوافل پڑھتے تھے۔ یہ بھی ابو احمد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی امیر نے چالیس ہزار درہم کا کھانا غربا کو کھلایا خواجہ سمنون نے کہا اے ابو احمد! ہمیں اس طعام کی طاقت نہیں۔ آؤ علیحدگی میں ہر درہم کے عوض نعم البدل کے طور پر ایک رکعت نماز ادا کریں۔ پس آپ نے مدائن میں جا کر چالیس ہزار رکعت ادا کی۔

## شیخ ضیاء الدین ابو نجیب

شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبد القاہر عبد اللہ سہروردی (متوفی ۵۶۳ھ، آپ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد تھے) شیخ شہاب الدین سہروردی کی روایت کے مطابق ایک دن تین یہودی اور تین عیسائی حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نے ان کو اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ آپ نے ان میں سے ہر ایک کو ایک لقمہ دیا۔ ابھی لقمہ ان کے پیٹ میں نہیں گیا تھا کہ وہ سب ایمان لے آئے اور کہنے لگے کہ جو ہی لقمہ ہمارے حلق کے اندر گیا سو اے اسلام کے ہر دین کی محبت ہمارے دل سے جاتی رہی۔

## خواجہ ابو علی دقاق

خواجہ ابو علی دقاق (متوفی ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں: میں اپنے پیر و مرشد خواجہ ابو القاسم نصر آبادی کی خدمت میں ہرگز بغیر غسل کے نہیں جاتا تھا۔

## حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں حضرت ملا شاہ بدخشاں قادری ریاضت و مجاہدہ اور ترک دنیا میں اپنے ساتھیوں میں ممتاز ہوئے۔ کوئی خدمت گزار ساری عمر اپنے پاس نہ رکھا۔ نہ چولہے میں آگ جلائی اور نہ چولہا سلگایا اور نہ کھانا پکایا۔ سات برس تک ہر رات ایک سانس میں گزاری اور جس دم سے ذکر خفی میں مشغول رہے۔ عشاء کا وضو نماز فجر تک قائم رہتا آنکھیں نا آشنائے خواب رہتیں۔ کبھی غسل ضروری کی حاجت نہ ہوئی۔

فرمایا کرتے تھے کہ احتلام نیند میں ہوتا ہے اور جنابت مقاربت

زن سے۔ میں نیند اور عورت سے پاک ہوں۔ اس لئے احتلام اور

جنابت سے پاک ہونے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ آپ شاعر اور

صاحب تصنیف بزرگ ہیں۔ دار شکوہ نے سکینۃ الاولیاء میں آپ کی

متعدد غزلیں بطور تبرک تحریر کی ہیں۔ (صفحات: ۱۶۳-۱۶۷، مدیۃ الاولیاء)

## بعض اہل اللہ

بعض اہل اللہ کو گہرے صدمات کے وقت انتہائی خوشی حاصل ہوتی ہے، یہ

ان کا ایک حال تھا۔ کسی بزرگ کے لڑکے کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے خوشی میں مٹھائی

منگوا کر تقسیم کرائی اور کہا میرا لڑکا اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملا اور جنت میں مقام پایا۔ یہ

ان کا ایک حال ہی تھا اور وہ معذرت تھے ورنہ حزن و ملال کا ہونا مشروع ہے۔

حضرت خواجہ ابوتراب بخشیشی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ ابوتراب بخشیشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۳۰ سال تک میں نے نہ کسی سے کچھ لیا نہ دیا۔ لوگوں نے پوچھا: کس طرح؟ فرمایا: جب لیتا تھا تو ان سے (خدا تعالیٰ سے) لیتا تھا اور جب دیتا تھا تو انہیں دیتا تھا۔ (آپ خواجہ حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ ہیں۔ ایک دفعہ آپ صبح کے وقت حرم میں سو رہے تھے۔ جنت کی چند حوروں نے چاہا کہ اپنے آپ کو حضرت خواجہ کے حوالہ کر دیں۔ آپ فرمایا کہ ہمیں غفور میں اس قدر استغراق ہے کہ حور کی پرواہ نہیں)۔

## جب نفس کو توڑنے والا میسر آ جائے

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا، فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا  
 إِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (المائدہ ۹۲) ترجمہ: اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور محتاط رہو، اور اگر تم نے روگردانی کی تو خوب جان لو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض تو بس ہمارے احکام کو کھول کر پہنچانا ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

ایک اشکال جو بظاہر واقع ہوتا تھا رفع ہو گیا اور اسی اشکال کی وجہ سے بعض اہل حال دعا کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اشکال کی تقریر یہ ہے کہ جس بات کیلئے دعا کی جاتی ہے، دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ خدا تعالیٰ کی خواہش و ارادہ کے موافق ہے یا مخالف ہے، اگر موافق ہے تو اس کا آپ ہی ظہور ہو جائے گا، دعا کی کیا حاجت ہے؟ اور اگر مخالف ہے تو ایسی بات کی دعا کرنا گستاخی ہے۔ جواب یہ ہے کہ جس بات کا خلاف ارادہ حق ہونا متیقن نہ ہو بلکہ محتمل بین الامرین ہو، اس کیلئے دعا کرنا نصوص میں مامور بہ ہے اور مامور بجالانا خود حق تعالیٰ کی خواہش کے موافق ہے، پس دعا کرنا

خلاف خواہش حق نہ ہو، ہاں! جس امر کا خلاف خواہش حق ہونا متیقن ہو اس کیلئے دعا کرنا ممنوع ہے۔ اور خلاف خواہش ہونے کے علم کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ کسی امر حرام اور ممنوع کیلئے دعا کی جائے، جس کا خلاف خواہش حق ہونا نصوص سے معلوم ہے، دوسرے یہ کہ وہ مطلوب حرام اور ممنوع تو نہیں مگر اس کا خلاف خواہش حق ہونا دلیل صحیح سے معلوم ہو چکا ہے جیسے (نعوذ باللہ) اپنی نبوت کی دعا کرنے لگے۔

## سوال و جواب

اب ایک سوال باقی رہا، وہ یہ کہ جس امر کا خلاف منشاء حق ہونا متیقن نہیں، جس کے لئے دعا جائز ہے، اگر اس کے لئے دعا کی گئی اور عین دعا کی حالت میں یہ احتمال ہے کہ قبول نہ ہو تو اس وقت دوسرا اشکال ہوگا، وہ یہ کہ دعا تو طلب ہے اور طلب کے وقت ایک شق کو ترجیح دے رہا ہے اور تفویض میں دونوں شقیں مساوی تھیں تو دعا و تفویض کیسے جمع ہوئے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ عارف عین دعا کی حالت میں قبول و عدم قبول دونوں پر دل سے راضی ہوتا ہے مگر طلب میں ایک کو ترجیح دینا یہ بھی رضا ہی کا اتباع ہے۔ تو اس وقت بھی درحقیقت وہ دونوں احتمال پر رضا ہی کا طالب ہے، اگر دعا قبول ہوئی تو ثواب بھی ملے گا اور مرد ظاہری بھی پوری ہوگی اور قبول نہ ہوئی تو اجر و ثواب سے خوش ہوگا اور مرد حق کے پورا ہونے پر اپنی مراد سے زیادہ خوش ہوگا۔

اگر مرادت را مذاق شکرست

بے مرادی نے مراد دلبرست

”اگر میری خواہش پوری ہو جائے تو شکر کا موقع ہے اور اگر خواہش پوری نہ ہوئی تو بھی مری مراد برآئی کہ محبوب کی خواہش پوری ہوگی“۔

پس طلبِ ودعا اور تفویض و رضادونوں اس طرح جمع ہو گئیں یہاں  
مضمون مقصود ختم ہو گیا۔

### فنا فی اللہ کا طریقہ

اب صرف مقصود کے متعلق دو تین مختصر جملے باقی رہ گئے ہیں، وہ معروض ہیں  
ایک یہ کہ یہ تو معلوم ہو گیا کہ خواہش کو فنا کرنے کی ضرورت ہے۔ اب یہ بات معلوم  
کرنا رہ گئی کہ فانی ہونے کی کیا صورت ہے؟ اس کو مولانا فرماتے ہیں:

باہوا و آرزو کم باش دوست

چوں یضلک عن سبیل اللہ اوست

خواہشاتِ نفسانی اور آرزوؤں کو کم کر دو کیونکہ یہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گی۔  
حاصل یہ ہوا کہ ہوئی کے فانی ہونے کی صورت یہ ہے کہ اس کا اتباع نہ  
کرے، اس سے وہ مضحل ہو جائے گا، اضمحلال فنا ہے، پھر اس کی مقاومت آسان  
ہو جائے گی (اس کا کسی قدر بیان اثناء وعظ بھی ہو چکا ہے) اس سے ”ہواؤں آرزو“  
کے فنا کرنے کا حاصل تو معلوم ہو گیا، آگے اس کے طریقہ کا بیان ہے۔

ایں ہوا راہ نشکند اندر جہاں

ہیچ چیزے جڑ کہ سایہ ہمرہاں

”خواہشاتِ نفسانی کو کم کرنے کی کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ راہ  
سلوک میں کوئی ہم سفر راہ نما ساتھ ہو۔“

یعنی خواہشِ نفسانی کا شکستہ کرنے والا رفیق، طریق کے سوا کوئی نہیں، آگے  
رفیق طریق کا تعیین فرماتے ہیں۔

نفس نتوان کشت الاخل پیر

دامن آں نفس کش را سخت گیر

”نفس کی قوت کو توڑنے والا سوائے شیخِ طریقت کے کوئی نہیں، جب میسر  
آجائے اس کے دامن کو سختی سے پکڑ لو۔“

یہ ہے وہ رفیقِ طریق یعنی شیخِ کامل پس فانی بننے کی صورت یہ ہے کہ شیخ  
کامل کا دامن پکڑ لو۔

### بیعتِ ضروری نہیں کامِ ضروری ہے

مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ کسی کے مرید ہو جاؤ، اس معاملہ میں بہت لوگ  
بڑی غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ لوگ بیعت کو ضروری یعنی شرط اور کافی یعنی علت  
سمجھتے ہیں کام نہیں کرتے یا بدوں بیعت کام کو نافع نہیں سمجھتے، پس خوب سمجھ لو کہ شیخ  
کا اتباع ضروری ہے، بیعت ہونا ضروری نہیں، یعنی اس پر اصرار نہ کرو کہ بیعت ہی  
ہو تو کام کروں گا بس کام کرنا چاہئے اور شیخ سے کام لینا چاہئے۔

### مشائخ کا فرضِ منصبی

اب کام کی تفصیل بھی سنو! شیخ کے تو دو کام ہیں، ایک اصلاح، ایک ذکر کی  
تعلیم، اور ان میں بھی اصل کام اصلاح ہی ہے، ذکر اس کی اعانت و برکت کے لئے  
ہے، باقی اصلاح کیا چیز ہے؟ سو وہ نفس کو پاک کرنا ذمائم سے، یعنی تربیتِ باطنی  
کرنا، مگر اس کی اعانت کے لئے شیخ ذکر اللہ کی تعلیم کرتا ہے، یوں آدمی اصلاح کی  
خود بھی تدبیر کر سکتا ہے، مگر شیخ کی تعلیم میں غیبی برکت ہوتی ہے، باقی نرا وظیفہ بدوں  
اصلاح کے مطلق کافی نہیں ہے۔ اس خیال کی بھی اصلاح ضروری ہے، بہت لوگ  
اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ نرا وظیفہ ہی اصلاح کے لئے کافی ہے، حالاں کہ اصلاح کی  
حقیقت ہی ہوائے نفس سے نکلنا ہے اگر ہوائے نفس کے اندر ہے تو فرمائیے نرا وظیفہ  
کیسے کافی ہوگا؟ یہ کام تو شیخ کا تھا۔

## مریدین کی ذمہ داری

اور مرید کا اصل کام ہے اتباع اور اتباع کی تکمیل کے لئے دوسرا کام ہے شیخ کو حالات کی اطلاع۔ پس میں خلاصہ اور عطرِ تصوف کا بتلائے دیتا ہوں کہ اصل مقصود ہی کو ہدی کے تابع کرنا ہے اور یہ جب ہوگا کہ نفس ہے ہوا نکل جائے یعنی ہوائے نفس مغلوب ہو جائے اور یہ بات شیخ کے واسطے سے حاصل ہو جاتی ہے پس یہ ہے خلاصہ۔

## مطالعہ مواعظ و کتب قائم مقام شیخ ہیں

دوسرا جملہ یہ کہ اگر کسی کو شیخ کامل نہ ملے تو وہ یہ تدبیر کرے کہ مشائخ کے ملفوظات و احوال کا مطالعہ کرے اور کتابوں سے فنائے نفس کا طریقہ معلوم کر کے عمل کرے۔ مگر شیخ کی تلاش میں برابر رہے، کیوں کہ کتابوں کے مطالعہ سے شیخ کے برابر نفع نہیں ہو سکتا، پس جس کو شیخ میسر ہو وہ تو ایسا ہے جیسے طبیب سے علاج کرانے والا، اور جس کو نہ ملے وہ خود کتابوں میں تدبیر دیکھ کر ایسا علاج شروع کر دے جس میں خطرہ نہ ہو۔ لیکن ایسا نفع تھوڑا ہی ہوگا، جیسا طبیب سے رجوع کرنے والے کو ہوتا ہے، غرض مشائخ کا فرض منصبی نفس کی اصلاح ہے، یعنی دوائی ذمیمہ کا مغلوب ہو جانا اور جیسے طلب ظاہر میں امراض جسم کے مغلوب کرنے کی تدابیر ہیں اور یہی معنی ہیں صحت کے گودوائی مرض کے یعنی اخلاف وغیرہ بدن کے اندر باقی رہتے ہیں مگر اعتدال کے سبب مضراثر نہیں کرتے، اسی طرح باطن میں امراض نفس کے مغلوب کرنے کی ایسی تدابیر ہیں جن کے استعمال سے باغی ذمیمہ کا اضمحلال ہو جاتا ہے، شیخ یہی تدابیر بتلاتا ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں کرتا اور یہ تدابیر تم خود بھی اپنے مطالعہ سے معلوم کر سکتے تھے، مگر تمہارا معلوم کرنا ویسا ہی ہوگا جیسے غیر طبیب کتب طب سے طریق علاج معلوم کرتا ہے اور دونوں کا فرق ظاہر ہے۔

## حاصل تدابیر

اور ان مجموعی تدابیر کا حاصل یہ ہے کہ اول تو علم شریعت حاصل کرے، تاکہ افعال و اخلاق کا بھلا اور برا ہونا معلوم ہو کہ یہ چیز بری ہے اور یہ اچھی ہے پھر جو بری خواہش نفس کے اندر پیدا ہو اس کے مقتضا پر عمل نہ کرے اگر پھر خواہش پیدا ہو پھر ایسا ہی کرے، چند روز میں تقاضا جاتا رہے گا اور یہ زوال تقاضا ہر شخص کی استعداد کے موافق مختلف طور پر ہوگا (مثلاً کسی کو تین بار اس پر عمل کرنے میں نفع ہوگا، کسی کو زیادہ میں، کسی کو کم میں) اگر کچھ مدت تک ایسا کیا جائے تو مقاومت نفس آسان ہو جائے گی، یہ طریقہ دونوں شقوں کے ساتھ میں نے اس لئے بیان کر دیا کہ بعض دفعہ شیخ کامل نہیں ملتا تو اس صورت میں طالب کو کیا کرنا چاہئے؟ پس وہی یہ دو کام کرے، ایک تحصیلِ علوم، دوسرے ہوائے مذموم میں نفس کی مخالفت مگر یہ لازم ہے کہ شیخ کی تلاش میں رہے۔

## شیخ کامل کی علامتیں

تیسرا جملہ یہ کہ یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ شیخ کامل کسے کہتے ہیں؟ پس سنئے کہ شیخ کامل کی سات علامتیں ہیں:

ایک علامت یہ ہے کہ اس کو علم دین بقدر ضرورت حاصل ہو۔ دوسرے یہ کہ علمائے حق سے اس کو مناسبت ہو۔ تیسرے یہ کہ جتنا علم رکھتا ہو اس پر عمل کا اہتمام ہو۔ چوتھے اس کی صحبت میں یہ برکت ہو کہ روز بروز دنیا سے دل سرد ہونے لگے اور حق تعالیٰ سے محبت بڑھنے لگے۔ پانچویں دقیق علامت ہے کہ وہ یہ کہ اہل علم اور اہل فہم کی توجہ اس کی طرف زیادہ ہو یعنی علماء اور صلحاء کا میلان اس کی طرف زیادہ ہو، امراء اور عوام الناس کا میلان زیادہ نہ ہو۔ چھٹے یہ کہ وہ کسی شیخ کامل کا مجاز ہو، یعنی کسی مشہور بزرگ نے اس کو بیعت و تلقین وغیرہ کی اجازت دی ہو۔

ساتویں یہ کہ اس کے اصحاب میں زیادہ کی حالت اچھی ہو۔ یعنی اس کے ہاتھ سے لوگوں کو شفا حاصل ہوتی ہو اور طریق باطن میں شفا اسی کا نام ہے کہ اپنی حالت شریعت کے موافق ہو جائے، مولانا رومؒ ان ہی شرائط کا خلاصہ فرماتے ہیں:

کار مرداں روشنی و گرمی ست

کار دونوں حیلہ و بے شرمی ست

”روشنی سے مراد معرفت اور گرمی سے مراد محبت ہے، یعنی شیخ کامل وہ ہے

جسے معرفت حاصل ہو اور صحبت بھی۔“

ایک مقام پر مصنوعی پیروں کے بارے میں فرماتے ہیں:

اے بسا الیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست

”کبھی کبھی شیاطین بھی مشائخ کی شکل بنا لیتے ہیں، پس ان کے ہاتھ میں اپنا

ہاتھ دینے سے بچو۔“

## شیخ کے حقوق

اور جب شیخ کامل مل جائے تو اس کے حقوق کے متعلق فرماتے ہیں:

نفس نتوان کشت الا ظل پیر

دامن آں نفس کش را سخت گیر

اسی کو شیخ فرید الدین عطارؒ فرماتے ہیں:

در ارادت باش صادق اے فرید

تابیابی گنج عرفاں را کلید

بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق

عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق

”اے فرید! ارادت کے لئے کسی پیر صادق کا ہاتھ تھام لو کہ وہ تمہیں علم و عرفان کے خزانوں کی چابیاں تمہا دے، بغیر رہنما کے جس نے بھی اس راہ عشق میں قدم رکھا عمر گزر گئی لیکن وہ اس راہ عشق سے آگاہ نہ ہوا۔“

اور شیخ کے اور بھی حقوق ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ اس کا جی برانہ کرے، اس کی کوشش کرے کہ اس کا دل میلانہ ہو، یہاں تک کہ اگر وہ ادب و تعظیم سے خوش ہو تو اس کی تعظیم کرے اور جو تعظیم نہ کرنے سے خوش ہو تو تعظیم کرے، یہ نہ ہو کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کرے اور شیخ کی مرضی کا اتباع نہ کرے یہ حاصل ہے اتباع شیخ کا۔

## حاصل کلام یہ کہ

خلاصہ یہ ہے کہ اتباع ہوئی کو ترک اور اتباع ہوئی کو لازم کرنا چاہئے، یہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور اسی سے اصلاح ہو سکتی ہے بغیر اس کے منزل مقصود تک پہنچنا سخت دشوار ہے اور یہ سمجھ لیجئے کہ بدوں کئے ہوئے کوئی کام نہیں ہوتا، اس لئے کام کرنا اور ہمت سے کام لینا چاہئے اس ہمت میں ہماری حالت یہ ہے کہ دنیوی امور میں تو جان لڑا دیتے ہیں اور دنیوی مقاصد کے حاصل کرنے میں عمریں ختم کر دیتے ہیں، مگر دین کے بارے میں دیکھا جاتا ہے کہ عام طور سے قصد ہی نہیں کرتے، بس یہ چاہتے ہیں کہ گھر بیٹھے بٹھائے دین مل جائے کچھ کرنا نہ پڑے، تو سمجھ لو کہ بدوں سعی کے کچھ نہیں ہوتا، عادت اللہ یوں ہی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق مرحمت فرمائے آمین!

## اللہ کے احکام کی پابندی کا نام

اللہ کے احکام کی پابندی کام نام عبادت اور اطاعت ہے اور اسی کا نام اسلام ہے۔ عبادت کا مادہ عبد ہے اور عبد غلام کو کہا جاتا ہے۔ غلام وہ نہیں جو صرف آقا کے کہنے پر نماز تو پڑھ لے اور باقی کام اپنی مرضی سے کرتا رہے۔ غلام وہ ہے جو آقا کے

سب احکام کی پابندی کرے۔ خدا کے احکام اور ہدایت سے بغاوت اور مخالفت کا نام شرک ہے۔ شرک تمام احکام میں بھی ہو سکتا ہے اور کسی ایک حکم میں بھی۔ خدا کے احکام کے مقابلے پر کسی دوسرے کے حکم کی پابندی کرنا شرک ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے: ”بے شک اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشے گا اور اس کے علاوہ جس کو چاہے گا، بخش دے گا اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے“۔ (سورۃ النساء)

اگر ہم اپنے وجود کے حوالے سے اللہ کی رحمتیں دیکھنا چاہیں تو سب سے بڑی رحمت جو ہمیں محسوس ہوتی ہے وہ ہمارا انسان ہونا ہے۔ ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ اللہ نے ہمیں کسی سانپ، مچھر، مکھی کی صورت میں یا لوگوں کے پاؤں تلے آنے والی چیونٹی کی صورت میں پیدا کیا ہوتا لیکن یہ اس کی مہربانی ہے کہ اس نے ہمیں نسل انسانی میں پیدا کیا اور بحیثیت مسلمان ہمیں اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں مسلمان گھرانے میں پیدا کیا، ہمیں ایمان کی دولت آنکھ کھولتے ہی عطا کی، اللہ تعالیٰ مزید احسانات جو وہ ہم پر ساری زندگی کرتا رہتا ہے، ان کا شمار ناممکن ہے۔

ذرا سوچیں! ان تمام احسانات کے بدلے اللہ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ صرف یہی ناکہ ہم صرف اسی کی عبادت کریں، صرف اسی کا حکم مانیں، جن باتوں کا حکم دیا ہے، ان کی پیروی کریں۔ اسی پر کامل ایمان رکھیں۔ صرف اسی کے سامنے سجدہ کریں اور اسی سے مدد مانگیں اور اس کی رحمت دیکھیں کہ اس عظیم ہستی نے لوگوں کو شرک سے بچانے اور صحیح راستہ دکھانے کے لئے دنیا میں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پینچر بھیجے۔ جنہوں نے ہمیشہ کفر و شرک سے روکا اور صرف ایک خدا پر ایمان لانے کی تعلیم دی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: ”جب ابراہیم نے اپنی قوم سے کہا: تم صرف ایک اللہ کے حکم کی پابندی کرو اسی سے ڈرو۔ حقیقت میں اللہ کے ساتھ تم جن

ہستیوں کی بندگی کرتے ہو وہ تم کو کوئی رزق نہیں دے سکتے۔ صرف ایک اللہ سے رزق مانگو اور اسی کی اصل غلامی کرو۔ آخر کار تم سب اسی کی طرف لوٹائے جانے والے ہو“۔ (سورۃ یحیٰی: ۱۷-۱۶)

### حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

قال اللہ تعالیٰ: وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (البقرہ: ۱۰۰)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا فضل فرمانے والا ہے۔

سلسلہ عالیہ قادریہ کے مؤسس غوث الثقلین شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، مگر سلاسل اربعہ کے شہنشاہ آپ کے ہی باجگزار رہے۔ حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ کے جید عالم دین ہیں۔ انہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ ولایت میں اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ دنیائے ولایت کے واقفان اسرار اس بات پر متفق ہیں کہ تمام روحانی سلاسل حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وساطت سے پھیلے، نقشبندیہ سلسلہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے آپ کے جد مادری سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسلک ہے، ورنہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، اولیہ، مولویہ، مشاذلیہ، شطاریہ اور بندکیہ، صابریہ قدوسیہ، نظامیہ، امدادیہ، رشیدیہ، اشرفیہ، مسیحیہ، ذکیہ وغیرہ اسی منبع و مرجع کے مرہون احسان ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے حضرت سیدنا محی الدین ابی محمد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ احنیائے دین کے سلسلے میں وہ بطل جلیل اور رہبر عظیم ہیں جن کے دست برکت نے دین اسلام کو ایک مثالی شکل میں مریض پا کر حیات نو بخشی اور چار دانگ عالم میں محی الدین کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ دنیا کے تمام اولیاءِ کرام کے سردار اور نبوت کے بعد ولایت کے اس مقامِ اقصیٰ پر فائز ہیں جہاں اور کسی کو رسائی نصیب نہیں ہوئی۔ حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت رمضان المبارک ۱۷۷۱ھ کی چاند رات بمقام قصبہ جیلان علاقہ جیلان طبرستان سے کچھ آگے بحیرہ اخضر کے قریب کے علاقے کا نام ہے۔ آپ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی یعنی نجیب الطریفین سید ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت سید ابوصالح ولی کامل تھے اور جنگ و جہاد سے بہت انس رکھنے کی وجہ سے جنگی دوست مشہور تھے۔ حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے نانا بزرگوار حضرت سید عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ بھی جیلان کے مشہور مشائخ سے تھے۔ کہتے ہیں کہ زمانہ شباب میں حضرت سید ابوصالح بہ سلسلہ ریاضات ایک دریا کے کنارے سے جا رہے تھے اور کئی روز سے کچھ نہیں کھایا تھا دریا کے کنارے پر ایک سیب پڑا ہوا دیکھا تو بسم اللہ کہہ کر کھالیا۔ کھانے کے بعد خیال پیدا ہوا کہ پتہ نہیں کس کا سیب تھا جو میں نے بلا اجازت کھالیا ہے۔ اس لئے پریشانی کے عالم میں دریا کے ساتھ ساتھ سیب کے مالک کی تلاش میں چل پڑے تاکہ اس سے اجازت حاصل کریں چند روز کی مسافت کے بعد دریا کے کنارے سیبوں کا ایک باغ نظر آیا جس کے درختوں سے پکے ہوئے سیب پانی پر لٹکے ہوئے تھے۔ حضرت سید ابوصالح سمجھ گئے کہ وہ سیب ان ہی درختوں کا تھا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ باغ حضرت سید عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ لہذا ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بصد ادب بلا اجازت سیب کھالینے کے لئے معافی کے خواستگار ہوئے۔ حضرت سید عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ خود خاصانِ خدا میں سے تھے۔ سمجھ گئے کہ نیک و ہونہار نوجوان ہے چنانچہ کچھ عرصہ کے لئے باغ کی رکھوالی کی شرط پیش کر کے کہا کہ اتنا عرصہ پر خدمت انجام دو۔ اس کے بعد معافی کے متعلق غور کیا جائے گا۔

آپ نے رضائے الہی کی خاطر یہ خدمت منظور کر کے نہایت دیانتداری سے وقت تعین تک اسے انجام دیا اور پھر حاضر خدمت ہو کر معافی کے طلب گار ہوئے۔ حضرت سید عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک شرط اور باقی ہے ورنہ یہ کہ میری ایک صاحبزادی آنکھوں سے اندھی، کانوں سے بہری، ہاتھوں سے لونجی اور پاؤں سے لنگڑی ہے اسے نکاح میں قبول کر لو تو بلا اجازت سیب کھانے کی معافی دے دی جائے گی۔ حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ نے قبول کیا اور بعد نکاح جب اپنی بیوی کو ان تمام ظاہری عیوب سے مبرا ہونے کے ساتھ ساتھ حسن ظاہری سے بھی متصف پایا تو خیال گزرا کہ یہ کوئی اور لڑکی ہے اور غلطی کے خیال سے بحال پریشان گھر سے باہر نکل آئے۔ حضرت عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فراست باطنی سے پریشانی خاطر کا سبب معلوم کر کے کہا کہ اے بیٹے یہی تمہاری بیوی ہے اور میں نے اس کی جو صفات تم سے بیان کی تھیں وہ سب صحیح تھیں۔ یہ اندھی ہے کہ آج تک کسی غیر محرم پر اس کی نظر نہیں پڑی۔ یہ بہری ہے کہ کبھی خلاف حق بات نہیں سنی۔ نیز کبھی خلاف شرع کام نہ کرنے اور گھر سے باہر قدم نہ رکھنے کی وجہ سے سبجی اور لنگڑی بھی ہے۔ حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ ان دو پاکباز ہستیوں کی اولاد تھے۔ آپ کی پیدائش کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ ام الخیر سیدہ فاطمہ کی عمر شریف سترہ سال تھی آپ مادر زاد ولی کامل تھے، آپ خود فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے ولی ہونے کا علم اس وقت سے ہو گیا تھا جب کم سنی میں مکتب کو جاتے ہوئے اپنے آگے پیچھے فرشتوں کو دیکھتا تھا۔ جو میرے ساتھ چلتے میری حفاظت کرتے اور مکتب پہنچنے پر لڑکوں کو کہتے کہ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ عنایت فرما دو۔

حضرت پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کی کثرت پر تمام مورخین کا اتفاق ہے مگر آپ کی سب سے بڑی کرامت جس کی بدولت آپ دنیائے ولایت کے شہنشاہ مانے گئے۔ یہ ہے کہ ایک مرتبہ محلہ جلسہ میں اپنے مہمان خانے میں وعظ فرماتے ہوئے آپ پر حالت کشفی طاری ہوئی اور آپ نے فرمایا: قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔۔۔ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ اس مجلس میں عراق کے اکابر مشائخ موجود تھے سب نے یہ ارشاد گرامی سن کر اپنی گردنیں خم کر دیں اور تمام کرۂ ارض پر جہاں جہاں کوئی قطب، ابدال یا ولی تھا۔ ہر ایک نے آپ کے یہ الفاظ سن کر گردن جھکا دی اور عارف کامل شیخ علی بن ابونصر السبئی نے جو مجلس میں حاضر تھے۔ اٹھ کر آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔ بعد میں انہوں نے اپنے ارادت مندوں کے استفسار پر بتلایا کہ حضرت سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات از خود نہیں کہی بلکہ اسے کہنے کا انہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

بہر حال حضرت پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل کرنا اور ہر ولی اللہ کا خاص دوست ہوتا ہے، کیونکہ وہ کبھی بھی اپنے آپ کو عبادت دریافت سے خالی نہیں رہا کرتا بلکہ ہر وقت ہر آن اللہ کی عبادت اور اس کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو اپنی زندگیوں میں عین سیرتِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق رکھتے ہیں۔

### اقوال زریں حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ

(۱) جس عمل میں تجھ کو حلاوت نہ آئے سمجھ لے کہ تو نے وہ عمل ہی نہیں کیا۔

(۲) تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے بڑے ہم نشین ہیں۔

(۳) لوگوں کے سامنے معزز بنا رہ ورنہ افلاس ظاہر کرنے سے

لوگوں کی نظروں میں گر جائے گا۔

(۴) امیروں کے ساتھ عزت اور غلبہ سے مل اور فقیروں سے عاجزی اور فروتنی کے ساتھ۔

(۵) تیری غفلت کی علامت اہل غفلت کے پاس بیٹھنا ہی ہے۔

(۶) مخلوق کی محبت ان کی خیر خواہی کرنا ہے۔

(۷) بہترین عمل دوسروں کو دینا ہے نہ کہ دوسروں سے لینا۔

(۸) جو خلق کے ساتھ خلق میں فراخ تر ہو وہ خالق کے نزدیک برتر ہے۔

(۹) رہائش کے قابل گھر بدن ڈھانکنے کیلئے کپڑا بیٹ بھر روٹی اور بیوی دنیا نہیں ہے۔

(۱۰) خلوت میں خاموشی مردانگی نہیں۔ جلوت میں خاموشی سے رہ۔

(۱۱) اگر تو نے اللہ تعالیٰ سے بھی بلند آواز سے کہا تو اس کی بھی باز پرس ہوگی۔

(۱۲) جب ذکر قلب میں جگہ پکڑ جاتا ہے تو بندے کا اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا دائمی بن جاتا ہے اگر چہ زبان بند رہے۔

(۱۳) حاکم کے جو حقوق تجھ پر ہیں، بجالا اور جو چیزیں ان پر واجب ہے مطالبہ نہ کر۔

(۱۴) موت سے پہلے یاد خدا میں عزت ہے۔

(۱۵) فصل کے کاٹنے کے وقت ہل چلانا اور بیج بونا بے سود ہے۔

(۱۶) مصیبتوں کو چھپانے سے قرب حق نصیب ہوگا۔

(۱۷) مومن اپنے اہل و عیال کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑتا ہے اور منافق اپنے درہم و دینار پر۔

(۱۸) مخلوق تین طرح کی ہے فرشتہ، شیطان، انسان، فرشتہ سرتا پانچیر ہے اور

شیطان سرتا پانچیر اور انسان بھی جس پر خیر غالب ہو وہ فرشتوں سے جاملتا ہے اور مخلوط

کے خیر بھی رکھتا ہے اور شر بھی جس پر خیر غالب ہو وہ فرشتوں سے جاملتا ہے اور جس

پر شر غالب ہو وہ شیطان ہے۔

(۱۹) ہنسنے والوں کیساتھ ہنسامت کر بلکہ رونے والوں کے ساتھ روتارہا کر۔  
(۲۰) اگر تو خالق کے ساتھ ہے تو اس کا بندہ ہے اگر مخلوق کے ساتھ ہے تو مخلوق کا بندہ۔

(۲۱) آخرت کو دنیا پر مقدم کر دونوں میں فائدہ حاصل کرے گا۔ جب تو نے دنیا کو آخرت پر مقدم رکھا تو دونوں میں نقصان اٹھائے گا۔  
(۲۲) کسی کی دشمنی یا کینہ کے خیال میں ایک رات بھی مت گزار۔  
(۲۳) تیرے اخلاق کی علامت یہ ہے کہ تو خلقت کی تعریف اور مذمت کی طرف توجہ نہ کرے اور ان کے مالوں میں طمع نہ کرے بلکہ ربو بیت کو اس کا حق دے اور معتمد کے لئے عمل کرے نہ کہ نعمت کے لئے نہ کہ باطل کے لئے۔  
(۲۴) حیات کا دروازہ جب تک کھلا ہے غنیمت جانو وہ جلد ہی تم پر بند کیا جائے گا اور نیکی کے کاموں میں جب تک تمہیں قدرت ہے غنیمت جانو۔  
(۲۵) خالق کے ساتھ ادب کا دعویٰ غلط ہے جب تک تو مخلوق کے ادب کا خیال نہ رکھے۔

(۲۶) جب عالم زاہد نہ ہو تو وہ اپنے ماننے والوں پر عذاب ہے۔

(۲۷) مومن جس قدر بوڑھا ہوتا ہے اس کا ایمان طاقتور ہوتا ہے۔

(۲۸) تو خلقت کو راضی کرنے میں خالق کی ناراضگی کی پروا نہیں کرنا۔ دنیا کی عمارت کے عوض آخرت کو برباد کرتا ہے جلد ہی تو پکڑا جائے گا۔ تجھے وہ پکڑے گا جس کی گرفت حد درجہ دردناک ہے۔

(۲۹) کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اسے حکم کرتا ہے کہ وہ تیری قسمت کو بدل ڈالے کیا تو اس سے زیادہ حاکم اور اس سے زیادہ عادل اور اس سے زیادہ رحیم ہے اور ساری خلقت اس کے بندے ہیں تو سکون خاموشی اور گونگار ہنالا زم پکڑ۔

(۳۰) قول بے عمل اور عمل بے اخلاص ناقابل قبول ہیں۔

(۳۱) تم مشغول ہو ایسی چیز جمع کرنے میں جس کو پانہ سکو گے آرزو رکھتے ہو ایسی چیزوں کی جس کو پانہ سکو گے تعمیر کرتے ہو ایسے مکان جن میں بس نہ سکو گے، یہ ساری چیزیں تم کو تمہارے رب سے دور کرتی ہیں۔

(۳۲) خوش رہو اللہ تعالیٰ کے تغیر و تبدیل سے جو کچھ وہ تمہارے حق میں پسند کرے جب تم اس کے ساتھ اس طرح رہو گے تو ضرور وہ تمہاری وحشت کو امن سے بدل دے گا۔

(۳۳) صبر اختیار کرو، کیونکہ دنیا تمام آفات و مصائب کا مجموعہ ہے۔

(۳۴) جب کوئی تم سے کوئی بات تمہاری بے آبروئی کی یارنج دینے والی کسی شخص کی طرف سے نقل کرے اسے جھڑک دو اور کہہ دو کہ تو نے ہمارے پس پشت یہ بات کہی ہے اور تو ہمارے منہ پر کہتا ہے اس نے ہم کو سنائی نہیں تھی لیکن تو نے سنادی ہے۔

(۳۵) وہ کیا ہی بدنصیب انسان ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے جانداروں پر رحم کرنے کی عادت پیدا نہیں کی۔

(۳۶) تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا ہے اور عمل کرنا پھر اوروں کو سکھانا۔

حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے ان اقوال زریں اور وصیتوں کو زندگی کا لائحہ عمل بنالیں۔ انشاء اللہ زندگی میں کامیابی اور آخرت میں عظیم درجات حاصل ہوں گے۔

اسلاف کی شانِ بے نیازی کے واقعات و حالات

قال اللہ تعالیٰ: أُولَئِكَ الَّذِينَ نَسَقَّبَلْ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ وَعَدَّ الصِّدْقِ الَّذِينَ كَانُوا يُوعَدُونَ (الاحقاف ۱۶) ترجمہ: یہی وہ (خوش نصیب) ہیں، قبول کرتے ہیں ہم جن

کے بہترین اعمال کو اور درگزر کرتے ہیں ہم جن کی برائیوں سے، یہ جنتیوں میں سے ہوں گے اللہ کا وعدہ سچا ہے جو ایمان والوں سے کیا گیا ہے۔

### مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

ایک باریوپی کے انگریز گورنر نے شیخ فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی خواہش کی، یہ اس دور کی بات ہے جب ۱۸۵۷ء کی تحریک کو سختی کے ساتھ چلا گیا تھا اور اس کے نتیجے میں انگریز کے دبدبہ وہیبت سے رعایا ہر وقت لرزاں رہتی تھی۔ ایسے وقت میں ایک انگریز گورنر کی آمد کی خبر سے گنج مراد آبادی میں ہلچل مچ جانا ایک فطری بات تھی، چنانچہ گاؤں کی پوری آبادی گورنر کے استقبال وغیرہ کی تیاریوں میں لگ گئی، ادھر مریدوں کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ خانقاہ شیخ میں نہ تو کوئی کرسی ہے نہ ڈیسک اور گورنر اس کے بغیر بیٹھ نہیں سکا، حضرت شیخ جو اس ہنگامہ سے بے خبر یاد الہی میں محو تھے، اس بھاگ دوڑ کی وجہ دریافت فرمانے لگے، عرض کیا گیا ریاست متحدہ کے گورنر حضرت سے ملنے آرہے ہیں اور یہاں اس کے شایان شان ایک کرسی تک نہیں، شیخ نے اس خبر کو حقیر اور معمولی سمجھتے ہوئے لوگوں کے اس اہتمام اور تگ و دو پر سخت ناگواری ظاہر کی، اب شیخ نے چاہا کہ ان لوگوں کو ارباب دنیا کی حقارت اور آخرت کی عظمت کا ایک ناقابل فراموش درس دیں، چنانچہ شیخ گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اچانک خدام سے دریافت فرمایا کیا یہاں خانقاہ میں پانی کا مٹکہ نہیں ہے؟ عرض کیا: ”جی موجود ہے“ فرمایا اس کو میرے نزدیک الٹا رکھ دو، تاکہ گورنر آ کر اس پر بیٹھ سکے، خدام یہ سن کر حیرت سے خاموش رہے۔

جب گورنر آئے تو محبوب حقیقی کی عظمتوں میں مستغرق شیخ نے عام لوگوں کی طرح دیر تک اس سے باتیں کیں، کسی بات سے بھی یہ ظاہر نہ ہوسکا کہ وہ کسی بلند

مرتب اور صاحب اقتدار حاکم سے باتیں کر رہے ہیں، بلکہ حضرت شیخ نے گورنر کی حکومت پر تنقید بھی کی اور فرمایا کہ رشوت ستانی اور ظلم تمہاری حکومت میں عام ہو گیا ہے، گورنر کے ساتھ اس کی بیوی بھی آئی تھی جو قریب ہی بیٹھی تھی، حضرت نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہاں تک فرمایا کہ تم میں شرم و حیا کی کمی ہے، گورنر آخر تک سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا۔

### حضرت ایوب بن ابی تمیم سختیانی رحمۃ اللہ علیہ

ایوب بن ابی تمیم سختیانی رحمۃ اللہ علیہ تابعی جو اقلیم علم و عمل کے تاجدار تھے، ارباب دولت اور شہرت و نمود سے دور بھاگتے تھے، یہاں تک کہ لوگوں کی نظروں سے بچنے کے لئے عام راستوں سے ہٹ کر دور دراز راستوں اور گلیوں کو اختیار کر لیتے کہ لوگوں کی نگاہ سے بچیں، ارباب جاہ و سطوت سے اعراض و گریز کا یہ عالم تھا کہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو اپنا لڑکا بکر دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے لیکن میرے گھر پر خلفاء و سلاطین اور اپنی مجالس میں امرا و حکام کے آنے کے عوض میں اپنے بیٹے کے دفن کرنے کو ترجیح دوں گا۔

### حضرت امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر تابعی اور اجلہ امت میں سے ہیں، ساری زندگی زہد و قناعت اور فقر و احتیاج میں گزاری، مگر بائیں ہمہ وہ امرا و اعیان دولت سے نہ صرف اعراض و بے نیازی برتتے بلکہ ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کو روٹی تک میسر نہ تھی، اس کے باوجود ان کی مجلس میں اغنیاء اور سلاطین سب سے زیادہ حقیر اور فقیر معلوم ہوتے تھے، غایت فقر و احتیاج کے باوجود ان کی جرأت و بے باکی کا یہ عالم تھا کہ ایک بار

جب خلیفہ ہشام نے کسی ایسے مسئلہ کے بارے میں ان کو لکھا جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ پر تنقید مقصود تھی تو انہوں نے شاہی پیغام رساں کے سامنے ہی خط بکری کو کھلا دیا اور فرمایا: ”اس خط کا یہی جواب ہے۔“

### حضرت رجاء بن حیوۃ رضی اللہ عنہ

حضرت رجاء بن حیوۃ ایک یگانہ علم و فضل اور یکتائے زہد و تقویٰ تابعی تھے، ان کا شیوہ بھی زندگی بھر یہی رہا کہ امراء و سلاطین کے یہاں حاضری اور حاجب و دربان کی منت کشی سے ہمیشہ اجتناب کرتے اور اگر کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرماتے کہ مجھ کو اس رب العالمین کی ذات کافی ہے جس کیلئے میں نے ان کو چھوڑا، ان کی زندگی کا اہم کارنامہ اور ملت محمدی پر ان کا بڑا احسان یہ ہے کہ سلیمان بن عبد الملک نے انہی کے مشورے سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا تھا۔

### حضرت حارث محاسبی رضی اللہ عنہ

حضرت حارث محاسبی رضی اللہ عنہ ایک بار حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے، ان کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ بہت بھوکے ہیں، چنانچہ حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے کھانا حاضر کرنے کی اجازت طلب کی، اجازت ملنے پر اکرام ضیف کے خیال سے حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے بجائے اپنے دولت مند چچا کے یہاں مختلف انواع و اقسام کے کھانوں سے سجا ہوا خوان لا کر پیش کیا، حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے ایک لقمہ لیا اور منہ میں گھماتے رہے لیکن نگل نہ سکے اور جب کھڑے ہو کر جانے لگے تو دروازہ پر پہنچ کر اس لقمہ کو بھی اگل دیا، حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے وجہ پوچھی تو فرمایا: ”بھائی میری ناک مشتبہ کھانے کی بو کو برداشت ہی نہیں کر سکتی، اللہ اکبر۔“

### تواضع کی حقیقت

ایک بار حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ خاص مولانا خیر محمد صاحب رضی اللہ عنہ نے مفتی محمد حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب میں حضرت تھانوی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھتا ہوں تو مجھ کو ایسا لگتا ہے کہ جتنے لوگ مجلس میں بیٹھے ہیں سب مجھ سے افضل ہیں اور میں ہی سب سے نکما اور ناکارہ ہوں، مفتی محمد حسن رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا ارے یہی حالت تو میری بھی ہوتی ہے، پھر دونوں نے مشورہ کیا کہ ہم حضرت تھانوی رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی حالت ذکر کرتے ہیں نہ معلوم یہ حالت اچھی ہے یا بری، چنانچہ دونوں حضرات نے مولانا تھانوی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مذکورہ کیفیت و حالت بیان کی، مولانا تھانوی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: ”فکر کی بات نہیں، اس لئے کہ تم دونوں اپنی یہ حالت بیان کر رہے ہو، حالاں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب میں بھی مجلس میں بیٹھتا ہوں تو میری بھی حالت یہی ہوتی ہے کہ اس مجلس میں سب سے زیادہ نکما اور ناکارہ میں ہوں، یہ سب مجھ سے افضل ہیں۔“

### حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی رفعت شان

امام فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ نے تفسیر کبیر ج: ۱۶، ص: ۷۴ پر لکھا ہے کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف فرما تھے، اچانک ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ آتے ہوئے دکھائی دیئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: ”يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو ذَرٍّ قَدْ أَقْبَلَ“ (یہ جو آ رہے ہیں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”أَوْ تَعْرِفُونَهُ“ (کیا آپ ان کو جانتے ہیں؟) آپ تو آسانی مخلوق ہیں، مدینہ کے لوگوں کو آپ کیسے جان گئے؟ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو آپ نے کیسے پہچان لیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا:

”هُوَ أَشْهَرُ عِنْدَنَا مِنْهُ عِنْدَكُمْ“۔ (مدینہ میں ان کی جتنی شہرت ہے،

اس سے زیادہ یہ آسمان میں ہم فرشتوں کے درمیان مشہور ہیں)

حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بِمَاذَا نَالَ هَذِهِ الْفَضِيلَةَ؟ (یہ فضیلت ان کو کیسے ملی؟)

حضرت جبرئیل نے عرض کیا: ان کو یہ فضیلت دو اعمال سے ملی ہے، ایک قلبی ہے اور دوسری قلبی (یعنی ایک دل کا عمل ہے اور دوسرا جسم کا) دل کا عمل کیا ہے؟

لِصِغَرِهِ فِي نَفْسِهِ يَدُلُّ فِي دَلِّهِمْ كَوْبَهُ حَقِيرٌ يَسْتَحْتَمُ فِيهِ، اللہ کو یہ ادا بہت پسند ہے، جو بندہ اپنے کوچھوٹا اور حقیر سمجھتا ہے اللہ کو اس کی یہ ادا بہت پسند آتی ہے کہ میرا بندہ بندگی کا حق ادا کر رہا ہے۔

اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کا دوسرا عمل باعثِ فضیلت کثرتِ قراتہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ہے (یعنی یہ سورہ اخلاص کی تلاوت بہت کثرت سے کرتے ہیں) ان دو اعمال کی برکت کی وجہ سے ان کی شہرت آسمان کے فرشتوں میں زمینی لوگوں سے زیادہ ہے۔

اللہ ساری دنیا کو رزق کس طرح دیتا ہے؟

تفسیر روح المعانی میں آیت: ”وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا“ کی تفسیر کے ذیل میں علامہ آلوسی رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے: ”ایک

بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ اللہ عالی ساری دنیا کو رزق کس طرح دیتا ہے، یہ شک و شبہ نہیں تھا، کیوں کہ انبیاء کا ایمان کامل ہوتا ہے، تفصیل جاننے کے لئے ایسا ایک خیال سادل میں گزرا۔

چنانچہ اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت حکم دیا کہ ذرا سامنے والی چٹان پر اپنا عصا مارو، لاٹھی مارتے ہی چٹان کی ایک تہہ اڑ گئی، اسی طرح لاٹھی مارنے سے جب چٹان کی تین تہیں اڑ گئیں تو ارشاد باری تعالیٰ ہوا: موسیٰ علیہ السلام! ذرا آگے بڑھ کر

منظر دیکھو، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ چٹان کی تیسری تہہ کے اندر چھپا ہوا ایک کیڑا ہر پتہ کھا رہا ہے اور ساتھ ہی شکر و امتنان کا یہ وظیفہ بھی پڑھتا جا رہا ہے۔

سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي (پاک ہے وہ اللہ جو مجھے دیکھ رہا ہے)

وَيَسْمَعُ كَلَامِي (اور جو میری بات کو سنتا ہے)

وَيَعْرِفُ مَكَانِي (اور جو میرے رہنے کی جگہ کو بھی جانتا ہے)

وَيَذْكَرُنِي وَلَا يَنْسَانِي (اور جو مجھ کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے اور کبھی نہیں بھولتا)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ پیکرِ جو دو سخاوت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ ایک دن گھر میں تشریف لائے، کچھ اداس و غمگین اور چہرہ اترا ہوا، یہ دیکھ کر اہلیہ نے پوچھا آج آپ اتنے غمگین کیوں ہیں؟ کیا کوئی خاص بات پیش آگئی ہے؟

فرمایا: ”خزانے میں دولت اتنی جمع ہوگئی ہے کہ میرے دل کے اوپر بار پڑ رہا ہے اور اسی کے باعث میرا دل پریشان ہے۔“

نیک دل بیوی، بیوی بھی صحابہ رضی اللہ عنہم تھیں وہ بولیں: ”پھر آپ نے کیا کیا؟“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”بہت سوچا مگر کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے!“ بیوی نے بلا توقف عرض کیا: ”اس میں گھبرانے یا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ ابھی سے

صدقہ کرنا شروع کر دیجئے اور سب غریبوں میں تقسیم کر دیجئے“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ یہ سن کر فرط مسرت سے کھل اٹھے اور فرمایا:

واقعی تم نے تدبیر تو بہت اچھی بتائی، اس کے بعد فوراً خزانچی کو حکم دیا کہ خزانہ

کی تقسیم شروع کر دو، صبح کو جو حساب لگایا تو رات بھر میں چھ لاکھ سے زیادہ رقم غریبوں میں تقسیم ہوئی تھی، پھر آ کر بیوی کے ہاتھ چوم کر کہا اللہ تم کو جزائے

خیر دے، کیسی اچھی تدبیر بتائی، میرا دل ہلکا ہو گیا۔

## رات کے عبادت گزار، دن کے شہسوار

جنگ فارس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد تیس ہزار تھی اور فارسیوں کی فوج تین لاکھ مسلح نفوس پر مشتمل تھی اور ادھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محض درویشوں کا ایک لشکر، کسی کے پاس فوجی وردی کا کیا ذکر، کسی کے پاس کرتا ندر تو کوئی لنگی باندھے، کسی کے پاس لمبا کرتا، اگر کسی کے پاس پگڑی نہیں تو رسی باندھ رکھی ہے، کسی کے ہاتھ میں نیزہ، کسی کے ہاتھ میں تلوار، کسی کے ہاتھ میں خنجر، مگر بایں ہمہ بے سروسامانی درویشوں کے لشکر کی کیفیت یہ تھی کہ جب لاکھوں کی تعداد میں فارسی فوجی ہجوم کرتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھوکے شیروں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑتے تھے اور حریف مخالف بیلوں کی طرح بھاگتے تھے، نتیجتاً اسلامی فوج غالب رہی، پورے فارس میں ایک تہلکہ مچ گیا۔

فارسی فوج کا کمانڈر انچیف رستم تھا، اس نے تمام سرداروں اور لفظوں کو جمع کر کے ان سے کہا: ”یہ غضب کی بات ہے کہ ہمارا لشکر تین لاکھ اور عرب کے بدوکل تیس ہزار، پھر ان لوگوں کے پاس کوئی باقاعدہ سامان نہیں ہے، ہم ہر طرح کے فوجی سامان سے لیس ہیں، یہ لوگ بہت دور دراز ملک سے آکر ہمارے ملک پر حملہ آور ہیں، مگر بایں ہمہ جب وہ حملہ کرتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے بھوکے شیر ہیں اور تم لوگ لومڑیوں کی طرح بھاگتے ہو؟ آخرا اس کی کیا وجہ ہے؟“

سرداروں نے کہا: ”اے رستم! اگر ہماری جان کی امان ہو تو ہم سچی سچی بات کہہ دیں؟“ رستم کی اجازت ملنے پر وہ تمام سرداران فوج ایک زبان ہو کر یوں گویا ہوئے ”ارے رستم! سچی بات تو یہ ہے کہ یہ مٹھی بھر عرب تیرے ملک پر غالب آکر رہیں گے، پورے ایران پر انکا قبضہ و حکومت ہوگی، یہ لوگ ہارنے والے نہیں ہیں، شکست تمہاری ہوگی۔“

رستم نے فرط تعجب سے پوچھا ”کیوں ایسا کس وجہ سے؟“

انہوں نے جواب دیا: ”اسکی وجہ یہ ہے کہ ان بظاہر بے سروسامان لوگوں کی شان یہ ہے کہ: **هُمْ بِاللَّيْلِ رُهْبَانٌ وَفِي النَّهَارِ فُرْسَانٌ** دن بھر گھوڑے کی پشت پر سوار جہاد میں مصروف رہتے ہیں اور رات میں مصلیٰ کی پشت پر سوار ہو کر اللہ کے آگے گڑگڑاتے ہیں کہ: اے مالک! ہم میں کوئی طاقت نہیں، طاقت والا تو ہے، ہم تیرے سپاہی ہیں، فتح و شکست سب تیرے ہاتھ میں ہے، ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔“

مزید برآں ان کی کیفیت یہ ہے کہ یہ اللہ والے لوگ جس بستی میں داخل ہوتے ہیں ان کی برکات سے سوکھی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہو جاتی ہیں، یہ دوسروں کی بہو بیٹیوں کی اسی طرح حفاظت کرتے ہیں، جیسے اپنی بہو بیٹیوں کی اور اے رستم! تیرا یہ لشکر شراب پیتا ہے، جس گاؤں میں جاتا ہے وہاں کی بہو بیٹیوں کی عزتیں برباد ہو جاتی ہیں، تیرے یہ فوجی جس کھیتی اور باغ میں پہنچ جاتے ہیں پھل اجر جاتے ہیں، کھیتیاں برباد ہو جاتی ہیں، یہ اثرات تو تیری فوج کے ہیں اور وہ افعال ان کو فوج کے، ایسی صورت میں غلبہ تجھ کو حاصل ہو گا یا ان کو۔

## پچاس ہزار کا قرض معاف کر دیا

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قرض دینے کے معاملے میں بہت فراخ دل واقع ہوئے تھے۔ ہزاروں لوگ آپ سے بڑی بڑی رقمیں قرض لیتے تھے، ان میں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے جن کی نیت قرض لینے کے بعد بدل جایا کرتی تھی اور وہ واپس نہ کرنا چاہتے تھے۔

چنانچہ ایک شخص نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے پچاس ہزار درہم کا قرض لیا، اب یا تو یہ کہ اس کو اتنی بڑی رقم کی ادائیگی کی استطاعت نہیں رہی تھی، یا پھر یہ کہ اس کی نیت بدل گئی، بہر حال اس نے کترانا شروع کر دیا، جب بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کو

سامنے سے آتے دیکھا، پاس کی کسی گلی میں گھس گیا، پھر دیکھا کہ ادھر ہی سے چلے آرہے ہیں تو جلدی سے دوسری گلی میں گھس گیا، غرض سامنے نہیں پڑتا تھا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی فراست سے حقیقت حال کی تہہ تک پہنچ گئے، چنانچہ ایک بار وہ قرض دار اسی طرح حسب معمول امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر گلی میں گھسنے ہی جا رہا تھا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لپک کر اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا:

”بھائی ہم نے کیا قصور کیا، جو تم ہم سے کترانے لگے؟ ہم کوئی اچھوت اقوام میں سے ہیں کہ ہم سے کنارے کنارے چلو؟ آخر کیا بات ہے؟ اب وہ قرض دار چپ، کیا بولے؟ دل میں تو چور تھا ہی، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیسہ واپس کرنے کو جی نہیں چاہتا؟ شاید تمہارے کترانے کی یہی وجہ ہے؟ بھائی دیکھو مال کی وجہ سے تعلقات خراب کر نیکی ضرورت نہیں، جاؤ پچاس ہزار درہم بالکل معاف، مگر تعلقات پر پانی نہیں پھیرنا چاہئے، آمد و رفت ویسی ہی رکھنی چاہئے، بالکل معاف تم کو ایک پائی بھی نہیں دینی پڑے گی۔“

### افضل ترین اعمال

قال اللہ تعالیٰ: وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدَ إِلَّا آيَاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا. (بنی اسرائیل ۲۳) اور حکم فرمایا آپ کے رب نے کہ نہ عبادت کرو بجز اس کے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

### سب سے بڑا فریضہ

حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ فرمایا: ماں باپ کے ساتھ نیکی کا برتاؤ سب سے بڑا اور اہم الہی فریضہ ہے۔ (میزان الحکمتہ، ج: ۱۰، ص: ۷۰۹)

### بہترین اعمال

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سب افضل و بہترین اعمال یہ ہیں: وقت پر نماز پڑھنا، ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(بخاری الاوار، ج: ۴، ص: ۸۵)

### ماں باپ سے انس و محبت

ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ماں باپ بوڑھے ہیں اور مجھ سے انس و محبت کی بنا پر وہ مائل نہیں ہیں، کہ جہاد کے لئے جاؤں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے ماں باپ کے پاس ہی رہو۔ خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان کا تم سے ایک روز انس و محبت کرنا ایک سال کے جہاد سے افضل و بہتر ہے۔ (البتہ یہ اس صورت میں ہے جب جہاد واجب کفایہ ہو اور دوسرے لوگ جہاد کیلئے جا رہے ہوں، واجب عین ہونے کی صورت میں ہر ایک کو جہاد پر جانا پڑے گا۔) (بخاری الاوار، ج: ۴، ص: ۲۵)

### پسندیدہ عمل

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ خدا کے نزدیک سب سے پسندیدہ کام کیا ہے؟ فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا، میں نے پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا: ماں باپ کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنا۔ پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری الاوار، ج: ۴، ص: ۷۰)

### ماں باپ کی طرف دیکھنا

جو بھی نیک اور صالح بیٹا اپنے ماں باپ کی طرف مہر و محبت سے دیکھتا ہے اسے ہر نگاہ کے عوض ایک کامل اور مقبول حج کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ لوگوں نے

سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ! چاہے وہ ہر روز سومرتبہ دیکھے جب بھی؟ فرمایا: ہاں، خداوند عالم تو سب سے بڑا اور سب سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ (بخارا الانوار، ج: ۴، ص: ۷۳)

### ماں باپ کی عظمت

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا: خداوند عالم نے تین چیزوں کو تین چیزوں کے ساتھ انجام دینے کا حکم دیا ہے: ۱- نماز کو زکوٰۃ کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا ہے پس جو شخص نماز پڑھے اور زکات ادا نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں ہے۔ ۲- اپنے شکر کے ساتھ والدین کا شکر یہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے، پس جو شخص اپنے ماں باپ کا شکر یہ ادا نہ کرے اس نے خدا کا شکر ادا نہیں کیا۔

۳- تقوائے الہی کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم دیا ہے، پس جس نے صلہ رحمی یعنی اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا اس نے تقوائے الہی بھی انجام نہیں دیا۔ (بخارا الانوار، ج: ۴، ص: ۷۷)

### ماں باپ کا احترام

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: ماں باپ کے ساتھ نیکی اللہ کے سلسلے میں بندے کی بہترین معرفت کا ثبوت ہے کیوں کہ اللہ کی خاطر مسلمان ماں باپ کے احترام سے بڑھ کر کوئی بھی عبادت انسان کو خدا کی رضا و خوشنودی تک نہیں پہنچاتی۔

(بخارا الانوار، ج: ۴، ص: ۷۷)

### ماں باپ کی اطاعت

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ماں باپ کے سلسلے میں اللہ کے حکم کی اطاعت کرے، جنت کے دو دروازے اس کے لئے کھول دیئے جائیں گے اور اگر ان میں سے کسی ایک کے سلسلے میں اللہ کا حکم بجلائے تو اس پر جنت کا ایک در کھولا جائے گا۔ (کنز العمال، ج: ۱۶، ص: ۶۷۷)

(کنز العمال، ج: ۱۶، ص: ۶۷۷)

### اطاعت والدین کی اہمیت

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے ماں باپ اور اپنے پروردگار کا اطاعت گزار بندہ قیامت کے دن بلند ترین مرتبہ پر فائز ہوگا۔ (کنز العمال، ج: ۱۶، ص: ۶۷۷)

### ماں باپ کا قرض ادا کرنا

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ماں باپ کی طرف سچ یا ان کا قرض ادا کرے، خداوند عالم قیامت کے دن اسے نیک اور صالح لوگوں کے ساتھ اٹھائے گا۔ (کنز العمال، ج: ۱۶، ص: ۶۷۸)

### ماں باپ کی خوشنودی

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے ماں باپ کو خوش کیا اس نے خدا کو خوش کیا اور جس نے ماں باپ کو ناراض کیا اس نے خدا کو ناراض و غضب کیا۔

(کنز العمال، ج: ۱۶، ص: ۷۴۰)

### ماں باپ کے ساتھ نیکی کی جزا

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام پروردگار عالم سے مناجات میں مشغول تھے آپ نے ایک شخص کو عرش الہی کے سایہ میں ناز و نعمت میں سرشار دیکھا عرض کیا خدایا! یہ کون ہے جس پر تیرا عرش سایہ کئے ہوئے ہے؟ خداوند عالم نے فرمایا: وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرتا تھا اور کبھی کسی کی چغلی نہیں کرتا تھا۔

(بخارا الانوار، ج: ۴، ص: ۶۷۷)

### ماں باپ کے ساتھ نیکی کے لئے سفر

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: دو سال کی مسافت طے کر کے اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور ایک سال کی راہ طے کر کے اعزا اور اہل خاندان کے ساتھ

حسن سلوک کرو۔ (یعنی اگر ماں باپ اتنے زیادہ فاصلے پر ہوں کہ وہ دوری دو سال میں طے ہوتی ہے تو بھی ان کی خدمت میں پہنچ کر ان کے ساتھ نیکی کرنا اہمیت رکھتا ہے۔ (بخارالانوار، ج: ۴، ص: ۸۳)

### عمر اور روزی میں اضافہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر طویل اور روزی زیادہ ہو وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی اور اپنے اہل خاندان کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ (کنز العمال، ج: ۱۶، ص: ۶۲)

### ماں باپ کے ساتھ نیکی کے آثار

حنان ابن سدید کہتے ہیں کہ ہم حضرت امام صادق ؑ کی خدمت میں تھے اور میسر بھی ہمارے درمیان موجود تھے (اس وقت) اہل خاندان کے ساتھ صلہ رحمی کی بات چھڑی تو امام صادق ؑ نے فرمایا: اے میسر تمہاری موت کئی مرتبہ آئی لیکن (ہر مرتبہ) اہل خاندان کے ساتھ تمہارے نیک برتاؤ کی بنا پر خدا نے اسے ٹال دیا اور اگر تم چاہتے ہو کہ خداوند عالم تمہاری عمر زیادہ کرے تو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ (بخارالانوار، ج: ۴، ص: ۸۳)

### پہلے ماں کے ساتھ نیکی کرو

حضرت امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا: ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے یافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟ فرمایا: ماں کے ساتھ، عرض کیا، اس کے بعد کس کے ساتھ نیکی کروں؟ فرمایا: ماں کے ساتھ، عرض یا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: ماں کے ساتھ، عرض کیا اس کے بعد؟ فرمایا: باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ (بخارالانوار، ج: ۴، ص: ۸۹)

### ماں باپ کے ساتھ نیکی کا بدلہ

حضرت مرسل اعظم ﷺ نے فرمایا: اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرو تا کہ تمہاری اولاد تمہارے ساتھ نیکی کرے۔ لوگوں کی عورتوں کی طرف نگاہ نہ اٹھاؤ تا کہ دوسرے تمہاری عورتوں کی طرف نہ دیکھیں۔ (کنز العمال، ج: ۱۶، ص: ۶۶)

### باپ کا حق

حضرت امام علی رضا ؑ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ بیٹے پر باپ کا حق کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ● اسے نام لے کر نہ پکارے، ● راستہ چلنے میں اس کے آگے نہ بڑھ جائے، ● اس سے پہلے نہ بیٹھے، ● کوئی ایسا کام نہ انجام دے کہ لوگ اس کے باپ کو برا بھلا کہیں۔ (بخارالانوار، ج: ۴، ص: ۴۵)

### محبت کی نگاہ

میٹھے میٹھے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: ماں باپ پر بیٹے کی محبت بھری نگاہ عبادت ہے۔ (بخارالانوار، ج: ۴، ص: ۴۹)

### والدین کے ساتھ حسن سلوک

ابولاسود حنات کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق ؑ سے اللہ کے قول ”و بالوالدین احسانا“ کا مطلب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ماں باپ کے ساتھ احسان کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور انہیں اپنی ضرورت کا اظہار کرنے پر مجبور نہ کرو۔ (یعنی ان کے تقاضا کرنے سے پہلے ہی ان کی ضرورت پوری کرو)۔ (بخارالانوار، ج: ۴، ص: ۹۷)

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ

وَ أَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ. ترجمہ: اور اچھے کام کرو، بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اچھے کام کرنے والوں سے۔ (البقرہ ۱۹۵)

شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲ ربيع الاول ۹۱ھ (مدفن قصر عارفان بخارا ازبکستان) کا شمار ان صاحبانِ نعمت صاحبانِ دل حضرات میں ہوتا ہے جنہیں اوائل عمر ہی میں اتنا کچھ مل گیا جو کسی کو تیس چالیس سال کے مجاہداتِ نفس پر بھی نہ مل سکا۔ بالآخر یہ حالت ہو گئی کہ فقر و فاقہ کو جو صوفیاء کرام کے چلنوں کی جان ہوا کرتی تھیں کھیل سمجھنے لگے یعنی آپ میں اتنی خودداری پیدا ہو گئی جسے اچھی غذا میں بھی نہ دبا سکتی تھیں، جو نہایت مشکل کام ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ مصر میں جب آپ نے کسی مشہور پیر کو دیکھا جو اس طرح چلہ گزار کے نکلے تھے کہ ہر روز ایک مغز بادام سے افطار کرتے تو آپ نے فرمایا: شاہ صاحب! یہ کیا مذاق ہے؟ انہوں نے کہا: نفس کو اس کے بغیر آرام نہیں ہوتا، آپ نے فرمایا: نفس کے شر سے بچنا اور چیز ہے اور اس کا مخالف ہونا اور شے ہے۔ مزا تو جب ہے کہ دن بھر کے روزہ کے بعد شام کو ایک بکرا کھائیے اور رات بھر عبادت کیجئے۔ مخاطب بزرگ نے کہا: اس جرأت اور حوصلہ کا آدمی تو آج تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا: بندہ کو آزما کر دیکھئے۔ آپ کے ہاں چلہ کروں گا۔ چنانچہ چالیس دن متواتر دن کو روزہ رکھتے، شام کو ایک پورا بھنا ہوا بکرا تناول فرماتے اور رات بھر عبادتِ الہی میں بسر کرتے۔ سونا لیٹنا تو ایک طرف رہا، کہتے ہیں کہ چالیس دن تک آپ کو پیشاب پاخانے کی حاجت نہیں ہوئی۔

آپ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو درجہ معشوقیت حاصل تھا، کیونکہ آپ کا کلام جا بجا دعاوی (دعووں) سے بھرا ہوا ہے۔ دو مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱)

علم ام الکتاب حاصل ماست ہمیں لوح محفوظ کا علم حاصل ہے۔  
لوح محفوظ حاصل دل ماست بلکہ یوں کہوں کہ لوح محفوظ ہمارے ہی دل سے اخذ کی گئی ہے۔  
آنچہ بحر محیط خوانندش لوگ جسے بحر بیکراں کے نام سے یاد کرتے ہیں۔  
نزدماں آں سراب صحرا ماست ہمارے نزدیک اس کی حقیقت ریگستان کے سراب سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔  
آں حقیقت کہ بہ شکل ہمہ اوست حقیقت تو یہ ہے کہ ”ہمہ اوست“ کے نظریہ کے بہ مصداق ہیں۔  
مشکل حل و حل مشکلات ماست جو ایک مشکل مسئلہ ہے لیکن ہمارے مسائل کا حل بھی۔  
منزلاتے کہ دیدہ در راہ جو منزلیں کہ تم (روحانی) راستے میں دیکھتے ہو۔  
منزل چند از منزل ماست یہ ہماری ہی منزلوں میں سے ایک منزل ہے۔  
اسم اعظم کہ صوتش ما نسیم اسم اعظم کہ جس کی صورتی مثالیں ہم ہیں  
جمع معنی و ہفت ہیکل ماست ہمارے ہی ہمہ جہت شخصیت اور معارف کے مجموعہ کا نام ہے۔  
عشق آوقائل است و ما مقتول ان کا عشق قاتل ہے اور ہم مقتول ہیں۔  
جان عالم فدائے قاتل ماست پھر بھی اپنی جان جہاں کو قاتل پر نچھاور کر دیتے ہیں۔

نعمت اللہ بمانندہ واصل  
نعمت اللہ ہم سے واصل ہو چکا ہے۔  
طلبش کن زما کہ واصل ماست  
بس اسی کو تلاش کرو جو ہمارا واصل ہے۔

(۲)

ما خاکِ راہ بہ نظیرِ کیمیا کنیم  
ہم راستے کی مٹی کو ایک نظر میں کیمیا کر دیتے ہیں۔  
صد دوزابہ گوشہ چشمے دوا کنیم  
آنکھ کے ایک اشارہ سے سو بیماریوں کو شفا  
بخش دیتے ہیں۔

در جس صورتیم وچنیں شاد وخریمیم  
صورت کے قید خانے میں جب ہم اتنے خوش  
بخوش ہیں۔

بگر کہ در سراچہ معنی چہا کنیم  
تو سو چو معنی کے محلات میں کیسے (خوش  
نود) ہوں گے۔

رانداں لا ابالی موستان سرخوشم  
ہم بے پردا شرایوں اور خوش باس مستوں کی  
مانند ہیں

ہوشیار! بہ مجلس خود کہ رہا کنیم  
پھر کہو کسی ظاہری ہیں کو اپنی مجلس میں کیسے  
داخل ہونے دیں۔

موج محیط وگو ہر دریائے غیر تیم  
ہم تو دریائے غیرت کے موتی اور بحر معرفت  
کی لہر ہیں۔

مایل دل بہ آب وگل آخر چرا کنیم  
پھر مٹی اور پانی (سے مخلوط اجسام انسانی) کی  
طرف کیوں متوجہ ہوں۔

در دیدہ روئے ساقی ودر دست  
جب کہ ہمارا حال یہ ہے کہ اپنے ہاتھ میں جام  
جامے حقیقت لے کر ساقی کو دیکھ رہے ہیں۔

بارے بگو کہ گوش بہ ہر خرچہ کنیم  
تو یہ بات کیونکر ممکن ہے کہ گدھوں کی آواز  
سننے میں محو ہو جائیں۔

مارا نفس جواز دم عشق است  
چونکہ بلاشبہ ہم عشق الہی کا دم مارنے والے  
لاجرم لوگ ہیں۔

بیگانہ را بہ یک نفس آشنا کنیم  
اس وجہ سے ایک لمحہ میں بیگانہ (غیر) کو آشنا  
(اپنا) بنا لیتے ہیں۔

از خود بر آ ودر صف احباب ماخرم  
اپنی خود پسندی سے باہر آ کر ہمارے دوستوں  
کی صف میں بیٹھ کر جا

تا سیدانہ روئے دلت با خدا کنیم  
تا کہ تیرے دل کو سادات کے قلوب کی مانند  
اللہ تعالیٰ سے ملا دیں۔

نوٹ: سات سات اشعار کی مندرجہ بالا دونوں نظموں میں شاہ نعمت اللہ ولی  
کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو عادی (دعوے) کئے ہیں شاید بہت کم بزرگوں نے سات  
سات سوا اشعار میں بھی نہیں کئے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقدوس قطب عالم گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ . بزرگی دی ہے اللہ نے جس سے  
تمہارے بعض کو بعض پر۔ (النساء: ۳۲)

تمام ظاہری وباطنی کمالات میں اپنے وقت میں بے نظیر تھے۔ آپ فی  
الحقیقت ایسی تھے اور حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق رودلوی قدس سرہ کی روحانیت

سے تربیت حاصل کی تھی۔ لیکن ظاہری طور پر آپ حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف بن  
شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی شخصیت و کردار سے متعلق

مفصل حالات مندرجہ ذیل کتابوں سے حاصل ہو سکتے ہیں:

۱- ملفوظات شیخ رکن الدین بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ۔

۲- رسالہ لطائف قدسی مولفہ شیخ رکن الدین بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ  
(شروع سے لے کر آخرت تک مکمل حالات زندگی بشمول بیعت کے مفصل

حالات ان کتابوں میں درج ہے)

۳- تاریخ محمدی

۴- خلاصۃ التواریخ

(مولفہ شیخ محمد ترک ساکن ردولوی مرید و خلیفہ شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ گنگوہی

قدس سرہ۔ ان کتابوں میں مجموعی حالات بھی بیان کئے گئے ہیں)

۵- اخبار الاخیار: مولفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

۶- مراۃ الاسرار: مولفہ شیخ عبدالرحمن چشتی رحمۃ اللہ علیہ

جب حضرت شیخ احمد عبدالحق مسافرتِ ظاہری و باطنی کے بعد قبضہ ردولوی

میں تشریف لائے اور مسند ارشاد پر متمکن ہوئے تو آپ کی شہرت ہر چہا طرف بلند

ہوئی۔ اس وقت شیخ اسماعیل بن شیخ صفی الدین حنفی بھی آپ کی خدمت میں حاضر

ہوئے۔ آپ نے فرمایا تماری پشت سے ایک فرزند سعید ازیلی وجود میں آئے گا اور

ہماری دولت اس کو ملے گی۔ چنانچہ باوجودیکہ شیخ اسماعیل کے تمام فرزند عالم و فاضل

اور صالح تھے لیکن وہ نعمت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کو نصیب ہوئی۔ آپ کی ولادت شیخ

احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد واقع ہوئی۔ جب آپ سن تمیز کو پہنچے تو

شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق بھی رحلت کر چکے تھے۔ شیخ محمد بن شیخ عارف کے

ساتھ جو آپ کے ہم عصر تھے آپ کا اعتقاد درست نہیں ہوتا تھا کیونکہ آپ کے دل

کے خمیر میں شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی محبت پیوست ہو چکی تھی۔ اس لئے آپ نے شیخ

احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ اقدس کی جاروب کشی اختیار کر لی اور آپ ان کی محبت

میں گھلتے رہے۔ ایک رات کتاب کا فیہ ہاتھ میں لئے آپ کے مزار پر گئے۔ مزار

سے حق حق کی آواز آنے لگی۔ آپ بے خود ہو کر گر پڑے اور اس بے خودی کی حالت

میں ازلی وابدی انعامات سے نوازے گئے۔ اس کے بعد آپ کو حکم ہوا کہ اپنے تختہ

دل کو ’علم حجاب الاکبر‘ (علم سب سے بڑا حجاب ہے) سے سیاہ نہ کرو اور اصلی کام

میں مشغول ہو جاؤ، چنانچہ آپ کو شغل باطن میں مشغول کیا گیا۔ اسی روز سے آپ

نے کتاب کا مطالعہ ترک کر دیا اور حضرت شیخ کی روحانیت سے اخذ فیض کرتے

رہے۔ ظاہری طور پر آپ ’’شیخ پیارا‘‘ کی صحبت میں بیٹھ کر حقائق و معارف کی تعلیم

حاصل کرتے رہے۔ شیخ پیارا حضرت شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے محرم راز

خادم تھے۔ آپ نے ان سے بھی تربیت و ارشاد حاصل کیا، بڑے بابرکت بزرگ

تھے ان کا مزار شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کے قریب ہے۔ شغل باطن کی

مداومت کے علاوہ آپ ہر رات چار سو رکعت نماز نفل ادا کرتے تھے اور تلاوت کلام

پاک میں مشغول رہتے تھے۔ بعض اوقات ساری رات ذکر جہری میں مشغول رہتے

تھے حتیٰ کہ تصفیہ قلب میسر ہوا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے چالیس برس تک خواجگان

چشت کی موافقت میں نماز معکوس پڑھی۔ اکثر کئی کئی روز یا کئی کئی مہینے مسلسل

روزے رکھتے تھے اور ایسے ریاضت و مشاہدات شاقہ میں مشغول رہتے تھے جو

طاقت بشری سے بالا تھے۔ اکثر متواتر چلے کرتے تھے۔ ایک دن دل میں خیال آیا

کہ ظاہر طور پر کسی زندہ بزرگ سے بیعت کرنا ضروری ہے۔ اسی دوران شیخ احمد عبد

الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق قدس

سرہ کے کمالات معنوی ظاہر ہوئے، یہ دیکھ کر آپ ان کے مرید ہوئے اور خرقة

خلافت حاصل کیا۔ شیخ محمد نے شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ کے باطنی حکم کے مطابق اپنی

بہن یعنی شیخ احمد عارف کی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ لیکن اس اعزاز کے باوجود

آپ پیر کے گھر کا کام مثلاً جھاڑو دینا، پانی بھرنا، گھڑے دھونا، جنگل سے ایندھن فراہم کرنا، باغبانی اور کاشت کاری کے کاموں کو انجام دینا وغیرہ خود کرتے تھے۔ جب تک آپ ردولی میں رہے مذکورہ خدمات انجام دیتے رہے۔ جب آپ سلوک تمام کر کے مرتبہ تکمیل و ارشاد کو پہنچے تو حضرت شیخ احمد عبدالحق رودلوی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے حکم ملا: ہم نے تجھے بلا دست (اتری پہاڑی علاقہ) کی ولایت دی ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ۸۸۶ھ میں سلطان سکندر بہلول لودھی کے عہد حکومت میں عمر خاں کا سی جو بادشاہ کے خاص امراء میں سے تھا اور آپ کا عقیدت مند تھا۔ اس کی درخواست پر بال بچوں سمیت ردولی سے شاہ آباد منتقل ہو گئے۔ شاہ آباد دہلی کے نواح میں ایک قصبہ ہے وہاں جا کر آپ کی بڑی شہرت ہوئی۔ آپ تیس سال سے زائد عرصہ تک یعنی سلطان لودھی اور سلطا ابراہیم لودھی کے ایام سلطنت تک شاہ آباد میں مسند ارشاد پر متمکن رہے۔ جب ۹۳۲ھ میں محمد ظہیر الدین بابر بادشاہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور کافی جنگ و جدال کے بعد سلطان ابراہیم لودھی مارا گیا تو افغان قوم کی کثرت سکونت کی وجہ سے شاہ آباد ویران ہو گیا۔ اس لئے آپ نے شاہ آباد چھوڑ کر قصبہ گنگوہ میں سکونت اختیار کر لی۔ وہاں آپ کی پہلے سے بھی زیادہ شہرت ہوئی اور سارے ہندوستان میں آپ کے کمالات کا چرچا ہونے لگا اور ایک جہان آپ سے فیضیاب ہوا۔ آپ کے حسن تربیت سے بہت سے خلفائے عالی مقام وجود میں آئے جن کی وجہ سے جا بجا چشمہ ہائے ہدایت جاری ہو گئے۔ آپ نے طویل عمر پائی سلطان بہلول لودھی سے لے کر محمد نصر الدین ہمایو کے عہد حکومت تک آپ مسند ارشاد و ہدایت پر مستقیم رہے۔ سلاطین وقت کمال نیاز مندی و اخلاص سے پیش آتے تھے آخر عمر میں آپ پر شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی طرح استغراق دوام طاری ہو گیا تھا۔ جب نماز کا وقت آتا تھا تو خادم بلند آواز سے

حق حق کی آواز دیتا تھا جس سے آپ عالم صحو (ہوشیاری) میں آ کر نماز ادا کرتے تھے۔ اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقدوس کی اولاد بہت تھی۔ اگرچہ آپ کے سب فرزند عالم فاضل عابد اور صفات مشائخت سے مزین تھے۔ لیکن ان میں سے شیخ رکن الدین بڑے متبرک اور درویش مشرب بزرگ تھے۔

شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ فرزند عطا کئے اور بجز اللہ تعالیٰ سب کے سب قطب ہیں، شیخ عبدالنبی کے علاوہ سب کے سب خانقاہ قدوسیہ رشیدیہ گنگوہ میں مدفون ہیں۔ بجز اللہ تعالیٰ راقم الحروف محمد ادریس حبان رحیمی کو اس مبارک خانقاہ میں جو بارہ اقطاب کی خانقاہ کہلاتی ہے، قیام کا شرف حاصل ہے۔ اور حضرت قطب العالم کے خاص حجرہ شریف میں قیام کا خوب خوب موقع اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔

حضرت شیخ کی عمر ۸۶ سال تھی جس میں سے ۳۵ سال ردولی میں رہ کر اخذ فیض کیا، ۳۵ سال شاہ آباد میں رہے اور ۴ سال گنگوہ شریف میں بسر کئے۔ حتیٰ کہ ۹۴۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار گنگوہ شریف میں زیارت گاہ خلق عوام و خواص ہے۔

### خواجہ بہاری قادری

ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَ كَفَى بِاللَّهِ عَلِيمًا. (یہ محض فضل ہے اللہ تعالیٰ کا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے۔ (النساء: ۷۰))

(عہد شاہ جہانی میں لاہور کے ایک نامور بزرگ) کا تعلق قصبہ حاجی پورہ پٹنہ (پٹنہ صاحب) سے تھا۔ شہزادہ دارشکوہ قادری آپ کے متعلق لکھتا ہے ”طریقت و عرفان کے رشتوں کے چلنے والے، حقیقت و وجد کے عارف، توکل و رضا کی کشتی، فقر و غنا تمنا کے طریق کے راہی و اہل حقائق کے شیخ، تمام تعلقات سے علیحدہ حضرت

باری کے برگزیدہ خواجہ بہاری قادری ممتاز اولیاء میں شمار ہے، شہزادہ دارا شکوہ لکھتا ہے کہ ایک رات آپ غازی خاں کے ہاں تقریب میں تشریف لے گئے۔ وہاں حاضرین میں توحید کے مسئلہ پر گفتگو ہو رہی تھی سردی کا موسم تھا اور گھر کے صحن میں آگ جل رہی تھی۔ خواجہ بہاری اٹھ کر الاؤ میں جا بیٹھے اور ایک گھنٹہ تک وہاں رہے اور فرمایا کہ توحید میں قیل وقال کی کیا ضرورت ہے، حال ملاحظہ کرو۔ اس کے بعد آپ الاؤ سے صحیح سلامت باہر آ گئے۔

(مدینۃ الاولیاء مولفہ مورخ لاہور محمد دین کلیم قادری ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور، ص: ۱۲۵)

## حضرت شیخ نظام الدین مولیٰ

صاحب مرآة الاسرار شیخ عبدالرحمن چشتی نے ص: ۹۰۵، پر سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے احباب و متوسلین کے ضمن میں تذکرہ کیا ہے۔ ان کے حالات سیر الاولیاء میں درج ہیں۔ صاحب مناقب الاصفیاء حضرت مخدوم شاہ شعیب فردوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔ علاقہ بہار میں آپ نے اپنے زمانہ میں بڑی شہرت پائی ہے۔ آپ خلقت کے مرجع تھے اور طالبان حق جو ق در جو ق آپ کے پاس آتے تھے۔ مخدوم جہاں شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی محبت کی وجہ سے جنگل ترک کر کے شہر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ شیخ نظام الدین مولیٰ نے حاکم شہر مجد الملک کو بلا کر کچھ رقم اس کے حوالہ کی اور فرمایا کہ شیخ شرف الدین کے لئے پختہ مکان تیار کرایا جائے۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔

صاحب مرآة الاسرار، ص: ۹۳۱ پر حضرت مخدوم جہاں شرف الدین کے تذکرہ کے ضمن میں لکھتے ہیں: ”(جن زمانے میں حضرت مخدوم جہاں راجگیر کے جنگل میں تھے) کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کہاں ہیں (یعنی وسیع و عریض جنگل کے کس حصہ میں ہیں) بعض لوگوں نے نشاندہی کی کہ فلاں جنگل میں ہیں یا جنگل کے فلاں حصے

میں ہیں۔ ایک دن سلطان المشائخ کے مرید مولانا نظام الدین مولیٰ شہر بہار شریف تشریف لے گئے۔ آپ کبھی کبھی شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے جنگل میں اپنے اصحاب سمیت تشریف لے جاتے تھے اور صحبت ہائے محرمانہ گرم ہوتی تھیں۔ جب شیخ شرف الدین نے دیکھا کہ یہ حضرات میری خاطر خطرناک جنگل میں آتے ہیں ان سے فرمایا کہ آپ لوگ تکلیف نہ کریں جمعہ کے دن شہر کی جامع مسجد میں حاضر ہو جاؤں گا اور اسی جگہ ملاقات ہوگی۔ مولانا نظام الدین مولیٰ اور ان کے اصحاب یہ خوش خبری سن کر خوش ہوئے اور شہر جا کر ایک درویشانہ مکان مسجد کے قریب لے لیا پس آپ ہر جمعہ کے دن شہر میں آتے اور نماز جمعہ کے بعد اس گھر میں بیٹھ کر احباب کے ساتھ سرگرم مجلس رہتے اور کبھی دو ایک روز رہ کر چلے جاتے تھے۔ اس کے بعد مولانا نظام الدین مولیٰ نے مجد الملک حاکم بہار کو طلب کر کے فرمایا کہ ہمارے پاس مال حلال میں سے کچھ رقم ہے، میرے بھائی شرف الدین کے لئے ایک مکان تیار کرادو، اس نے اس چھوٹے سے مکان کو گرا کر ایک بڑی عمارت تیار کرائی اور آپ اس میں رہنے لگے۔ بعد میں سلطان محمد تغلق نے حاکم شہر کے توسط سے پتھر کی مستحکم خانقاہ خدام اور متوسلین کے لئے تعمیر کرائی۔“

## ایک پرہیزگار خاتون کا خط پیر و مرشد کی خدمت میں

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَرَحْمَتُهُ، لَا تَبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا۔ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور (نہ ہوتی) اس کی رحمت تو ضرور تم اتباع کرنے لگتے شیطان کی، سوائے چند آدمیوں کے۔ (النساء: ۸۳)

خط لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے فضل سے اعمال کی پابندی ہو رہی ہے۔ جب بھی آپ کا خط آتا ہے، بہت بہت خوشی ہوتی ہے۔ پچھلا جو خط آیا تھا اور اس میں جو نصیحتیں تھیں ان کو روز آئے پڑھ کر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔

حضرت جی! میں دن بھر وضو کے ساتھ رہتی ہوں اور وضو کر کے سوتی ہوں۔ بغیر وضو رہنے سے ڈر لگتا ہے کہ اگر موت آئے تو بغیر وضو کے موت ہوگی، پھر فوراً وضو کر لیتی ہوں۔

حضرت جی! جب تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے اٹھتی ہوں تو اللہ نے مجھ گنہگار بندی کو اٹھایا، اس لئے خوشی سے رونا آتا ہے، جب تہجد چھوٹ جاتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ اللہ میرا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا اور میرا سہارا ٹوٹ گیا، میرا نقصان ہوا، اب شیطان مجھ پر مسلط ہوگا۔ اس طرح سوچ کر دن بھر رونا آتا ہے۔ پھر صلوٰۃ التوبہ پڑھ کر رورور کر اللہ کے پاس دعاء مانگتی ہوں کہ اے اللہ مجھے بے سہارا نہ کرنا، تیرے سوا میرا کوئی نہیں۔ مراقبہ کرتے وقت بہت ڈر لگتا ہے یہ سوچ کر کہ میں بہت گنہگار ہوں، میرا کیا ہوگا؟

تلاوت کرتے وقت یہ ڈر لگتا ہے کہ مجھے صحیح پڑھنا نہیں آتا۔ مجھے ابھی بہت سیکھنا ہے۔ پڑھنے میں غلطی ہوگی تو میں کیا کروں۔

جب ذکر کرتی ہوں تو خیال ہوتا ہے کہ تو صرف پڑھتی ہے اور کلمہ طیبہ کا یقین ابھی تک تیرے دل میں نہیں اترتا، پھر ڈر لگتا ہے کہ مرتے وقت کلمہ زبان پر آئے یا نہیں۔

جب سے بیعت ہوئی ہوں، آپ کی دعا سے پہلے تو غیر مرد کے سامنے جانے سے شرماتی تھی، اب تو ڈاکٹر کے پاس اور ۱۴-۱۵ سال کا لڑکا ہو یا بوڑھا مرد ہو تو سامنے جانے کے لئے شرم آتی ہے۔ پردہ کر کے بھی شرم لگتی ہے، میں اللہ کا شکر بجالاتی ہوں کہ اللہ نے مجھے عورت بنایا ورنہ مرد جیسا باہر جانا ہوتا تو آنکھ کی حفاظت کرنا میرے لئے کتنا مشکل ہوتا۔ اللہ کا مجھ پر بہت بہت احسان ہے۔

معمولات جو مجھے بتائے گئے ہیں ادا کرتی ہوں، ساتھ ہی ساتھ اپنے اہل خاندان کے حق میں دعا کرتی ہوں مجھے ایصالِ ثواب کا طریقہ بتائیں۔

حضرت جی! رمضان کا مہینہ آرہا ہے، اللہ اگر مجھے زندہ رکھے تو میں انشاء اللہ روزانہ ۲۰ پارے پڑھنے کا ارادہ کر رہی ہوں، پچھلے سال روزانہ ۱۰ پارے پڑھنے کی توفیق ملی۔

میری بڑی لڑکی پردہ کے ساتھ اسکول جا رہی ہے۔ دو چھوٹی لڑکیاں مکتب پڑھنے مسجد جاتی ہیں اللہ میرے بچوں کو نیک بنائے۔ اس کیلئے دعا کریں۔ پہلے میں اکیلی دعا کرتی تھی۔ اللہ نے اب اللہ والوں کی صحبت اور دعاؤں کا مجھ پر بڑا احسان کیا۔

حضرت جی! مجھے صدقہ دینے کا بہت شوق ہے، کیا شوہر کی اجازت لینا ضروری ہے اس لئے پیسے تو ان کے ہی ہوں گے۔ آپ میرے شوہر کے لئے بھی دعا کریں کہ دین کے کاموں میں ان کا وقت لگنے میں آسانی ہو۔

حضرت جی! میرے ابا نمازوں کے پابند نہیں ہیں۔ جب ارادہ کرتے ہیں تو کچھ پریشانی آجاتی ہے، پھر چھوڑ دیتے ہیں۔ بچوں کے کاموں میں سب بھول جاتے ہیں گھریلو ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں بے حد مستعد رہتے ہیں اور اپنے متعلقین کی بہت خدمت کرتے ہیں، حرام کھانے سے بہت بچتے ہیں۔ ہر ایک کی مدد کرتے ہیں مجھے کہنے لگے کہ میرے بارے میں خط لکھ کر سمجھانا۔ آپ ان کیلئے دعا کریں۔

اللہ آپ کی عمر میں برکت دے۔ آپ کے اخلاق اور نیکی اور بھلائی کی برکت سے مجھے بھی معاف کرے اور میرے گھر والوں کو بھی اور تمام متوسلین کو بھی معاف کر دے۔

مجھے خط لکھنا نہیں آتا، اللہ نے جو بات دل میں ڈالی اس کو لکھ دیا۔ مجھے معاف کریں۔ میں اللہ کی بہت کمزور بندی ہوں۔

آپ کی مریدہ

## دو معروف ہم عصر صوفیائے کرام

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ.

صبر کرو اور ثابت قدم رہو (دشمن کے مقابلہ میں) اور کمر بستہ رہو (خدمت دین کیلئے) اور (ہمیشہ) اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ (اپنے مقصد میں) کامیاب ہو جاؤ۔

(سورہ آل عمران ۲۰۰)

ہندوستان میں بارہویں صدی ہجری کا زمانہ مسلمانوں کے سیاسی قوت و شوکت کے زوال کا زمانہ تھا لیکن علمی و روحانی دنیا کا بر علماء و ممتاز مشائخ سے آباد تھی۔ ہندوستان کے تمام شہروں میں نامور علماء موجود تھے۔ مشہور شہروں اور قصبوں میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جہاں بساط علم نہ بچھی ہو اور علماء حق سرگرم درس نہ ہوں۔ طریقت کے تمام ہی سلسلے جاری تھے اور ہر سلسلے کے مشائخ ہندوستان کے مختلف خطوں میں روحانی تعلیمات کی اشاعت میں مشغول و منہمک تھے، ہر سلسلہ میں ارباب تصوف کی نمائندہ شخصیتیں موجود تھیں، کوئی علاقہ ان سے خالی نہیں تھا، فقہ و تصوف کا ہر جگہ چرچا تھا، مدارس کے قیل و قال اور خانقاہوں کے کیف و حال میں وہ عہد تاریخ ساز عہد تھا۔

ان سطور میں مذکورہ عہد سے متعلق سلسلہ عالیہ چشتیہ کے دو نامور معاصر صوفیائے کرام کا (جن کے درمیان مرشد کامل اور مرید صادق کا عظیم رشتہ) ذکر خیر کرنا مقصود ہے تاکہ صاحبان علم اور احباب سلسلہ کو ان کی شخصیات اور کارناموں سے واقفیت حاصل ہو سکے۔

شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا شمار سلسلہ عالیہ چشتیہ کے اکابر مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ کے دادا احمد معمار عہد شاہجہانی کے مشہور ماہرین فن میں تھے، شاہان مغلیہ کی طرف سے نادر

العصر کا خطاب ملا تھا۔ اقلیدس، ہیئت، نجوم اور ریاضی وغیرہ پر کامل عبور تھا۔ یہ پورا خاندان فن تعمیر میں ماہر تھا۔ ہندوستان کی بہت سی تاریخی عمارتیں اس خاندان کے افراد کی بنائی ہوئی ہیں۔ آپ کے والد نور اللہ خود ان تمام عصری فنون میں کمال رکھتے تھے۔ آپ کی تعلیم عمدہ طریقے پر ہوئی اور آپ نے بڑی محنت و توجہ سے علم حاصل کیا۔ آپ کے اساتذہ میں اس زمانے کے ممتاز علماء شیخ برہان الدین المعروف شیخ بہلول، شاہ ابوالرضا محمد (عم بزرگوار شاہ ولی اللہ) کے نام قابل ذکر ہیں۔

تکمیل علوم کے بعد حضرت شاہ کلیم اللہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مشہور بزرگ شیخ یحییٰ مدنی احمد آبادی کی خدمت میں پہنچ کر ان سے بیعت کی، اکتساب باطن کے بعد شیخ نے خرقة خلافت عطا کیا اور ظاہری و باطنی نعمتوں سے سرفراز کر کے وطن واپس کیا۔

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ نے ہندوستان آ کر بازار خانم میں قیام کیا جو دہلی کا اس وقت سب سے زیادہ بارونق بازار تھا۔ آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے علمی و روحانی فیض سے بے شمار لوگ مستفیض ہوئے۔ آپ مدرس بھی تھے اور شیخ وقت بھی۔ آپ کی خانقاہ ہر وقت طالبین علم و معرفت سے معمور رہتی تھی۔ آپ سے سلسلہ عالیہ چشتیہ کی بہت اشاعت ہوئی۔ صاحب نزہتہ الخواطر نے آپ کے متعلق بہت عمدہ بات لکھی ہے کہ آپ کے اسلاف حصول رزق کے لئے عمارتوں کی تعمیر سے وابستہ رہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے قلوب کی تعمیر و تہذیب کے لئے منتخب فرمایا۔

آپ کے خلفاء کی بڑی تعداد ہوئی مگر آپ کے نامور خلیفہ سید نظام الدین اولیاء اور نگ آبادی سے آپ کے سلسلہ کی ہندوستان میں خوب اشاعت ہوئی، اس سلسلہ کو بڑے ممتاز اور باکمال مشائخ ملے۔

حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی تبحر عالم اور صاحب تصنیف تھے۔ نزہۃ الخواطر اور تاریخ مشائخ چشت میں آپ کی حسب ذیل تصنیفات کا ذکر ہے: تفسیر قرآن عربی، عشرۃ کاملہ، سواء السبیل، کشکول، مرقع، تسنیم، الہامات کلیسی، رسالہ تشریح الافلاک عالمی محشی بالفارسیہ، شرح القانون الشیخ الرئیس۔

نزہۃ الخواطر میں تاریخ وفات ۱۱۴۱ھ لکھا ہے، ماٹ الکرام میں ۱۱۴۲ھ۔ تاریخ مشائخ چشت کے مطابق ۱۱۴۲ھ صحیح ہے۔

### شیخ شاہ نظام الدین اولیاء اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مشہور بزرگ اور حضرت شیخ کلیم اللہ ولی جہاں آبادی کے نامور مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ کا اصل وطن امیٹھی تھا۔ آپ کے اسلاف میں کوئی بزرگ امیٹھی سے منتقل ہو کر نگرام میں اقامت پذیر ہوئے، آپ اسی قصبہ میں پیدا ہوئے اور یہیں نشوونما پائی۔ قصبہ نگرام میں کچھ تعلیم حاصل کرنے کے بعد دہلی تشریف لائے۔ اور حضرت ملا احمد بن ابی سعید المعروف ملا جیون امیٹھوی قدس سرہ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے اور ان سے تعلیم کی تکمیل فرمائی۔

دہلی کے زمانہ قیام میں حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ ان سے بعض کتابیں بھی پڑھیں۔ یہاں تک کہ جذبہ الہیہ دامن کشاں ہوا اور ان کے دست مبارک پر بیعت کی اور ان کی صحبت بابرکت میں رہ کر سلوک و تزکیہ کی تعلیم پائی۔ حضرت شیخ کلیم اللہ ولی جہاں آبادی کی خدمت میں رہ کر علم و معرفت سے حصہ وافر پایا۔ تکمیل طریقت کے بعد شیخ نے دکن میں مسند رشد و ہدایت کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے مرشد کامل کے حکم کے مطابق اورنگ آباد (دکن) میں مستقل اقامت اختیار کی۔ دکن میں آپ کو قبول عام حاصل ہوا۔ وہاں آپ کے شب و روز عبادت و ریاضت اور طالبین کی اصلاح و تربیت میں گزرتے

تھے۔ مریدوں کی روحانی تعلیم میں پاس انفاس اور ذکر جہری کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ان ہی کے ذریعہ سے باطنی اصلاح و تربیت ممکن ہے۔ ہر کس و ناکس کی عزت و تکریم کرتے تھے۔ لوگوں کے مجمع میں دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے، ہر شخص کی دلجوئی اور دلداری کرتے، کسی کے جذبات کو ٹھیس لگانا آپ کو سخت ناپسند تھا۔ شاہی نذرانے اور تحائف قبول نہیں کرتے تھے، دکن میں آپ نے اپنے سلسلہ کی روایات کا پورا خیال رکھا، بادشاہ وقت سے ملاقات کبھی نہیں کی۔ بعض مخلصین نے چاہا بھی اور اصرار کیا کہ بادشاہ سے ملاقات کریں لیکن راضی نہ ہوئے، ایک بار بادشاہ نے خود بلایا۔ لیکن آپ نے جانے سے انکار کر دیا۔ دکن میں آپ کی ذات سے مشائخ چشت کی تعلیمات خوب شائع ہوئیں اور سلسلہ پھیلا۔ تعلیمات طریقت پر آپ کی ایک تصنیف ”نظام القلوب“ ہے جس میں اذکار جہریہ سریہ، پاس انفاس، اشغال و مراقبات وغیرہ اور ان کے طریقے لکھے ہیں۔ تاریخ مشائخ چشت میں پروفیسر خلیق احمد نظامی مرحوم نے لکھا ہے کہ عمر میں آپ اپنے مرشد گرامی حضرت شیخ کلیم اللہ ولی جہاں آبادی کے ہم عمر تھے۔ ۱۲ ذی قعدہ ۱۱۴۲ھ میں وفات پائی اور اورنگ آباد میں مدفون ہوئے، مزار مبارک مرکز فیوض و برکات ہے۔ نزہۃ الخواطر میں سن وفات ۱۱۴۲ھ لکھا ہے۔ جب کہ تاریخ مشائخ چشت میں ۱۱۴۲ھ مرقوم ہے۔ آپ کے خلفاء بہت ہوئے لیکن آپ کے بعد آپ کی جگہ پر آپ کے قابل فخر فرزند حضرت مولانا شاہ فخر الدین قدس سرہ جانشین ہوئے۔ ان کے ذریعہ سے آپ کا چشمہ فیض دریائے فیض بن گیا اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کی اس شاخ کو بڑی وسعت حاصل ہوئی۔

### اولیاء کرام کی خصوصی کیفیات

وَاسْتَغْفِرُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ اور مغفرت طلب کیا کرو اللہ

تعالیٰ سے، بے شک اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔ (سورہ المزمل ۲۰)

## نماز میں بے خودی

شیخ امان پانی پتی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو سورہ فاتحہ میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (ہم آپ کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں) پوری طرح نہ پڑھ پاتے اس کو بار بار دہراتے، یہاں تک کہ بے خود ہو کر گر جاتے، نماز پڑھتے وقت ان کے چہرے پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا۔ وہ ارکان نماز پوری طرح ادا نہ کر سکتے تھے۔

## مثالی درس و تدریس

اکبری دور میں میاں شیخ عبداللہ بدایونی بڑے مشہور مدرس گزرے ہیں۔ اپنے بچپن میں اپنے استاد سے بوستان پڑھ رہے تھے۔ سعدی کا ایک شعر آیا:

محال است سعدی کہ راہ صفا  
تو اں رفت جز در پئے مصطفیٰ

(شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کے بغیر صراطِ مستقیم پر چلنا ممکن نہیں ہے) تو انہوں نے اپنے استاد سے کہا کہ اس شعر کے معنی ہندی میں بتا دیجئے۔ استاد نے کہا کہ تم کو اس حکایت سے کیا کام ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک آپ اس کا مطلب صاف نہیں بتلائیں گے میں آگے نہیں پڑھوں گا۔ استاد نے مطلب بتایا تو پھر پوچھا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کون تھے؟ استاد نے آپ کے حالات اور معجزات سنائے تو ان پر جذبِ طاری ہو گیا۔ گریبان پھاڑ ڈالا اور کلمہ طیبہ پڑھا۔ والدین دوڑے ہوئے آئے تو وہ ان کو اس کیفیت سے باز نہ رکھ سکے۔ ان کا آبائی وطن سامانہ تھا، وہاں سے مزید تعلیم کیلئے دہلی آئے۔ تعلیم پا کر بڑے جید عالم ہوئے۔ شیخ عبدالباقی چشتی بدایونی سے بیعت ہوئے۔ بڑی روحانی ریاضتیں کیں۔

بدایوں کے ایک دوسرے بزرگ میر سید بلال سے بھی ان کو بڑی عقیدت تھی، ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین ہوئے۔ بدایوں میں رہ کر درس دیتے رہے، بڑے بڑے علماء ان کے حلقہ درس سے نکلے، وہ خود ہی پیدل جا کر بازار سے اپنی ضروریات کی چیزیں خرید کر لانے کے عادی تھے، زیادہ چیزیں بھی ہوتیں تو خود ہی اپنے اوپر لا کر لے آتے۔ ان کے شاگرد یہ خدمت بجالانا چاہتے لیکن وہ ان کو ایسا کرنے نہ دیتے، راستے میں بھی سبق پڑھاتے جاتے۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے بھی ان سے کلام اور اصول فقہ کی شرحیں پڑھی تھیں۔ ان کا بیان ہے کہ ان کی مجلس درس میں ذہین طلبہ بڑی دقیق اور مشکل بحثیں چھیڑ دیتے لیکن وہ ان سب کے گہرے نکلتے واضح کر دیتے، ان کو کبھی کسی کتاب کے دیکھنے کی ضرورت نہ ہوتی، سارے مسئلے ان کے سامنے واضح رہتے جن کو حل کرنے میں ان کو بڑی مہارت تھی اور تائید ایزادی بھی ان کو حاصل ہوتی۔ نوے سال سے زیادہ عمر پائی۔ ان کے چہرے سے خوف فنا ظاہر ہوتا تھا۔

## سادات کی پہچان

سلاطین مغلیہ کے دور میں سادات بارہہ اپنی بہادری، جرأت اور جانبازی کے لئے مشہور تھے۔ وہ شاہی فوج کی ریڑھ کی ہڈی سمجھے جاتے تھے۔ بارہہ سے مراد دریائے گنگا و جمن کے درمیان پرگنہ سننھل کے بارہ گاؤں مراد ہیں۔ سادات بارہہ میں سید محمود خاں پہلا شخص تھا جو شاہی دربار سے وابستہ ہو کر سرداری کے مرتبہ پر پہنچا۔ وہ مختلف مہموں میں بڑی پامردی اور شجاعت دکھاتا رہا۔ ایک روز کسی نے سید محمود خاں کو چھیڑتے ہوئے کہا کہ سادات بارہہ کا شجرہ کہاں تک پہنچتا ہے؟ اس وقت ملنگ فقیروں نے آگ روشن کر رکھی تھی۔ سید محمود خاں آگ کے ڈھیر میں جا کر کھڑا ہو گیا، آگ اس کے زانو تک پہنچی۔ اسی طرح کھڑا ہوا بولا کہ اگر میں سید ہوں

تو یہ آگ مجھ پر اثر نہیں کرے گی اور سید نہیں ہوں تو میں اس میں جل کر رہ جاؤں گا۔ وہ اسی طرح ایک گھنٹہ آگ میں کھڑا رہا۔ لوگ عاجزی منت کر کے اس کو باہر لائے وہ مچلی جوتے اور موزے پہنے ہوئے تھا، مگر اس کی کوئی چیز تک نہیں جلی۔

### شہرت سے نفرت

ایک بار شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ نے عام لوگوں کے لئے ایک دیگ کھانا پکوا یا اور خلق اللہ کے رہ گزر پر رکھ دیا۔ تین دن کے بعد آنے جانے والے لوگ اس دیگ سے کھاتے رہے، اس میں کچھ کمی نہ آئی۔ حضرت شیخ احمد عبدالحق کے دل میں یکا یک یہ خیال آیا کہ تمام دنیا میں شہرت ہو جائے گی کہ احمد ایسا شیخ ہے، شہرت آفت ہے جس سے سب خوش ہوتے ہیں اور گمنامی راحت ہے جس کو کوئی نہیں چاہتا، اے احمد! بندے سب خدا کے ہیں، وہ رزاق مطلق ہے، اس کی شان بڑی ہے، وہ جانے اور اس کے بندے جانیں، تم درمیان میں نہ پڑو، اپنے قلب کے گھوڑے کو وَأَفْوَضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ (میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں) کے وسیع میدان میں دوڑاؤ اور اپنی ذات کو اپنی خودی اور اپنے کام سے علیحدہ کر کے اس نام و نشان کی ہستی کو مٹا کر مالک الملک لایزال ملکہ، (تمام مملکتوں کا مالک جس کی عظیم الشان سلطنت کو ہرگز زوال نہیں) کی ہستی میں گم ہو جاؤ اور اسی وقت طالبان حق کے فقر میں اضافہ کے لئے ایک نعرہ لگایا اور دیگ کو زمین پر پٹک دیا۔

### درویشانہ جلال

دور اکبری میں ایک بزرگ شیخ عزیز اللہ تھے، ان کے بڑے بھائی شیخ محمد حسن تھے جو شیخ امان پانی پتی کے پیر تھے، انہوں نے اپنے بڑے بھائی ہی سے روحانی تربیت حاصل کی، رفتہ رفتہ خود بڑے صاحب دل ہو گئے۔ معرفت الہی اور عشق خداوندی کے مظہر تھے۔ دن رات گریہ وزاری کرتے رہتے، ان کے یہاں

صبح و شام محفل سماع جمی رہتی تھی، اس وقت ان پر یہ کیفیت طاری رہتی کہ بقول نامور مورخ ملا عبد القادر بدایونی ان کی نگاہ پتھر پر پڑ جاتی تو وہ پانی ہو کر بہہ جاتا۔

### کیفیت سماع

اکبری دور میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بزرگ شیخ ادھن جون پوری بھی مشہور ہوئے۔ اپنے والد شیخ بہاء الدین ہی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ساری زندگی عبادت و ریاضت میں گزاری۔ بڑی لمبی عمر پائی ان کے لڑکے ان کی زندگی ہی میں ستر ستر اسی اسی برس کے ہو گئے تھے۔ آخر عمر میں بہت کمزور ہو گئے تھے۔ وضو کرنے اور دوسری ضرورتوں کیلئے خادموں کا سہارا لیتے، حتیٰ کہ ان کی مدد کے بغیر اٹھ بھی نہیں سکتے تھے۔ لیکن اگر عارفانہ اشعار گانے کی آواز کان میں پڑ جاتی تو سماع کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے اور جب ان پر وجد و حال طاری ہو جاتا تو کئی آدمی مل کر بھی ان کو مشکل سے سنبھال سکتے تھے۔ اسی طرح سنت اور نفل تو بیٹھ کر پڑھتے لیکن فرض نماز ادا کرنے میں ان کو قوت آ جاتی۔

### نیک نفس قاضی

اکبری دور میں شیخ معین لاہور کے قاضی مقرر ہوئے۔ وہ معراج النبوة کے مصنف مولانا معین کے پوتے تھے۔ وہ ایک فرشتہ خصلت اور نیک نفس قاضی کی حیثیت سے بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔ مشہور ہے کہ ان کے سامنے کوئی بھی مقدمہ پیش ہوتا تو اس کا فیصلہ خود سے نہ کرتے۔ اگر مدعی اقرار کرتا تو اس سے بڑی الحاح وزاری سے کہتے کہ خدا کے لئے تم اس میں صلح کر لو تا کہ میں خدا کے سامنے ماخوذ اور شرمندہ نہ ہوں۔ پھر مدعی اور مدعا علیہ دونوں سے کہتے کہ تم دونوں دانا ہو، میں ناداں تم دونوں کے درمیان پڑ گیا ہوں، مجھ کو خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں شرمندہ نہ کرو۔ اگر کسی عورت کا شوہر مفقود الخبر ہوتا اور وہ ان



## نعمتِ جزدانوں میں

دیگر قدرتی وسائل کی طرح پانی کی صورت حال بھی تشویش ناک ہے۔ اس کے بے دریغ استعمال و فضول خرچی، اس کی طرف سے بے تعلقی، اس کو نئے سرے سے صاف ستھرا اور پاک و پینے کے لائق بنانے والی کوششوں کی طرف سے غفلت اور اس کو نجس یا آلودہ (Polluted) کرنے کے ہمارے انداز نے آج ناواقف لوگوں کو بیمار اور واقف کاروں کو اس حد تک محتاط کر دیا ہے کہ وہ محض صاف کیا ہوا پانی ہی استعمال کر رہے ہیں۔ اول تو یہ کہ پانی کی آلودگی کو ہر حال میں Check کیا جائے۔ یہ کام محض سرکاری سطح پر نہیں ہو سکتا، عوام کو میدان عمل میں آنا ہوگا۔ اگر ہم نقلی دوائیں بنانے والوں یا کھانے کی اشیاء میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف مہم چھیڑ سکتے ہیں تو پھر پانی کو آلودہ کرنے والوں کا گھیراؤ کیوں نہیں کر سکتے، ہمیں اپنی ذمہ داری سمجھنا ہوگا اور اسے نبھانا ہوگا۔

دوم یہ کہ پانی کے استعمال میں کفایت کرنی ہوگی ساتھ ہی ساتھ نئے وسائل کی کھوج بھی کرنی ہوگی۔ یہ بات ہمارے لئے کتنے افسوس کی ہے کہ ہر نئی پالیسی اور ایجاد کی توقع ہم دوسروں سے کر لیتے ہیں۔ کتنی عبرت کی بات ہے کہ علم کا خزانہ یعنی قرآن حکیم ہمارے پاس، تقریباً ہمارے گھر میں موجود ہے لیکن نہ تو ہم اسے سمجھ

کر پڑھتے ہیں نہ ہی اس پر یعنی اللہ کی آیات پر غور و فکر کرتے ہیں اور نہ ہی اس کے بتائے ہوئے راستے پر تلاش و جستجو کے لئے نکلتے ہیں ہم اسے اللہ کا راستہ سمجھتے ہی نہیں۔ اللہ کے راستے میں نکلنے اور کام کرنے کا ہم نے بہت ہی محدود مفہوم سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کلام پاک میں بے جا اسراف سے منع فرمایا ہے۔ کیا ہم کو پانی کے استعمال میں بھی محتاط نہیں ہونا چاہئے؟ پانی کے بہترین اور نایاب وسائل کی طرف اللہ تعالیٰ سورہ رحمن میں ارشاد فرمایا:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيْنَ . بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيْنَ . فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَيْنِ .  
دو سمندروں کو اس نے چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں، پھر بھی ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔ پس (اے جن وانس) تم اپنے رب کی قدرت کے کن کن کر شموں کو جھٹلاؤ گے۔

افسوس ہم نے ان آیات پر غور نہیں کیا۔ آج بحری سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ سمندروں کے اندر بھی دریا بہتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے اور نہایت حیرت ناک بھی کہ سمندروں میں بہنے والے دریا زینی دریاؤں سے زیادہ بڑے اور تیز رفتار ہیں۔ اللہ کی قدرت کا یہ بہترین نمونہ ہے کہ دونوں پانی باہم ملتے نہیں۔ اسپین کے ایک مہم جو De Leon نے ۱۵۱۳ء میں سب سے پہلے ایک ایسے دریا کو دریافت کیا۔ آج دنیا بھر میں سمندروں میں ایسے دریا پائے جاتے ہیں جن کے بارے میں سائنس داں کھوج میں لگے ہوئے ہیں۔ سمندروں کی گہرائی میں واقع بہت سے دریاؤں کے متعلق تو ابھی کچھ بھی پتہ نہیں۔ جن چند سطحی دریاؤں کے بارے میں اعداد حاصل ہوئے ہیں وہ حیران کن ہیں۔ ان میں سے ایک دریا ۹۶۵ کیلومیٹر چوڑا ہے تو دوسرے میں ایک سکند میں پانچ کروڑ ٹن پانی بہتا ہے۔ ”تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔“

قابلِ عبرت و نصیحت یہ بات ہے کہ ہم ایسے نہ جانے کتنی نعمتوں کے اشاروں کو خوبصورت جزدان میں لپیٹ کر رکھے ہوئے ہیں۔ یا پھر محض اسے دیکھنے اور یاد کرنے میں مشغول و مصروف ہیں۔ یقیناً یہ عمل اہم اور وقت کی ضرورت ہے۔ تاہم اللہ کے کلام پر غور و فکر کرنا، اس کے بتائے ہوئے راستوں پر عمل کی کھوج کرنا بھی تو اس خیر امت کی ذمہ داری ہے۔ یہ کیا منطق ہے کہ ہم ہدایت کا ایک حصہ اپناتے ہیں اور دوسرے کی طرف غفلت، بے حسی یا تجاہل عارفانہ کا انداز اختیار کرتے ہیں۔

”وَيَجْعَلُ الرَّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ. قُلْ أَنْظَرُوا مَاذَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ.“ ”اور اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے وہ ان پر گندگی ڈال دیتا ہے۔ ان سے کہو ”زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے (اسے آنکھیں کھول کر) دیکھو“ اور جو لوگ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے ان کے لئے نشانیاں اور تنبیہ آخر کیا مفید ہو سکتی ہیں“۔ (سورہ یونس: ۱۰۰-۱۰۱)

(ماخوذ: صفحات ۶۸ تا ۷۰ قرآن اور سائنس)

عشق کا گنج گرا یہ مایہ تجھے مل جاتا  
تو نے فرہاد نہ کھودا کبھی ویرانہ دل

(اقبال)

## اللہ تعالیٰ کے نیک اور متقی بندے

اعْدِلُوْهُ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ  
(سورۃ المائدہ) عدل کیا کرو یہی زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے، بے شک اللہ تعالیٰ خوب خبردار ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ ذیل میں یہاں کچھ ایسے ہی اولیائے کاملین کا ذکر کرتے ہیں۔

### حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ کی برکت

فاطمہ بنت احمد شیخ بی علی رودباری کی بہن سے مروی ہے کہتی ہیں کہ بغداد میں دس جوان تھے اور ہر ایک کے ساتھ ایک ایک لڑکا تھا، ایک لڑکے کو انہوں نے کسی کام کو بھیجا۔ اس نے واپس لوٹنے میں تاخیر کی۔ یہ لوگ اس پر غضبناک ہوئے۔ اتنے میں وہ لڑکا ہنستا ہوا آیا۔ اسکے ہاتھ میں ایک خر بوزہ تھا۔ ان لوگوں نے غصہ سے کہا کہ کہاں اتنی دیر کر کے آیا اور پھر ہنس رہا ہے۔ کہنے لگا ایک عجیب چیز لایا ہوں۔ کہا کیا ہے؟ لڑکے نے کہا بشر نے اس خر بوزہ پر اپنا دست مبارک رکھا تھا میں نے بیس درہم میں اسے خریدا ہے۔ سب نے اسے لے کر آنکھوں سے لگایا اور بوسہ دیا۔ ان میں سے ایک نے کہا کس چیز نے بشر کو اس مرتبہ پر پہنچایا؟ اوروں نے کہا تقویٰ نے۔ کہا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔ سب نے اسی طرح کہا۔ نقل ہے کہ وہ سب کے سب طرطوس گئے اور شہید ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہم

## ایک تاجر کی اصلاح

إِنْ تَبَدُّوا خَيْرًا أَوْ تَخْفَوْهُ أَوْ تَعْفُوا عَنْ سُوءٍ فَإِنَّ اللَّهَ

كَانَ عَفْوًا قَدِيرًا (النساء: ۱۳۹)

اگر تم ظاہر کرو کوئی نیکی یا پوشیدہ رکھو اسے یا درگزر کرو کسی برائی سے تو بے

شک اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا اور قدرت والا ہے۔

شہر بغداد میں ایک تاجر تھا۔ لوگ ہمیشہ اس کو صوفیہ کی برائی کرتے ہوئے

سنا کرتے تھے۔ اس کے بعد لوگوں نے اسے دیکھا کہ ہر وقت ان کی صحبت میں رہتا

تھا اور اپنا سارا مال ان پر خرچ کر دیا۔ کسی نے اس سے سوال کیا کہ تو تو ان سے

بغض رکھتا تھا۔ کہنے لگا میں جیسا گمان کرتا تھا وہ بات نہیں تھی۔ میں نے پوچھا یہ

کیوں کر معلوم ہوا؟ کہنے لگا کہ میں نے ایک دن جمعہ کی نماز پڑھی۔ میں نے بشرگو

دیکھا کہ سرعت کے ساتھ مسجد جامع سے نکل کر جا رہے تھے۔ میں نے اپنے جی میں

کہا کہ دیکھو اس شخص کو جو بڑا صوفی مشہور ہے اور ایک لحظہ مسجد میں نہیں ٹھہرتا ہے

یہ کہاں جاتا ہے؟ اس نے بازار میں نان بانی کے یہاں سے نرم نرم روٹیاں

خریدیں۔ میں نے اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ صوفی ہیں نرم نرم روٹیاں خریدتے ہیں

پھر کبابی کے یہاں سے ایک درہم کے کباب خریدے۔ میرا غصہ اور زیادہ ہوا۔

وہاں سے حلوائی کے یہاں آیا اور فالودہ خریدا ایک درہم کا۔ میں نے اپنے دل میں

کہتا تھا کہ جب یہ کھانے بیٹھے گا تو اس پر عیش تلخ کر دوں گا اور اس نے جنگل کا

راستہ لیا۔ مجھے یہ خیال آیا کہ اسے سبزہ زار کی تلاش ہے وہاں بیٹھ کر کھائے گا۔

چنانچہ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ وہ عصر کے وقت ایک گاؤں میں پہنچا اور

ایک مسجد میں داخل ہوا اور وہاں ایک مریض تھا اس کے سر ہانے بیٹھ کر اسے کھلانے

لگا۔ میں گاؤں دیکھنے کے ارادہ سے نکلا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس لوٹا تو انہیں نہ

پایا۔ میں نے اس مریض سے پوچھا کہ بشر کہاں ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ بغداد کو لوٹ

گئے۔ میں نے دریافت کیا کہ بغداد کا یہاں سے کس قدر فاصلہ ہے؟ اس نے کہا

چالیس فرسخ یعنی پانچ منزل ہیں۔ میں نے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ میں نے

اپنے اوپر یہ کیا مصیبت ڈالی نہ میرے پاس اتنے دام ہیں جو کوئی سواری کرایہ پر

کروں نہ اتنی طاقت ہے کہ اتنی دور چل سکوں۔ اس مریض نے کہا ان کے پھر آنے

تک یہاں قیام کرو چنانچہ دوسرے جمعہ تک وہاں رہا اور بشر اسی وقت پر پہنچے اور ان

کے ساتھ وہی مریض کی خوراک تھی۔ جب کھلا چکے تو اس مریض نے کہا اے ابو نصر!

یہ شخص تمہارے ساتھ جمعہ گزشتہ میں آیا تھا اور ایک ہفتہ تک یہاں پڑا رہا اسے پہنچا

دو۔ سو داگر کہتا ہے کہ انہوں نے غصہ سے مجھے گھورا اور کہا ”کیوں میرے ساتھ آیا

تھا؟“ میں نے کہا خطا ہوئی ”کہا اٹھ چل“ میں ان کے پیچھے مغرب تک چلا جب شہر

کے قریب پہنچے تو پوچھا ”تیرا محلہ کون سا ہے؟“ میں نے کہا فلاں محلہ ہے۔ کہا اچھا

جاؤ پھر دوبارہ ایسا مت کیجئے۔ جب سے میں نے توبہ کی اور ان کی نصیحت اختیار

کی اور میں اسی توبہ پر قائم ہوں انشاء اللہ۔ رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

## ابتدائے سلوک میں مجاہدہ

الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ

مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (البقرہ: ۲۶۸)

شیطان ڈراتا ہے تمہیں تنگ دہی سے اور حکم کرتا ہے تم کو بے حیائی کا اور اللہ

تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے تم سے اپنی بخشش کا اور فضل و کرم کا اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت

دینے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

ایک بزرگ صوفی کہتے ہیں کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں خلوت میں داخل

ہوا اور اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا کہ چالیس دن تک کچھ نہ کھاؤں گا۔ چنانچہ جب بیس دن

سے زیادہ گزرے تو مجھ پر فاقہ کی شدت ہوئی اور اشتہا زیادہ ہوئی۔ میں خلوت سے نکل کر چلا۔ مجھے معلوم بھی نہ ہوا کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔ ناگاہ بازار میں پہنچا ایک فقیر کو دیکھا کہہ رہا ہے کہ میں نے اللہ سے سوال کیا ہے کہ ایک رطل سفید روٹی، ایک رطل کباب اور ایک رطل حلوا ملے۔ راوی کہتے ہیں مجھے اس کا سوال گراں معلوم ہوتا تھا اور وہ بازار میں گشت کرتے ہوئے مجھ پر گزرتا تھا لیکن مجھ سے کچھ نہیں کہتا تھا اور میں اپنے جی میں کہتا تھا کہ یہ شخص بڑا ہی مست ہے۔ بڑے مزے کی چیزیں طلب کرتا ہے اور میں سوکھی روٹی کا ٹکڑا اچا ہتا ہوں مجھے نہیں ملتا۔ جب ایک ساعت گزری تو اس کا سوال پورا ہو گیا اور اس نے لا کر مجھے دیا اور میرے کان اٹینٹھے اور کہا بتا کس کا کام زیادہ گراں ہے۔ اس شخص کا جو عہد توڑ کر اپنی شہوت رانی کے لئے خلوت سے نکلے یا اس کا جو اس بھوکے کے واسطے اچھی اچھی چیزیں پیدا کر لائے جس سے اس کی قوت اور حواس قائم ہوں پھر فرمایا جو شخص چالیس روز بھوکا رہنا چاہے تو اسے تدریجاً عادت ڈالنی چاہیے اور ایک ہی دم میں ایسا نہ کرے ورنہ بھوک کا کتا اس پر کودے گا اور حملہ کرے گا پھر فرمایا آئندہ ایسا مت کرنا اور مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ رحمہ اللہ علیہ

### اللہ پاک جس کو چاہتے ہیں

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (سورہ آل عمران، ۸۰) اے ہمارے رب! نہ ٹیڑھے کر ہمارے دل اس کے بعد کہ تو نے ہدایت دی ہمیں۔ اور عطا فرما ہمیں اپنے پاس سے رحمت، بیشک تو ہی سب کچھ بہت زیادہ دینے والا ہے۔

شیخ علی ابن مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ مقام زبید سے ساحل کی جانب چلے جو ہداب کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے ہمراہ ایک ان کا شاگرد بھی تھا راستہ میں ایک مقام پر بید کا جنگل نظر آیا۔ شیخ نے شاگرد سے کہا کہ جا اس میں سے ایک بید اپنے ہمراہ لے

لے۔ شاگرد حکم بجالایا اور تعجب کرتا تھا کہ شیخ کی کیا غرض ہے شیخ نے اس سے کچھ نہ کہا حتیٰ کہ غلاموں کے محلہ میں پہنچے جن کو قوم سنا کم کہتے ہیں۔ وہ مردار کھاتے ہیں اور نشہ باز ہیں نماز روزہ جانتے ہی نہیں۔ وہاں وہ لوگ شراب نوشی میں مصروف تھے اور ناناچ کود اور گانے بجانے میں مشغول تھے۔ شیخ نے شاگرد سے کہا اس لمبے بوڑھے کو جو طبلہ بجا رہا ہے میرے پاس لے آؤ۔ شاگرد نے اس سے جا کر کہا کہ تجھے بلار ہے ہیں ان کے پاس چل۔ اسی وقت اس نے اپنی گردن میں سے طبلہ اتار پھینکا اور شاگرد کے ہمراہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب شیخ کے سامنے آیا تو شیخ نے شاگرد سے کہا اسے بید مارو۔ شاگرد نے اسے حد شراب لگائی پھر شیخ نے فرمایا ہمارے آگے آگے چلو۔ چنانچہ وہ ہمارے آگے آگے سمندر پر پہنچا پھر شیخ نے فرمایا کہ غسل کرو اور کپڑے پاک صاف کرو اور اس کا طریقہ بھی سکھایا پھر نماز پڑھنے کا طریقہ بتلایا اور آگے بڑھ کر شیخ نے ہم دونوں کو نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو شیخ نے کھڑے ہو کر اپنا مصلیٰ پانی پر بچایا اور فرمایا آگے بڑھو اور اس مصلے پر کھڑے ہو جاؤ۔ وہ شخص سجادہ پر کھڑا ہو کر پانی پر چلنے لگا یہاں تک کہ نظر سے غائب ہو گیا۔ شاگرد نے شیخ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا نہایت افسوس اور حسرت کا مقام ہے کہ مجھے حضور کی خدمت میں اتنے سال ہوئے اور اب تک یہ بات حاصل نہ ہوئی ورا سے ایک لحظہ میں ہوگئی اور ایسی بڑی کرامت اس سے صادر ہوئی۔ شیخ نے رو کر فرمایا اے بیٹے! میں کیا چیز ہوں یہ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کیا۔ مجھے تو یہ ارشاد ہوا کہ فلاں ابدال کا انتقال ہوا ہے فلاں شخص کو اس کے مقام میں قائم کرو۔ میں حکم بجالایا میں خود یہ چاہتا تھا کہ مجھے یہ مقام مل جائے اور یہ شیخ جلیل فاضل ان کو شیخ علی ابن مرتضیٰ کہتے ہیں شیخ کبیر احمد ابن باطل کے مرید ہیں ان کے سفر کے وقت ان کے ایک شاگرد نے یہ اشعار کہے تھے۔

لَيْتَ بَشْعِرِي أَيُّ قَوْمٍ أُجْدِيَتْ  
فَسُقُوها بِكَ مَا وَجَّهَهُ الْفَرْجُ  
فَسَأَلَكَ اللَّهُ إِلَيْهَا رَحْمَةً  
فَبَجَاهَكَ مَا عَلِيهِمْ مِنْ حَرَجٍ

جن کا ترجمہ یہ ہے مجھے نہیں معلوم کس زمین میں قحط پرا ہے جس کو تجھ سے سیراب کیا گیا اے سرتا پاکشادگی۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو وہاں اپنی رحمت سے بھیجا تیری حرمت سے ان پر کوئی نقصان نہ ہوگا۔ یعنی حق تعالیٰ نے تمہیں ایسی جگہ بھیجا جہاں لوگوں کو آپ سے سیراب کرنا مقصود تھا اور مجھے اب تک نہیں معلوم وہ مکان کہاں ہے جب وہ کوچ کر کے عدن پہنچے تو وہاں چند روز قیام کیا وہیں ان کی وفات ہوئی ان کی قبر وہاں مشہور ہے لوگ زیارت کرتے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

سالک چار چیزوں کا محتاج ہوتا ہے

وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (البقرہ: ۱۰۵)

اور اللہ خاص فرما لیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا فضل فرمانے والا ہے۔

روایت ہے کہ شیخ کبیر جن کا نام جوہر ہے اور ان کی قبر عدن میں ہے غلام تھے۔ آزاد ہونے کے بعد بازاروں میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے اور فقراء کی مجلسوں میں آتے جاتے اور ان سے اعتقاد رکھتے تھے اور وہ ان پڑھ تھے۔ جب شیخ کبیر سعد حداد کی جو عدن میں مدفون ہیں وفات کا وقت قریب آیا تو ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے بعد شیخ کون ہوں گے؟ فرمایا جس کے سر پر سبز پرندہ تیسرے دن گرے میری موت کے بعد جب سب فقراء جمع ہوں وہی شیخ ہوگا۔ جب تیسرا دن ہوا اور لوگ قرأت و ذکر وغیرہ سے فارغ ہو کر شیخ کے ارشاد کے

انتظار میں بیٹھے تھے کہ ایک سبز پرندہ ان کے قریب آ کر اڑے فقراء اس خواہش میں تھے کہ ہم پر گرے یہ لوگ اسی انتظار اور تمنا میں تھے کہ تقدیر سے کیا ظاہر ہو۔ ناگاہ وہ پرندہ آ کر جوہر کے سر پر گر ا حالانکہ نہ انہیں خیال تھا اور نہ فقراء کو گمان تھا فقراء ان کی طرف دوڑے تاکہ انہیں سجادہ نشین کریں اور شیخ بنائیں اور وہ روتے تھے اور کہتے تھے میں شیخ بننے کے قابل نہیں ہوں میں ایک بازاری آدمی ہوں اور ان پڑھ ہوں طریقہ فقراء کا جانتا نہیں ہوں نہ ان کے آداب سے واقف ہوں اور لوگوں سے میرا لین دین اور معاملہ ہے۔ انہوں نے کہا یہ حکم آسمانی ہے جو نازل ہوا ہے حق تعالیٰ تیری تعلیم میں معاونت اور سرپرستی کریں گے۔ وہی بزرگوں کے سر پرست ہیں۔ فرمایا تھوڑی دیر کیلئے مجھے چھوڑ دو تو جا کر لوگوں کے حقوق سے بری ہواؤں۔ انہوں نے چھوڑ دیا۔ اسی وقت اپنے مکان پر جا کر قرض داروں کا حق ادا کیا پھر گوشہ نشین ہو گئے اور ان کے پاس فقراء خدمت گزریں رہے حتیٰ کہ اپنے نام کے مثل جوہری ہو گئے۔ ان کے بہت سے فضائل اور کرامات ہیں جن کا ذکر طویل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل جس کو چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے اور وہ بڑے فضل والا ہے۔

بعض عارفین فرماتے ہیں کہ جس کی سرپرستی حق تعالیٰ کی مہربانی اور نظر التفات فرمائے وہ اس سے بڑھ کر ہے جس کو سالک باادب بنائے اور یہ قول بہت ہی اچھا ہے اور بعض بزرگ کہتے ہیں کہ سالک اپنے سلوک میں چار چیزوں کا محتاج ہوتا ہے۔ ایک علم کا جو کہ اس کا حاکم بنے۔ ایک ذکر کا جو انس پیدا کرتا ہے۔ ایک پرہیزگاری کا جو اسے بچائے رکھتی ہے۔ ایک یقین کا جو اسے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پہلے بزرگ کے قول کے موافق جسے رعایت حق حاصل ہو جائے وہ ان چار چیزوں سے مستغنی ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اسی ایک رعایت حق سے صاحب علم و صاحب انس ہو کر بلند مقام کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

## قطعاً موضوعِ زندگی

### شعورِ زندگی

یوں تو حاصل ہے سبھی کو اک شعورِ زندگی  
کاش پھیلاتے جہاں والوں میں نورِ زندگی  
دین کا، تہذیب کا، اخلاق کا، آداب کا  
کچھ تو ہونا چاہئے ہم میں شعورِ زندگی

### فریبِ زندگی

ہے عیش و راحتوں سے جو معمورِ زندگی  
دھوکہ، فریب، جھوٹ سے بھر پورِ زندگی  
دوزخ کی سمت کھینچ کے لے جائیں گے احمد  
فردوس سے کر دے گی ہمیں دورِ زندگی

### کمالِ زندگی

کام آجانا کسی کے، ہے کمالِ زندگی  
حق کی خاطر جان دینا ہے جمالِ زندگی  
یوں تو جینے کو سبھی جیتے ہیں دنیا میں مگر  
حل نہیں ہوتا کسی سے بھی سوالِ زندگی

## مہمانِ زندگی

کب تک رہے گی ہم پہ مہربانِ زندگی  
تھوڑے دنوں کی اور ہے مہمانِ زندگی  
کچھ کر لو کارِ خیر جو کام آئیں قبر میں  
چھوڑے گی کر کے بے سرو سامانِ زندگی

### کتابِ زندگی

ظلمتوں میں ضوفشاں ہے ماہتابِ زندگی  
پُر ہو اوصافِ حمیدہ سے کتابِ زندگی  
ایک اک لمحے کی لوگو قدر کرنا سیکھ لو  
یاد رکھو دینا ہے اک دن حسابِ زندگی

### تنویرِ زندگی

اہل جہاں کے واسطے تنویرِ زندگی  
یوسفؑ کے سچے خواب کی تعبیرِ زندگی  
اقوال کو، اعمال کو، دیکھو حضورؐ کے  
آیاتِ قرآنی کی ہے تفسیرِ زندگی

### حقیقتِ زندگی

اہل دانش کے لئے ہے اک سعادتِ زندگی  
مومنوں کی تو سراسر ہے عبادتِ زندگی  
زندگی میں جو ہیں سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے  
ایسے نادانوں کو تو کرنی ہے غارتِ زندگی

تو اسے پیانہ امروز و فردا سے نہ ناپ  
جاوداں، پیہم دواں، ہر دم جواں ہے زندگی

(علامہ اقبال)

☆☆☆

## شہرِ خموشاں

لوگو، یہ بستی کتنی ہے ویران دیکھنا  
ستاٹا ہے چھایا ہوا، چاروں طرف یہاں  
ان گنت آکے بس گئے انسان یہاں پر  
تاحشر یہاں رہنا پڑے گا ہر ایک کو  
محلوں کے مکین، عیش و طرب میں جو غرق تھے  
مصروف دنیا داری میں، جو تھے تمام عمر  
جاہ و حشم ہے ساتھ، نہ دولت نہ حکومت  
کاندھے بدل بدل کے یہاں لائے اقرباء  
رخست ہوئے سبھی، منوں مٹی میں ڈال کر  
والعصر کی تفسیر پڑھو اور عمل کرو

احمد تجھے بھی آنا ہے، ایک دن یہاں ضرور

جو تیرا ساتھ دے گا، وہ سامان دیکھنا

☆☆☆

بجز اللہ تعالیٰ

”اعمالِ سالکینِ خصالِ عارفین“، مکمل ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ

مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ .

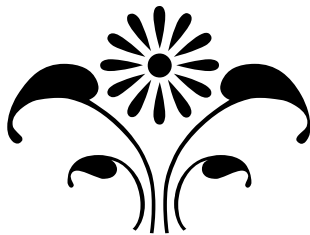
﷞﷞﷞

طالب دعا

خادم آستانہ حاذق الامت

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاول، خانقاہ رحیمی بنگلور کرناٹک

۲۵/رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ بروز جمعہ



## تفسیری خطباتِ حبان

”تفسیری خطباتِ حبان“ قرآن مجید کی منتخب آیات کا ترجمہ اور قصائے قرآن و خلاصہ تفسیر کا عام فہم مجموعہ ہے، جس میں عربی خطبہ کے بعد حضرت سہماب اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم ترجمہ قرآن سے آیات کے اردو اشعار بھی لگائے گئے ہیں، اسی طرح علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے منتخب اشعار اور چند قرآنی قصائے بھی جا بجا لائے گئے ہیں۔ تاکہ سامع کے لئے نشاۃ اور دلچسپی کا باعث ہو۔

592 صفحات پر مشتمل یہ کتاب ائمہ، واعظین، خطباء، مبلغین اور تازہ واردان بساط تفسیر کے لئے مختصر وقت میں منزل مطلوب تک پہنچ جانے کے لئے بیش قیمت زادراہ ہے۔ قیمت: .....

## زیاراتِ حریمِ شریفین

”زیاراتِ حریمِ شریفین“ ایک ایسی جامع کتاب ہے جس میں نہ صرف حج و عمرہ کا طریقہ بلکہ تمام اوراد و وظائف، مسنون اور مستحبات ادعیہ، مقاماتِ مقدسہ کی نشاندہی، تاریخی پس منظر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملاً طریقہ کار، دلائل و مسائل، قصائے قرآنی و احادیثِ نبوی، درود و سلام، مناجات و ادعیہ اور آدابِ حریمِ مفصل بیان کئے گئے ہیں، اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں جدید سائنسی تحقیقات وغیرہم شامل کی گئی ہیں غرض 400 صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ زائرینِ حریمِ شریفین کے لئے ایک ایسا دفتر ہے جس میں وہ اپنی تمام تشنگی کو بجھا سکتے ہیں۔

قیمت: .....

## خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت

خواب ایک حسین و دلکش منظر ہے جسے دیکھ کر انسان اس کی تعبیر کے لئے بے چین ہو جاتا ہے۔ زبانِ اردو میں ابھی تک کوئی مستند کتاب وجود میں نہ آئی تھی ہاں مختلف کتب خصوصاً ابن سیرین کے تراجم ضرور شائع ہوئے۔ طبقہ اردو کی اس تشنگی کا مداوا ”خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت“ مصنف حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی کے ذریعہ ہوا ہے، دو جلدوں پر مشتمل یہ ایسی جامع اور مستند و مجرب کتاب ہے جس میں خواب سے متعلق بے شمار موضوعات پر بڑی گرانقدر معلومات درج ہیں، قرآن و حدیث کی روشنی میں انبیاء، صحابہ، بزرگانِ دین اور صلحائے امت کے خوابوں و تعبیرات کے اجمالی تذکروں، جا بجا خوابوں سے متعلق شعراء کے اشعار سے کتاب مزین ہے۔ لغت کی طرح حروفِ تہجی سے مختصر تعبیروں کی ایک طویل فہرست دی گئی ہے جس سے فائدہ یہ ہے کہ ایک معروف آدمی منٹوں میں اپنے خواب کے اجزاء کو یکے بعد دیگرے دیکھ کر ان کی تفصیلات کی روشنی میں ایک جامع تعبیر اخذ کر سکتا ہے۔ اس کتاب میں دورہ جدید کی تمام نئی ایجاد شدہ اشیاء کی تعبیرات کو مختصراً جمع کر دیا گیا ہے، جس سے پرانی کتب کے بالمقابل دورِ جدید کے تقاضوں کی تکمیل ہوتی ہے۔ ”خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت“ (اول و دوم) حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک شاندار، قابلِ قدر تصنیف اور ایک علمی کارنامہ ہے بلکہ اردو زبان میں ایک نایاب تحفہ ہے، جس کی مثال دورِ حاضر میں نایاب ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ قارئینِ خوابوں سے متعلق بے شمار فوائد حاصل کر سکیں گے۔

قیمت: .....

## خطباتِ رمضان المبارک

خوشخبری ہے خطباء و واعظین اور قدردانِ رمضان المبارک و جو یانِ برکات و فضائلِ ماہِ صیام کیلئے کہ رمضان المبارک کی فضیلت و فرضیت اور اہمیت، روزہ، تراویح، تہجد، سحر اور تلاوت قرآن کے فضائل، زکوٰۃ کی فرضیت و اہمیت اور اعتکاف کے اہتمام اور دیگر مضامین جو ماہِ مقدسہ کے اعمال کی ترغیب و ترقی، قرآن و سنت کے سرچشمے سے مستند واقعات و قصص، امثال و دلائل سے مزین ہے ”خطباتِ رمضان المبارک“ کے نام سے چار جلدوں پر مشتمل مکتبہ طیبہ نے شائع کی ہے۔ وہ خطباء جو اپنے خطاب اور بیان میں دقیق اور مشکل الفاظ سے احتراز کرتے ہیں اور اپنے بیان کو عام فہم رکھنا چاہتے ہیں یا ماہِ رمضان سے متعلق تمام فضائل و مسائل، دلائل و واقعات اور عبادات، اوامرو نواہی کو ایک ہی کتاب میں یکجا چاہتے ہیں اس سلسلہ میں ”خطباتِ رمضان المبارک“ جو عام فہم اردو زبان میں ترتیب دی گئی ہے ان کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ انتہائی مفید ثابت ہوگی۔ اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ تمام خطبات میں قریباً ہر صفحہ پر ذیلی سرخیاں لگائی ہیں تاکہ مضامین اور موضوعات کے انتخاب میں دشواری نہ ہو۔ یہ خطبات حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی خلیفہ و مجاز پیر کامل الحاج مصطفیٰ کامل رشیدی اعرابی (نبیرہ حضرت گنگوہی) و خلیفہ و مجاز حضرت حاذق الامت حکیم ذکی الدین احمد صاحب پرنامبٹ (خلیفہ و مجاز حضرت مسیح الامت) کی وہ تقاریر ہیں جو مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور و دیگر مساجد میں رمضان المبارک کے مختلف موقعوں پر کی گئی ہیں۔ ☆

قیمت : .....

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم

محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

## کی مزید تالیفات

- 1 خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت (اول دوم) 17 انوارِ سالکین
- 2 انوارِ طریقت 18 اسرارِ طریقت
- 3 امت کے روشن چراغ (اول دوم سوم) 19 قرآن و سنت کی روشنی میں تصوف کی حقیقت
- 4 عورت پر اسلام کی مہربانیاں 20 گناہوں کے انبار (اول دوم)
- 5 اسلام میں عورت کی عظمت 21 فیضانِ گنگوہی
- 6 مفتاح الصلوٰۃ 22 افادات حکیم الامت
- 7 زیاراتِ حرمین شریفین 23 رمضان المبارک کے فضائل و مسائل (اول دوم)
- 8 طالباتِ تقریر کیسے کریں (اول تا دہم) 24 خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر
- 9 خواتین کے لئے منتخب تقاریر 25 مستورات کے لئے انقلابی تقاریر
- 10 تصوف اور سلوک کی حقیقت 26 اہل معرفت کی راہیں
- 11 عملی زندگی 27 ملفوظاتِ حبیب الامت
- 12 مجالسِ حبیب الامت 28 خطباتِ رمضان المبارک (اول تا چہارم)
- 13 خطباتِ رحیمی (اول تا دہم) 29 خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام (اول تا دہم)
- 14 سفر نامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ 30 تفسیری خطباتِ حبان (جلد اول)
- 15 بیاضِ حبان 31 صحت مند زندگی کے راز
- 16 بحرِ طرب سے چند موتی 32 ایمان اور اعمالِ حسنہ

☆☆☆